

تذکرہ خواتین صوفیاء

مصنف

ابو عبد الرحمن السلمی

ترجمہ و تحقیق

ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تحب اوری



297.69
1575 ت
160208

تذکرہ خواتین صوفیہ

ابو عبد الرحمن السلمی

ترجمہ و تحقیق

مفتی محمد مشتاق تجاروی

ملک اینڈ کمپنی

۱۶۱-۲۵۹۸۸۵۲

RECEIVED

297-69

C 15759

140208
س

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	تذکرہ خواتین صوفیہ
مصنف:	ابو عبد الرحمن السلمی
ترجمہ و تحقیق:	مفتی محمد مشتاق تجاروی
اہتمام:	ملک غلام قادر
مینیمز:	ملک اسد علی قاسمی
مطبع:	گنج شکر پرنٹرز
سن اشاعت:	2017
قیمت:	300 روپے

ملک اینڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور 54000

042-37248209 -03214021415

انتساب

نانی مرحومہ محترمہ 'مہکی'

کے نام

شمع نظر، خیال کے انجم، جگر کے پھول
جتنے چراغ ہیں تری محفل سے آئے ہیں

فہرست مضامین

۹	تقدیم: پروفیسر اختر الواسع	○
۱۱	مقدمہ: مفتی محمد مشتاق تجاروی	○
۱۵	صاحب کتاب	○
۲۹	کتاب پر ایک نظر	○
۲۳	رَابِعَةُ الْعَدَوِيَّةِ	۱
۲۹	لُبَابَةُ الْمُتَعَبَّدَةِ	۲
۵۰	مَرِيَمُ الْبَصْرِيَّةِ	۳
۵۲	مُؤْمِنَةُ بِنْتُ بَهْلُولٍ	۴
۵۳	مُعَاذَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيَّةِ	۵
۵۵	شَبَكَةُ الْبَصْرِيَّةِ	۶
۵۶	نُسَيْبَةُ بِنْتُ سُلْمَانَ	۷
۵۷	رَبْحَانَةُ الْوَالِيَّةِ	۸
۵۸	غُفَيْرَةُ الْعَابِدَةِ	۹
۶۰	عَافِيَةُ الْمُشْتَاقَةِ	۱۰
۶۱	أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ	۱۱
۶۲	أُنَيْسَةُ بِنْتُ عَمْرِو الْعَدَوِيَّةِ	۱۲
۶۳	أُمُّ الْأَسْوَدِ	۱۳
۶۴	شَعْوَانَةُ	۱۴

۶۵	سَعِيدَه بِنْتِ زَيْدٍ	۱۵
۶۶	عَثَامَه بِنْتِ بِلَالِ بْنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ	۱۶
۶۸	أُمُّ سَعِيدِ بِنْتِ عَلَقَمَه النَّخَعِيَّةُ	۱۷
۶۹	كُرْدِيَّة بِنْتِ عَمْرٍو	۱۸
۷۰	أُمُّ طَلْق	۱۹
۷۱	حَسَنَابِنْتِ فَيْرُوزٍ	۲۰
۷۲	خَفْصَة بِنْتِ سِيرِينَ	۲۱
۷۳	لُبَابَة الْعَابِدَة	۲۲
۷۵	حُكَيْمَة الدِّمَشْقِيَّة	۲۳
۷۷	رَابِعَة الْأَزْدِيَّة	۲۴
۷۸	عَجْرَدَة الْعَمِيَّة	۲۵
۷۹	أُمُّ سَالِمِ الرَّاسِيَّة	۲۶
۸۰	عُبَيْدَة بِنْتِ أَبِي كِلَابٍ	۲۷
۸۱	هِنْد بِنْتِ مُهَلَّبٍ	۲۸
۸۲	رَابِعَة بِنْتِ إِسْمَاعِيلٍ	۲۹
۸۳	فَاطِمَة نِيشَابُورِيَّة	۳۰
۸۷	أُمُّ هَارُونَ الدِّمَشْقِيَّة	۳۱
۸۸	بَحْرِيَّة	۳۲
۸۹	فَاطِمَة الْبَرْدَعِيَّة	۳۳
۹۰	عَائِشَة الدِّينُورِيَّة	۳۴
۹۱	أَمَةُ الْحَمِيدِ بِنْتِ الْقَاسِمِ	۳۵
۹۲	عَائِشَة	۳۶
۹۳	فَاطِمَة (زَيْتُونَة)	۳۷

۳۸	صَفراءِ الرَّازِیَّةُ	۹۵
۳۹	أُنَیسَہ بنتِ عَمرو	۹۶
۴۰	أُمُّ الْأَسود بنتِ زَیدِ العَدویَّةُ	۹۷
۴۱	أُمُّ عَلِی زَوْجَہِ أَحْمَدِ بْنِ خَضِرَوِیہِ الْبَلَدِخِی	۹۸
۴۲	فَاطِمَةُ بنتِ عَبْدِ اللَّهِ المَعْرُوفَةِ بِجُویْرِیَّة	۱۰۰
۴۳	مُؤنِسَةُ الصُّوفِیَّةُ	۱۰۲
۴۴	فَخْرَوِیَّةُ بنتِ عَلِی	۱۰۳
۴۵	فَاطِمَةُ بنتِ أَحْمَدِ الْحِجَافِیَّةُ	۱۰۵
۴۶	ذِکَّارَةُ	۱۰۷
۴۷	عائِشَةُ بنتِ أبی عُثْمَانَ	۱۰۹
۴۸	فَاطِمَةُ أُمُّ الْیَمَنِ	۱۱۱
۴۹	عَمْرَةُ الْفَرْغَانِیَّةُ	۱۱۳
۵۱، ۵۰	زُبْدَةُ اور مُضْغَةُ	۱۱۴
۵۳، ۵۲	عَبْدَةُ اور آمِنَةُ	۱۱۶
۵۴	عائِشَةُ الْمَرْوَزِیَّةُ	۱۱۷
۵۵	فَاطِمَةُ بنتِ أَحْمَدِ بْنِ هَانِی	۱۱۹
۵۶	أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ	۱۲۰
۵۷	حَبِیْبَةُ الْعَدَوِیَّةُ	۱۲۱
۵۸	فَاطِمَةُ الدِّمَشْقِیَّةُ	۱۲۲
۵۹	فُطَیْمَةُ	۱۲۳
۶۰	أَمَةُ اللَّهِ الْجَبَلِیَّةُ	۱۲۴
۶۱	قُسَیْمَةُ	۱۲۶
۶۲	مَرْهَاءُ النَّصِیْبِیَّةُ	۱۲۸

۱۲۹	فاطمۃ بنت احمدؒ	۶۳
۱۳۰	میمونۃؒ	۶۴
۱۳۲	ام احمد بنت عائشہ بنت ابی عثمانؒ	۶۵
۱۳۳	عونۃ النیشاپوریۃؒ	۶۶
۱۳۴	امۃ العزیزؒ	۶۷
۱۳۵	قریشیۃ النسویۃؒ	۶۸
۱۳۷	ام الفضل الوہطیۃؒ	۶۹
۱۴۰	زیادۃ بنت الخطاب الطزریۃؒ	۷۰
۱۴۱	ملکۃ بنت احمد بن حیویۃؒ	۷۱
۱۴۲	فاطمۃ بنت عمرانؒ	۷۲
۱۴۳	عبدوسۃ بنت الحارثؒ	۷۳
۱۴۴	ام الحسین بنت احمد بن حمدانؒ	۷۴
۱۴۵	ام کلثومؒ	۷۵
۱۴۶	عزیزۃ الہرویۃؒ	۷۶
۱۴۷	ام علیؒ	۷۷
۱۴۸	سریۃ الشرقیۃؒ	۷۸
۱۴۹	عنیزۃ البغدادیۃؒ	۷۹
۱۵۰	جمعة بنت احمد القرشیۃؒ	۸۰
۱۵۲	ام الحسین الوراقۃؒ	۸۱
۱۵۳	آمنۃ المرحیۃؒ	۸۲
۱۵۴	فاطمۃ الخانقہیۃؒ	۸۳
۱۵۵	عائشۃ بنت احمد الطویل المروزیۃؒ	۸۴
۱۵۷	مراجع ومصادر	○
۱۵۹	اشاریہ	○

تعارف

جس طرح قبولِ حق، فہمِ دین اور اشاعتِ اسلام کے معاملے میں مسلم خواتین مسلم مردوں سے پیچھے نہیں رہی ہیں، اسی طرح علوم و فنون کے میدان میں بھی ان کا حصہ مردوں سے کم نہیں ہے۔ تفسیر، حدیث، سیرت و سوانح، فقہ، تاریخ، ادب، تصوف، غرض علم کی کوئی بھی شاخ ہو، اس میں مسلم خواتین کی عطایا قابلِ قدر ہیں۔ لیکن علوم و فنون کی تاریخ مرتب کی گئی تو بعض اسباب سے ان کی خدمات کو نمایاں نہ کیا جاسکا اور ان کے تذکرے بھی الگ سے مرتب نہ ہو سکے۔ ماضی قریب میں اس پہلو کی جانب محققین و مصنفین کی توجہ ہوئی ہے اور خواتین کی خدمات کو نمایاں کرنے والی بعض کتابیں منظر عام پر آئی ہیں۔

اسلامیات کا ایک اہم میدان 'تصوف' ہے۔ اس کا تعلق علم سے بھی ہے اور عمل سے بھی۔ چودہ سو سالہ تاریخ میں صوفیہ کرام کی ایک کہکشاں رہی ہے جس نے معرفتِ الہی، تزکیہ و احسان اور صفائے قلب کے میدان میں شہرت حاصل کی ہے اور اپنی ذات اور اپنے علم سے کثیر تعداد میں خلقتِ خدا کو فیض پہنچایا ہے۔ صوفیہ کے جو تذکرے مرتب کیے گئے ہیں وہ بھی صرف مردوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ خواتین کا تذکرہ یا تو ان میں بالکل نہیں ہے یا اگر ہے تو شاذ و نادر۔ اس معاملے میں صرف ایک استثناء ہے، وہ یہ کہ مشہور صوفی ابو عبد الرحمن السلمی (۳۲۵-۴۱۲ھ) نے آج سے ایک ہزار سال پہلے صوفی خواتین کا تذکرہ مستقل ایک کتاب کی صورت میں کیا تھا۔ ان کی کتاب ذکر النسوة المتعبدات الصوفیات ڈاکٹر محمود محمد الطناجی کی تحقیق و تشریح کے ساتھ ۱۹۹۳ء میں مکتبہ الخانجی قاہرہ سے طبع ہوئی تھی۔ اللہ جزائے خیر دے برادرِ عزیز ڈاکٹر محمد مشتاق تجاروی کو کہ انھوں نے اردو زبان میں اس کا رواں اور شستہ

ترجمہ کر دیا ہے۔

ڈاکٹر مشتاق تجاروی اپنی علمی خدمات کی بنا پر اہل علم کے حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ انھوں نے جامعہ ملیہ اسلامیہ سے اسلامک اسٹڈیز میں ایم اے کیا ہے اور وہیں سے ڈاکٹریٹ کی ہے۔ کچھ عرصہ علی گڑھ کے علمی ادارے 'سینٹر فار اسٹڈیز آن سائنس' سے وابستہ رہے ہیں اور اس کے ترجمان مجلہ 'آیات' کی ادارت میں معاونت کی ہے۔ اسلامی اکیڈمی علی گڑھ ودہلی میں بھی کئی برس تدریس کی خدمت انجام دی ہے۔ اب ادھر ایک دہائی سے وہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز میں مقرر استاذ ہیں۔

ڈاکٹر تجاروی کا علمی کام اگرچہ اسلامیات کے مختلف میدانوں میں ہے، لیکن تصوف کا وہ خاص ذوق رکھتے ہیں۔ یہ ذوق اگرچہ ان کی فطرت میں ودیعت ہے، لیکن غالباً اس کو جلا ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری مرحوم کی صحبت سے ملی، جن کے ساتھ انھیں کئی برسوں تک کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ انھوں نے مرحوم کی انگریزی کتاب Sufism and Shariya کا دو جلدوں میں اردو ترجمہ کیا ہے۔ مشہور صوفی شیخ جنید بغدادی پر ان کی تصنیف کو علمی حلقوں میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ تصوف اور صوفیہ پر ان کے بہت سے مقالات ملک و بیرون ملک کے مقتدر علمی و تحقیقی مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔ تصوف کے علمی پہلو پر کام کرنے والوں میں ان کا نام قدر و اعتبار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

زیر نظر اردو ترجمہ کو بھی ان شاء اللہ ڈاکٹر تجاروی کی علمی 'فتوحات' میں شمار کیا جائے گا اور علمی حلقوں میں اور خاص طور پر تصوف سے دل چسپی رکھنے والوں میں اس کی پزیرائی ہوگی۔

محمد رضی الاسلام ندوی
سکریٹری تصنیفی اکیڈمی جماعت اسلامی

۲۳/ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ
۳۰/ جون ۲۰۰۶ء

تقدیم

اسلام اور مسلمانوں پر جانے انجانے اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ان کے دائرے میں خواتین کو وہ رول ادا کرنے کا موقع نہیں ملتا جن کا موقع مردوں کو حاصل ہے، اور نہ ہی عورتوں کو امتیازی تشخص اور شناخت ملتی ہے۔ یہ الزام اس لیے لگایا جاتا ہے کہ لوگوں نے اپنے تعصب یا تن آسانی کے تحت اسلامی تاریخ کے مطالعہ کی زحمت گوارہ نہیں کی۔ ورنہ عہد نبوی سے لے کر آج تک کون سا ایسا دور ہے جس میں مسلم خواتین نے ہر میدان میں نمایاں کارنامہ انجام نہیں دیا۔ بعثت نبوی سے لے کر حیات نبوی ﷺ کا کون سا مرحلہ ہے جس میں آپؐ نے خواتین کی بصیرت سے بہرہ مند ہونے سے گریز کیا ہو۔ صلح حدیبیہ کی نازک گھڑیوں میں حضرت ام سلمہؓ کی فراست سے تاریخ آج بھی روشن ہے۔ علم حدیث میں حضرت عائشہؓ کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ ان کا تبحر علمی اور رسالت سے رفاقت کا فیضان تھا کہ ایک تہائی شریعت ان سے ملی۔ اسی طرح سیدہ زینب کے عزم و حوصلہ کی گواہی کر بلا کے میدان سے دمشق کے دربار تک دیکھی اور سنی جاسکتی ہے۔ علم حدیث کے میدان میں خواتین کی خدمات پر وقیع کام سامنے آچکے ہیں۔ ہمارے عہد میں ڈاکٹر اکرم ندوی نے اس موضوع پر بڑا علمی کام کیا ہے۔ زبان و ادب کے میدان میں بھی خواتین نے خن شناسوں سے جائز طور پر داد تحسین پائی ہے۔ صاحب کتاب الاغانی ابوالفرج اصفہانی نے تو خواتین کا ایک مستقل تذکرہ ہی لکھ ڈالا۔

علم و فضل کے میدانوں کے ساتھ ساتھ عرفان و تصوف کا افق بھی مرد و صوفیہ کے ساتھ صوفی خواتین سے روشن ہے۔ شہر بصرہ امام حسن بصریؒ کے ساتھ حضرت رابعہ بصریؒ

سے اپنی نسبت پر بھی یکساں طور پر فخر کرتا ہے۔ عام طور پر ہمارے یہاں خواتین صوفیہ کے بارے میں برائے نام ہی جانکاری ملتی ہے اور خال خال نام ہیں جن سے ہم واقف ہیں۔ لیکن ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہر بڑے صوفی کا شرار تصوف ان کی جلیل القدر ماؤں کے ایمان کی شعلگی کا ہی نتیجہ رہا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ خواتین باضابطہ طور پر عرفان کا لبادہ اور تصوف کی ردا سے بہرہ مند نہیں تھیں۔

مجھے خوشی ہے کہ ابو عبد الرحمن السلمی نے صرف خواتین صوفیہ کا جو تذکرہ تقریباً ایک ہزار سال قبل مرتب کیا تھا اور دو دہائی پہلے جس کو مقدمہ اور حواشی کے ساتھ ڈاکٹر محمود محمد الطناحی نے شائع کیا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ میرے دوست اور ہم کارڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی نے کیا جو اس وقت منظر عام پر آ رہا ہے۔ اس ایک تذکرہ کے علاوہ ابھی مختلف کتابوں میں ضمناً جن تقویٰ و تقدس کی حامل عصمت و عفت کی پیکر عرفان الہی سے مزین صوفی خواتین کے تذکرے بکھرے ہوئے ہیں ان کو بھی یکجا کرنے کی ضرورت ہے۔ میں ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اردو زبان میں انہوں نے اس اہم رسالہ کا ترجمہ کر کے ہم سب کو عرفان و تصوف کی اس دنیا میں پہنچا دیا ہے جس کی ساری زیب و زینت و جود زن سے ہی عبارت ہے اور زندگی کا سوز دروں اس کے سازگار ہین منت ہے۔ اس رسالہ کا ترجمہ دوسری زبانوں میں بھی ہونا چاہیے اور جہاں جہاں اسلامیات کی تعلیم ہو رہی ہے، یونیورسٹی سے لے کر مدرسوں تک، وہاں وہاں اس کو تصوف کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

پروفیسر اختر الواسع
کمشنر فارنگٹونسٹک مائنارٹیز

مقدمہ

تصوف کے تذکرہ نگاروں نے بالعموم مرد صوفیہ کے احوال لکھے ہیں۔ خواتین صوفیہ کی طرف ان کی توجہ بہت کم رہی ہے۔ اس کے مختلف اسباب ہیں۔ ان میں ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ تذکرہ نگاروں کی رسائی درون خانہ تک نہیں ہو پاتی اس لیے صوفی خواتین کے احوال تذکرہ نگاروں کی نظر سے مخفی رہے اور اسی لئے خواتین صوفیہ کے مستقل تذکرے نہیں لکھے گئے، اگر کہیں کسی خاتون صوفی کا تذکرہ مل جاتا ہے تو اس کو مردوں کے تذکرے میں ہی شامل کر لیا جاتا ہے، الگ سے ان کے مستقل تذکرے نہیں لکھے جاتے۔ اس موضوع پر دستیاب واحد مستقل تصنیف ابو عبد الرحمن السلمیؒ کی ذکر النسوة المتعبدات الصوفیات ہے۔ پوری اسلامی میراث میں اس کے علاوہ اس موضوع پر کوئی دوسری مستقل کتاب نہیں ملتی۔

زیر نظر کتاب کا اصل عربی متن سب سے پہلے ۱۹۹۳ء میں محمود محمد الطناحی نے حواشی اور مشکل مقامات کی تشریح کے ساتھ شائع کیا۔ اس کے بعد مصطفیٰ عبدالقادر عطا نے اس کو طبقات الصوفیہ کے ضمیمہ کے بطور شائع کیا۔ ۱۹۹۹ء میں R.Kia Elaroui Cornell نے اس کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ اردو زبان اس اہم مرجع سے ابھی تک محروم تھی۔ اس کی عربی اشاعت کے کم و بیش بیس سال بعد اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اردو ترجمے میں حتی الامکان الفاظ کی پابندی کے ساتھ با محاورہ ترجمہ کرنے کی

کوشش کی گئی ہے کہیں کہیں قوسین میں معنی کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔ اس کتاب میں مذکور متعدد شخصیات ایسی ہیں جن کا تذکرہ کسی اور مرجع میں موجود نہیں ہے یہی کتاب ان کے بارے میں معلومات کا واحد ذریعہ اور مرجع ہے، اس لیے اس کتاب کی غیر معمولی تاریخی اہمیت ہے۔ اس کتاب میں عالم عرب کے علاوہ مشرق وسطیٰ اور ماوراء النہر کی متعدد خواتین کا بھی تذکرہ شامل ہے، جو مصنف کی دیدہ ریزی اور موضوع پر ان کی وسعت نظر کا ثبوت ہے۔ اس کتاب میں مذکور جن خواتین کا تذکرہ کسی دوسرے مرجع میں مل سکا، اس کا حوالہ حاشیہ میں دے دیا ہے۔ اصل عربی کتاب میں بعض خواتین کا تذکرہ مکرر آ گیا ہے اسے علی حالہ باقی رکھا گیا ہے۔ مصنف نے محدثین کے طریقے کے مطابق روایات کو سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ترجمے میں وہ اسناد بھی باقی رکھی گئی ہیں تاکہ کتاب کی روایتی اہمیت اردو میں بھی باقی رہے۔ کتاب کا اصل نام ذکر النسوة المتعبدات الصوفیات ہے اس کا پورا ترجمہ 'صوفی عبادت گزار خواتین کا تذکرہ' ہوتا ہے لیکن ترجمہ کی روانی کی خاطر اس کا نام 'تذکرہ خواتین صوفیہ' کر دیا ہے۔

راقم الحروف نے اس ترجمہ کا انتساب اپنی نانی مہکی صاحبہ کے نام کیا ہے۔ نانی صاحبہ کی شخصیت میں دین سے وابستگی، اوقات کی پابندی، نمازوں کا ذوق، تقویٰ و طہارت اور ذکر و اذکار جیسا التزام دیکھا، وہ بڑا غیر معمولی تھا۔ اس نے بچپن سے ہی دل میں اسلام اور ایمان کی عظمت کا نقش پیدا کر دیا، جو نقش بقیہ زندگی کے لئے گراں بہا سرمایہ ہے۔ نانی صاحبہ انتہائی مخیر اور فیاض بھی تھیں خاص طور پر تبلیغی جماعتوں کی دعوت اور اصحاب مدارس کی خاطر و مزارات اور امداد و تعاون میں سب سے بڑھ کر حصہ لیتی تھیں، اور نانا مرحوم میاں نجی احمد خاں کا بھی ان کو پورا تعاون رہتا تھا اللہ تعالیٰ ان دونوں کی قبروں کو نور سے منور فرمائے، اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات سے سرفراز فرمائے۔

ترجمہ کی تکمیل اور ضروری اصلاح کے لیے برادر مکرم ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی کا شکر گزار ہوں انہوں نے اس سلسلے میں بڑا تعاون کیا۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی

اور ڈاکٹر تابش مہدی کے تعاون کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ڈاکٹر انعام الحق علمی کا خصوصی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے انہوں نے پورے ترجمے کو پڑھا اور مفید مشورے دیے۔ اس موقع پر والدہ محترمہ حنا زاہدہ کی دعاؤں اور اہلیہ شمشاد بیگم کے تعاون کا ذکر نہ کرنا ناسپاسی ہوگی۔ مجھے اپنے تمام علمی کاموں میں اول دن سے ہی ان کا بڑا تعاون حاصل رہا۔ مسودہ کی پروف ریڈنگ اور ضروری کمپوزنگ میں میرے دو چھوٹے بھائیوں مفتی محمد فاروق تجاروی اور مولانا صلاح الدین احمد اور میرے بچوں بشری خانم، ممتاز جہاں، سنبل افشاں اور وارث سہیل خاں کا بھی تعاون رہا۔ کتاب کی اشاعت جو سب کے بعد لیکن سب سے بڑا مرحلہ ہوتا ہے اس کو جناب فراست علی صاحب نے اپنے ذمہ لیا، میں ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سب کے لیے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دونوں جہاں کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

مفتی محمد مشتاق تجاروی

اسٹنٹ پروفیسر

ڈپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز

جامعہ طیبہ اسلامیہ،

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

مطابق ۱۴ جولائی ۲۰۱۴ء

صاحب کتاب

ذکر النسوة المتعبدات الصوفيات کے مصنف کا پورا نام محمد بن الحسین بن محمد بن موسیٰ، ابو عبد الرحمن السلمی، الازدی تھا۔ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد قبیلہ بنی ازد سے تھے اور ان کی والدہ کا تعلق بنو سلیم سے تھا۔ اس زمانے میں نیشاپور کے اندر بنو سلیم انتہائی معزز خاندان مانا جاتا تھا۔ بنو سلیم کے لوگ دولت و سیادت اور علم و فضل ہر اعتبار سے صاحب حیثیت تھے۔ ایک زمانہ میں وہ نیشاپور کے حاکم بھی رہ چکے تھے۔ ابو عبد الرحمن کے نانا ابو عمرو اسماعیل بن نجید بڑے عالم اور صوفی تھے۔ انھوں نے ہی ابو عبد الرحمن کی پرورش کی تھی۔ اس لیے باپ کی نسبت الازدی کے مقابلے میں نانا کی نسبت السلمی سے زیادہ مشہور ہوئے۔

ابو عبد الرحمن السلمی کے والد حسین بن محمد بھی بڑے عالم اور زاہد و صوفی تھے۔ ان کے بارے میں امام حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے کہ: قلما ما رأت فی اصحاب المعاملات مثل ابیہ۔ (میں نے اصحاب معاملات میں ان کے والد جیسا کوئی دوسرا نہیں دیکھا) علامہ جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں ان کا مستقل تذکرہ لکھا ہے اور ان کی بڑی تعریف کی ہے۔ راہ سلوک کی تعلیم و تربیت انھوں نے عبد اللہ المنازل اور ابو علی الثقفی کی صحبت میں رہ کر حاصل کی اور متعدد دیگر کبار صوفیہ سے استفادہ کیا۔ ابو بکر شبلی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ تصوف سے لگاؤ کے ساتھ ان کو علمی تصوف سے بھی دلچسپی تھی اور انھوں نے صوفیہ کے احوال سے متعلق کچھ چیزیں بھی تحریر کی تھیں لیکن اب ان کی کسی

تحریر کا سراغ نہیں ملتا، کہیں کہیں خود ابو عبد الرحمن السلمیٰ ان کے حوالے دیتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی تحریر میں ایسا لکھا دیکھا ہے۔ ان کی وفات ۳۴۸ھ مطابق ۹۵۹ء میں ہوئی۔

ابو عبد الرحمن السلمیٰ کی والدہ بھی بڑی صاحب تقویٰ اور فاضلہ خاتون تھیں ان کے والد ابو عمرو اسمعیل بن نجید کی تربیت و صحبت اور صوفی منش شوہر کی رفاقت نے ان کے ذاتی خصائل کی مزید پرورش کی ہوگی۔ ان کے بارے میں تفصیلات کم ملتی ہیں، ان کی ایک نصیحت خود ابو عبد الرحمن نے روایت کی ہے، جس سے ان کے ذوق و مزاج کا پتہ چلتا ہے۔ السلمیٰ سے روایت ہے کہ جب شیخ ابو القاسم النصر آبادی نے حج کا ارادہ کیا تو ان کے ساتھ السلمیٰ نے بھی اپنی والدہ سے حج پر جانے کی اجازت مانگی۔ والدہ نے اجازت بھی دی اور یہ نصیحت بھی کی: تو جہت الی بیت اللہ فلا یکتبن علیک حافظاک شیئا تستحی منه غداً (تم بیت اللہ کی زیارت کے لیے جا رہے ہو۔ اس کا دھیان رکھنا کہ فرشتے تمہاری کسی ایسی بات کو نہ لکھنے پائیں، جس کی وجہ سے تم کو کل شرمندہ ہونا پڑے)۔ شیخ فرید الدین عطارؒ نے تذکرۃ الاولیاء میں بھی ضمناً ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اقوال بھی نقل کیے ہیں جن سے ان کے مزاج و رجحان کا اندازہ ہوتا ہے۔

ولادت

ابو عبد الرحمن السلمیٰ بروز منگل، ۱۰ جمادی الآخر ۳۲۵ھ مطابق ۲۵ اپریل ۹۳۷ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد جن کا اوپر ذکر آیا بہت امیر نہ تھے۔ لیکن بیٹے کی ولادت کی خوشی میں انھوں نے اپنا تمام اثاثہ بیچ کر صدقہ کر دیا۔

ابو عبد الرحمن السلمیٰ کے ایک شاگرد اور جلیل القدر صوفی محمد بن علی الخشابؒ نے اپنے شیخ کی سوانح حیات لکھی تھی۔ وہ کتاب توضائع ہوگئی، لیکن امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء اور تاریخ الاسلام میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ اس لیے یہ دونوں کتابیں سلمیٰ کے

حالات کے لیے بڑی حد تک مستند مراجع ہیں۔ ذہبی نے عبدالفاخر بن اسماعیل الفارسی کی کتاب 'سیاق التاریخ' کو بھی بطور مرجع استعمال کیا ہے۔ اس کتاب میں المسلمی کا سنہ ولادت ۳۳۰ھ/۹۴۱ء لکھا ہے۔ لیکن المسلمی کے شاگرد محمد بن علی الخشاب کی تحریر کردہ تاریخ جو اوپر مذکور ہے وہ زیادہ معتبر ہے چونکہ وہ براہ راست ان کے شاگرد کی بیان کردہ ہے اور امام ذہبی نے ان کی رائے نقل کرنے کے بعد اس کے حق میں دلائل بھی دیے ہیں۔ ذہبی کی ایک دلیل یہ ہے کہ ۳۳۳ھ/۹۴۴ء میں ابو عبد الرحمن نے ابو بکر الصبغی سے حدیث لکھنی شروع کی تھی۔ بحاس لیے اس وقت ان کی عمر کم از کم ۷ یا ۸ سال ہوگی جو بالعموم تعلیم کے آغاز کا سن ہوتا ہے، جبکہ عبدالفاخر کی بیان کردہ روایت کے اعتبار سے اس وقت ان کی عمر ۳ سال قرار پاتی ہے، ۳ سال کے بچے سے حدیث نقل کرنا متصور نہیں ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ ابو عبد الرحمن کی ولادت مکی بن عبدان النیشاپوری کی وفات کے ۶ دن بعد ہوئی تھی اور مکی بن عبدان النیشاپوری کا انتقال جیسا کہ خطیب بغدادی نے صراحت سے لکھا ہے، ۴ جمادی الآخر ۳۲۵ مطابق ۱۸ اپریل ۹۳۷ء میں ہوا تھا اس لیے اس کے چھ دن بعد یعنی ۱۰ جمادی الآخر ۳۲۵ مطابق ۲۴ اپریل ۹۳۷ء میں ہی المسلمی کی ولادت زیادہ قرین قیاس ہے۔

تعلیم و تربیت

ابو عبد الرحمن المسلمی کا گھریلو ماحول علمی و دینی تھا۔ چنانچہ بالکل ابتدا میں ہی ان کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا۔ جب ان کی عمر صرف ۷ یا ۸ سال تھی اس وقت سے انھوں نے نیشاپور کے جید عالم ابو بکر الصبغی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا اور یہاں سے تعلیم کی تکمیل کے بعد بلاد اسلامیہ کا سفر کیا اور عراق، بغداد، رے، ہمدان، مرو، حجاز وغیرہ کے مشائخ سے حدیث، فقہ اور تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ خطیب بغدادی نے صرف بغداد کے متعدد اسفار کا تذکرہ کیا ہے۔

اساتذہ

سلمیٰؒ نے بلاد اسلامیہ کے اپنے علمی سفر میں بے شمار علماء سے استفادہ کیا، خاص طور پر تصوف اور حدیث کے ائمہ سے انھوں نے زیادہ استفادہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں سب سے مشہور شخصیت امام دارقطنیؒ کی ہے جو حدیث کے جلیل القدر امام ہیں، ان کی کتاب سنن دارقطنی صحاح ستہ کے بعد حدیث کی سب سے معتبر کتاب مانی جاتی ہے۔ سلمیٰؒ نے ان سے طویل عرصے تک استفادہ کیا اور ان کی خدمت میں رہ کر جرح و تعدیل روادے کے موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی اس کتاب میں انہوں نے صرف امام دارقطنی کے اقوال جمع کیے ہیں۔ چونکہ یہ کتاب سوالات و جوابات کی شکل میں ہے، اس لیے اس کا نام ہی 'کتاب السوالات' ہے۔ ان کے دوسرے مشہور استاد ابو نصر السراجؒ ہیں جن کی کتاب 'اللمع فی التصوف، تصوف کی سب سے پہلی باضابطہ تصنیف مانی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ ابوالقاسم نصر آبادی، احمد بن علی بن شاذان ابن حسنویہ، حلیۃ الاولیاء کے مصنف ابو نعیم اصفہانی، ابوبکر القفال شاشی، ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الشیبانی اور بہت سے اساتذہ سے انھوں نے اکتساب فیض کیا۔

نور الدین شریبہ نے سلمیٰؒ کے ۱۲۸ اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے ۱۱ سلمیٰؒ کی مختلف کتابوں میں جو روایات ہیں، ان میں کم و بیش سو اساتذہ کا تو یقیناً تذکرہ مل جائے گا۔ سلمیٰؒ نے ابوالقاسم نصر آبادیؒ کے ساتھ بہت وقت گزارا۔ سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے۔ انھوں نے ابوالقاسم کے بارے میں لکھا ہے کہ جب بھی ہم کسی نئے شہر میں پہنچتے تو ابوالقاسم مجھ سے کہتے چلو یہاں کے علماء سے حدیث سنتے ہیں۔ ۱۲

تلامذہ

سلمیٰؒ کے تلامذہ کی تعداد بھی بہت ہے ان کے بعض تلامذہ کو تو شہرت لازوال حاصل ہوئی اور وہ اپنے علم و فن کے میدان میں امام تسلیم کیے گئے۔ ان کے تلامذہ

میں حدیث کے مشہور امام امام بیہقیؒ بھی ہیں۔ ان کے علاوہ تصوف کے امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیرؒ بھی ان کے شاگرد ہیں۔ امام ابوالمعالی جوینی نیشاپوریؒ بھی ان کے شاگرد ہیں۔ تصوف کے جلیل القدر امام شاہ ابوسعید ابوالخیرؒ بھی ان کے شاگرد ہیں۔ المستدرک علی الصحیحین کے مصنف امام حاکمؒ اصلاً تو ان کے ساتھی ہیں، لیکن تاریخ نیشاپور میں انھوں نے اسلامی سے روایات لی ہیں، اس لیے ان کو بھی ان کے تلامذہ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ نورالدین شریبہ نے اور بھی بعض اصحاب کا تعارف کرایا ہے، جنھوں نے اسلامی سے روایات لی ہیں اور اس طرح وہ ان کے حلقہ تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

علمی مقام و مرتبہ

امام ابو عبدالرحمن المسلمی تفسیر اور تصوف کے بڑے امام تھے۔ اگرچہ ان کے زمانے میں متداول دیگر علوم پر بھی ان کی اچھی نظر تھی لیکن ان کو زیادہ شہرت انھی دو علوم کی وجہ سے ملی اور ان کی اکثر تصانیف بھی تصوف سے ہی متعلق ہیں۔ ان کے بارے میں ان کے معاصرین اور تلامذہ نے جو کچھ لکھا ہے اور بعد کے علما میں جس طرح ان کے علوم اور ان کی کتابوں کو مقبولیت ملی ہے، اس سے ان کے علمی مقام و مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے ایک معاصر اور استاد اور اپنے وقت کے جید عالم ابو نعیم اصفہانیؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

”سلمیٰ ان لوگوں میں سے تھے جن کو تصوف میں کامل درک حاصل تھا، انھوں نے تصوف کو اسلاف اولین کے اقوال کی روشنی میں بیان کیا۔ ان کے طریقے کا اتباع کیا اور ان کے آثار و کتب سے وابستہ رہے۔ جاہل اور نفس پرست صوفیہ نے تصوف میں جو اضافے کیے ہیں وہ ان سے دور تھے اور ان پر تنقید بھی کرتے تھے۔ اس لیے کہ ان کی نظر میں تصوف کی حقیقت اتباع رسول ﷺ میں مضمر تھی۔“ ۳۱

خطیب بغدادیؒ نے لکھا ہے:

”ابو عبد الرحمنؒ کا مقام و مرتبہ ان کے اہل شہر میں بہت بلند تھا اور صوفیہ کے درمیان ان کی بڑی قدر تھی۔ ساتھ ہی وہ حدیث کے بھی عالم تھے۔ انھوں نے مشائخ حدیث سے روایات جمع کیں اور کتابیں لکھیں۔ نیشاپور میں ان کا ایک دائرہ [خانقاہ] اب بھی موجود ہے جس میں صوفیہ رہتے ہیں، میں خود وہاں گیا تھا اسی دائرہ میں ان کی قبر ہے۔ میں نے قبر کی زیارت بھی کی۔“ ۱۴

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے:

”اسلمی خاص و عام، موافق و مخالف، حکمران و رعایا، سب کے درمیان اور ان کے اپنے شہر میں اور بلاد اسلامیہ کے ہر شہر میں یکساں مقبول تھے اور اسی حالت میں وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔“ ۱۵

حافظ عبد الغافرؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

”ابو عبد الرحمنؒ اپنے عہد میں طریقہ تصوف کے شیخ تھے۔ ان کو تمام علوم کے حقائق اور طریقہ تصوف کی معرفت حاصل تھی۔ انھوں نے فن تصوف میں بڑی نادر کتابیں لکھیں اور انھوں نے ایسا کتب خانہ تشکیل دیا تھا کہ ان سے قبل کوئی بھی ایسا کتب خانہ تیار نہ کر سکا۔“ ۱۶

اسلمیؒ پر اہل علم کی تنقید

اسلمیؒ کے بارے میں ان کے بعض معاصرین اور خاص طور پر محدثین نے تنقید بھی کی ہے۔ محمد بن یوسف النیشاپوری القطانؒ کہتے ہیں کہ ”ابو عبد الرحمنؒ“ غیر ثقہ ہیں، انھوں نے اصم سے صرف چند باتیں ہی سنی تھیں لیکن امام حاکم کی وفات کے بعد تاریخ یحییٰ بن معین کی مدد سے اصم کی روایات بیان کرنے لگے اور ان کے سوا بھی بہت سی باتیں بیان کرنے لگے اور وہ صوفیہ کے لیے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے۔“ ۱۷

شذرات الذہب میں بھی یہی بات اختصار کے ساتھ آئی ہے۔ ۱۸

امام ذہبیؒ بھی حدیث کے معاملے میں ان کو ضعیف مانتے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اگرچہ امام بیہقیؒ، قاسم بن الفضل الشافعیؒ اور محمد بن یحییٰ المزکیؒ نے ان سے روایات لی ہیں، لیکن حدیث کے معاملے میں وہ ضعیف ہیں۔ ۱۹ لیکن امام ذہبیؒ ان کو حدیث گھڑنے کا الزام نہیں دیتے اور انھوں نے اس معاملے میں ان کا دفاع بھی کیا ہے اور محمد بن یوسف النقطانؒ کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ سلمیٰ نے سوالات دارقطنی لکھی ہے جس میں رواۃ اور مشائخ کے بارے میں ماہرانہ سوالات کیے ہیں۔ ۲۰ جہاں تک ان کی کتابوں میں موضوع احادیث کے در آنے کا سوال ہے تو ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ سلمیٰ جھوٹی روایات خود بیان نہیں کرتے بلکہ محمد بن عبد اللہ الرازی الصوفیؒ وغیرہ کی جو روایات لی ہیں ان میں موضوع روایات بھی آگئی ہیں۔ ۲۱

سلمیٰ پر دوسری تنقید ان کی تفسیر کے حوالے سے کی گئی ہے۔ ذہبیؒ نے حدیث کے معاملے میں یک گونہ ان کی حمایت کی ہے۔ لیکن تفسیر کے سلسلے میں لکھا ہے کہ اس میں کوئی بات درست نہیں ہے اور بعض ائمہ نے اس کو زندقہ کہا ہے۔ امام ابوالحسن الواحدیؒ جو خود بھی بڑے مفسر قرآن ہیں، ان کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

”فان کان اعتقد ان ذلک تفسیر فقد کفر۔“ ۲۲

(اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تفسیر ہے تو گویا اس نے کفر کیا)

امام واحدیؒ کی تنقید بہت سخت ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حقائق التفسیر میں مذکور تفسیری آراء اول تو سلمیٰ کی نہیں ہیں، بلکہ وہ دیگر صوفیہ کی آراء ہیں۔ سلمیٰ نے ان کو جمع کر دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں کوئی بات گفریہ نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تفسیر بالرائے ہے۔

حقائق التفسیر پر جس طرح بعض علما نے سخت تنقید کی ہے۔ اس کے ساتھ ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ ہر زمانے میں علما کی ایک جماعت نے اس تفسیر کو قبولیت کی نظر

سے بھی دیکھا ہے اور بڑے اہتمام سے اس کے مطالعے کی روایت رہی ہے۔ مصنف کی حیات میں ہی بغداد و مصر میں اس کا باضابطہ سماع ہوتا تھا۔ نئی دوسرے علما اور بعض امرا نے اس کتاب کے نسخے تیار کروائے اور مصنف کو انعام و اکرام سے بھی نوازا۔ ان کی وفات کے بعد بھی یہ تفسیر لوگوں کے درمیان متداول رہی۔ ماضی قریب میں نور الدین شریبہ نے اس کو ایڈٹ کر کے شائع کر دیا ہے۔

اسلمی پر تنقید کے حوالے سے آخری بات یہ ہے کہ ان پر حدیث وضع کرنے کا الزام محمد بن یوسف القطان نے لگایا ہے لیکن ان کا الزام مبہم ہے ان کی تنقید ہے ”وکان یضع للصوفیہ احادیث“ (اور وہ صوفیہ کے لئے حدیث وضع کیا کرتے تھے) اس طرح کی مبہم تنقید کسی کو متہم کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اسی لیے خطیب بغدادی جنہوں نے یہ تنقید سب سے پہلے نقل کی ہے، انہوں نے بھی لکھا ہے: ”وقد کان مع ذلک صاحب حدیث موجوداً“۔ (اسی کے ساتھ وہ حدیث کے جید عالم تھے) اور طبقات الشافعیہ کے مصنف نے لکھا ہے ”وابو عبد الرحمن ثقہ ولا عبرة بهذا الکلام“ (اور ابو عبد الرحمن ثقہ ہیں اور اس قول (قطان کے قول) کا کوئی اعتبار نہیں۔) ۲۴

القطان نے اسلمی پر دوسرا الزام یہ لگایا ہے کہ وہ امام حاکم کی وفات کے بعد یحییٰ بن معین کی تاریخ سے اصم کی روایات بیان کرنے لگے۔ ۲۵ امام حاکم کا انتقال ۴۰۵ھ/۱۰۱۲ء میں ہوا۔ اس وقت ابو عبد الرحمن اسلمی کی عمر ۸۰ سال تھی۔ کیا یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ایک شخص ساری زندگی زہد و تقویٰ کی زندگی گزارتا رہے اور بڑھاپے میں ایک معمولی بات کے ذریعے اپنے تمام نامہ اعمال کو سیاہ کر لے؟ اس لیے بظاہر اسلمی کو وضع حدیث سے متہم کرنے کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔

تصانیف

ابو عبد الرحمن اسلمی کے والد بہت کشادہ حال نہیں تھے۔ لیکن ان کے نانا ابو عمرو بن نجید

امیر آدمی تھے اور ابو عبد الرحمن کی پرورش دراصل ان کے نانا نے کی اور سوائے ابو عبد الرحمن کی والدہ کے ان کے نانا کا کوئی اور وارث نہیں تھا۔ اس لیے ان کی وفات کے بعد ان کے وارث ابو عبد الرحمن ہی ہوئے۔ ابو عمرو بن نجید کے اثاثے کا تخمینہ تین ہزار دینار لگایا گیا ہے۔ ۲۶ ابو عبد الرحمن نے اس اثاثے کو علم کی خدمت کے لیے وقف کیے رکھا۔ انھوں نے اپنے لئے ایک بڑا کتب خانہ جمع کیا تھا۔ ذہبی نے لکھا ہے کہ ایسا کتب خانہ ان سے قبل کسی نے جمع نہیں کیا تھا ۲۷ اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ ذہبی نے ہی اپنی دوسری کتاب سیر اعلام النبلا میں لکھا ہے کہ: ۱۔ سلمیٰ نے ۳۵۵ھ مطابق ۹۶۵ء کے قریب تصنیف و تالیف کا آغاز کیا اور سات سو اجزا لکھے اور تین سو اجزا احادیث نبوی کے لکھے۔ ان کی تصانیف بہت مقبول تھیں۔ ۲۸ اور تاریخ الاسلام میں لکھا ہے کہ: ۱۔ سلمیٰ چالیس سال سے زیادہ تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ ۲۹

سلمیٰ کی تصانیف کی تعداد سوانح نگاروں نے مختلف لکھی ہے۔ اکثر مؤرخین نے تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے سو کتابیں لکھیں تھیں۔ ابن العمدان نے بھی ان کی تصنیفات کی تعداد سو لکھی ہے۔ ۳۰ تاریخ الاسلام میں ذہبی نے لکھا ہے کہ انہوں نے سو سے زیادہ کتابیں لکھی۔ سلمیٰ کی تصانیف ان کی زندگی میں ہی بہت مقبول ہو گئی تھیں۔ ان کی تفسیر کو لوگ باضابطہ منبر قائم کر کے سنا کرتے تھے۔ ذہبی نے لکھا ہے:

”ان کی تصنیفات بہت مقبول تھیں اور لوگ ان کو بہت پسند کرتے تھے اور بڑی گراں قیمت پر خریدتے تھے اور ان سے ان کی تصنیفات روایت کرتے تھے۔“ ۳۱

فواد سیزگین نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ کی حسب ذیل کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

- ۱۔ حقائق التفسیر: صوفیانہ انداز کی تفسیر ہے۔
- ۲۔ طبقات الصوفیہ: یہ تصوف کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے اور اکابر تصوف کے ملفوظات کا سب سے مستند مرجع ہے۔ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری نے اس کا آزاد فارسی

- ترجمہ اور اس پر اضافے کیے۔ یہ ترجمہ بھی طبقات الصوفیہ کے نام سے شائع ہوا ہے۔
۳. مناہج العارفين: یہی کتاب سلوک مناہج العارفين کے نام سے بھی ملتی ہے۔
 ۴. جوامع آداب الصوفیہ۔
 ۵. عیوب النفس و مداواتها: ابن زروق البرنی نے اس کی منظوم شرح بعنوان 'الانس فی عیوب النفس' لکھی ہے۔
 ۶. رسالة الملامتية
 ۷. درجات المعاملات
 ۸. آداب الصحبة و حسن العشيرة
 ۹. آداب الفقر و شرائطه
 ۱۰. الفرق بین علم الشريعة والحقيقة
 ۱۱. مسألة درجات الصالحين
 ۱۲. غلطات الصوفیہ
 ۱۳. بیان زلل الفقراء و مواجب آدابهم
 ۱۴. کتاب الفتوة
 ۱۵. سلوک العارفين
 ۱۶. مقدمہ فی التصوف
 ۱۷. بیان احوال الصوفیہ
 ۱۸. تہذیب الناسخ و المنسوخ فی القرآن لابن شہاب زہری
 ۱۹. الاربعون فی اخلاق الصوفیہ
 ۲۰. مسائل وردت من مکہ
 ۲۱. وصية
 ۲۲. آداب الصوفیہ

۲۳. کتاب السماع
۲۴. حدیث السلمی
۲۵. سوالات للدارقطنی عن احوال المشائخ والرواة
۲۶. مقامات الاولیاء
۲۷. الرد علی اهل الکلام
۲۸. الفرق بین الشریعة و الحقیقة
- ان کے علاوہ سلمیٰ کی بعض تصانیف اور بھی تھیں لیکن وہ ضائع ہو گئیں۔ ان کی ضائع شدہ تصانیف میں سے حسب ذیل کے نام ملتے ہیں۔
۱. کتاب الزهد: اس کا تذکرہ خود سلمیٰ نے طبقات الصوفیہ میں کیا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے ارباب الاحوال یعنی صوفیہ سے قبل کے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے زہاد کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳۲)
۲. آداب التغازی: اس کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کیا ہے۔
۳. الاستشادات: اس کا تذکرہ ابن الجوزی نے مرآة الزمان میں کیا ہے۔
۴. امثال القران: اس کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون ص ۶۱/۴۳ میں اور ابن الجوزی نے کیا ہے۔
۵. تاریخ اهل الصفہ: ابو نعیم اصفہانی نے اس کو اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں پورا نقل کر دیا ہے۔ اور البجوری نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔
۶. تاریخ الصوفیہ: طبقات الصوفیہ کے علاوہ سلمیٰ کی ایک اور کتاب تھی جو اس سے پہلے لکھی تھی۔ اس کے اقتباسات بعض کتابوں جیسے ذہبی کی تاریخ الاسلام اور جامی کی نفحات الانس میں ملتے ہیں۔
۷. جوامع آداب الصوفیۃ
۸. محن الصوفیہ: اس کا تذکرہ ذہبی نے ذوالنون مصریٰ کے ضمن میں کیا ہے۔

۹. مقامات الاولیاء: اس کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور ابن عربی نے محاضرات الابرار میں کیا ہے۔

۱۰. الاخوة والاخوات من الصوفیہ: اس کتاب کا تذکرہ خطیب بغدادی نے بکیر بن دراج کے ضمن میں کیا ہے۔

۱۱. سنن الصوفیہ: ابن جوزی نے تلخیص ابلیس میں اس کا ذکر کیا ہے۔

وفات

ابو عبد الرحمن السلمی کی وفات اتوار کے دن ۳ شعبان ۴۱۲ھ مطابق ۱۰۲۱ء میں ہوئی۔ ۳۴

ذکر النسوة المتعبدات الصوفیات

تاریخ تصوف میں سلمی کا ایک معرکہ آرا کام 'ذکر النسوة المتعبدات الصوفیات' ہے یہ مختصر سی کتاب دراصل صوفی خواتین کے تذکرے کے لیے مختص ہے۔ اس میں انھوں نے کم و بیش ۸۰ صوفی خواتین کا تذکرہ کیا ہے۔ خاص صوفی خواتین کے تذکرے پر پوری میراث اسلامی کی یہ واحد دستیاب کتاب ہے۔ اس سے قبل شاعرات کے تذکرے پر ابو الفرج اصفہانی کی کتاب الاماء الشواعر تو ملتی ہے لیکن اور کسی موضوع پر صرف خواتین کے بارے میں کوئی مستقل تصنیف نہیں ملتی۔ یہ کتاب اگرچہ محققین کے سامنے ہمیشہ رہی اور تاریخ کے پورے دورانیہ میں اس کے حوالے ملتے ہیں۔ لیکن عوام کے درمیان اس کا ذکر زیادہ نہیں رہا۔ اس کتاب کا واحد دستیاب مخطوطہ جامعۃ الملک محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض (سعودیہ عربیہ) کے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ ۴۷۴ھ ۱۰۸۱ء کا لکھا ہوا ہے۔ یعنی اس مخطوطہ کی کتابت کم و بیش ایک ہزار سال پہلے ہوئی تھی۔ اس نسخے کو سامنے رکھ کر ڈاکٹر محمود محمد الطناحی نے اس پر مفید خواشی کے اضافے کے ساتھ اس کو شائع کیا۔ اس کے بعد مصطفیٰ عبدالقادر عطا نے طبقات الصوفیہ کے ساتھ شامل کر کے اس کو دوبارہ شائع کر دیا ہے۔

حواشی:

- ۱ شمس الدین ذہبی: سیر اعلام النبلا، مؤسسة الرسالة، بدون سنہ ۲۲۸/۱۷
- ۲ عبد الرحمن جامی: نفحات الانس، تحقیق محمود عابدی، طبع اصفہان ص ۳۱۷
- ۳ ابو عبد الرحمن السلمی: ذکر النسوة المتعبدات الصوفیات، ڈاکٹر محمود محمد الطناحی، مکتبہ الخانجی قاہرہ، ۱۹۹۳ء ص ۳۴
- ۴ سیر اعلام النبلا، ص ۲۲۹/۱۷
- ۵ سیر اعلام النبلا، ص ۲۲۷/۱۲
- ۶ نفحات الانس، ص ۳۱۷
- ۷ سیر اعلام النبلا، ص ۲۱۷/۱۷
- ۸ خطیب بغدادی: تاریخ بغداد، تحقیق الدكتور بشار العواد، ص ۱۲۹/۱۵
- ۹ سیر اعلام النبلا، ص ۲۲۷/۱۷
- ۱۰ تاریخ بغداد، ص ۴۲/۳
- ۱۱ ابو عبد الرحمن السلمی: طبقات الصوفیہ، تحقیق مصطفیٰ عبد القادر عطا، طبع دوم ۲۰۰۳ء
- مقدمہ ۱۹-۲۲
- ۱۲ سیر اعلام النبلا، ص ۲۲۹/۱۷
- ۱۳ ابو نعیم اصفہانی: حلیۃ الاولیاء، دار الفکر، بیروت، بدون سنہ، ص ۲۵/۲
- ۱۴ تاریخ بغداد، ص ۴۳/۳
- ۱۵ سیر اعلام النبلا، ص ۲۲۸/۱۷
- ۱۶ شمس الدین ذہبی: تاریخ الاسلام، ڈاکٹر عمر عبد السلام تدمری، طبع دوم ۱۹۹۰ء
- ص ۳۰۵/۲۸
- ۱۷ سیر اعلام النبلا، ص ۲۵۰/۱۷

- ۱۸ ابن العماد: شذرات الذهب، دارالمسیرة، بیروت، طبع دوم ۱۹۷۹ء، ص ۳/۱۹۶
- ۱۹ سیر اعلام النبلا، ص ۱۷/۲۵۰
- ۲۰ سیر اعلام النبلا، ص ۱۷/۲۵۲
- ۲۱ سیر اعلام النبلا، ص ۱۷/۲۵۵
- ۲۲ ایضاً (بحوالہ فتاویٰ ابن الصلاح، ص ۲۹)
- ۲۳ تاریخ بغداد، ص ۳/۴۳
- ۲۴ طبقات الشافعیہ، ص ۳/۶۱
- ۲۵ تاریخ بغداد، ص ۳۷/۴۳
- ۲۶ سیر اعلام النبلا، ص ۲۷/۲۲۹
- ۲۷ تاریخ الاسلام، ص ۲۸/۳۰۵
- ۲۸ سیر اعلام النبلا، ص ۱۷/۲۴۷
- ۲۹ تاریخ الاسلام، ص ۲۸/۳۰۵
- ۳۰ شذرات الذهب، ص ۳/۱۹۶
- ۳۱ سیر اعلام النبلاء، ص ۱۷/۲۴۸
- ۳۲ طبقات الصوفیہ، ص ۳
- ۳۳ سیر اعلام النبلا، ص ۱۱/۵۳۴
- ۳۴ تاریخ بغداد، ص ۳/۴۴

کتاب پر ایک نظر

ایک مشہور صوفی کا قول ہے کہ ”پہلے تصوف ایک بے نام حقیقت تھا، مگر آج حقیقت سے خالی محض ایک نام ہے۔“ یہ درست ہے کہ لفظ تصوف یا صوف قرآن و سنت میں وارد نہیں ہوا بلکہ قرآن میں لفظ تزکیہ اور حدیث میں لفظ احسان استعمال ہوا ہے۔ صوفیہ کرام اسی تزکیہ و احسان کے حصول کے لیے جو طریقے اختیار کرتے ہیں، صوفیہ کے نزدیک دراصل اسی کا نام تصوف ہے اور چونکہ تزکیہ و احسان ہمیشہ مطلوب رہا ہے، اس لیے قرون مشہود لہا بالخیر یعنی اسلام کی ابتدائی صدیوں میں یہ ایک بے نام حقیقت تھی۔ البتہ اس کو تصوف یا سلوک کے نام سے نہیں جانا جاتا تھا۔ بعد کے زمانے میں خاص طور پر جب تصوف با ضابطہ مدون و مروج ہو گیا اور تصوف کا با ضابطہ چلن شروع ہو گیا اور معاشرے میں صوفیہ کا خصوصی احترام کیا جانے لگا تو ایسے بہت سے لوگ بھی پیدا ہو گئے، جو ظاہر میں صوفی تھے، لیکن ان کا باطن دنیوی آلائش و غفلت سے پاک نہیں تھا۔ شاید ان کو دیکھ کر ہی کسی نے مذکورہ جملہ کہا ہوگا۔

تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک کی جتنی ضرورت مردوں کو ہے اتنی ہی عورتوں کو بھی ہے اور اسلام نے روحانی ترقی کا جو موقع مردوں کو دیا ہے، وہی عورتوں کو دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ
بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ. (آل عمران. ۱۹۵)

”ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کرنے والا ہوں۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے سے ہو۔ ایک اور آیت میں فرمایا گیا:

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ. (النساء. ۳۲)
”مردوں کے لیے ان کی اپنی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی اپنی کمائی کا حصہ ہے۔

یہاں اس کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں ہے، ورنہ قرآن مجید میں متعدد جگہ اس کا تذکرہ آیا ہے کہ مرد اور عورت خدا کے سامنے بالکل برابر ہیں جو بھی نیک کام کرے گا، عمل صالح کرے گا، اچھائی کا حکم دے گا، صدقہ و خیرات کرے گا، اس کو پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ صنفی تفریق کی بنیاد پر اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

احادیث مبارکہ میں بھی یہی بات مبرہن کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے:

”انما النساء شقائق الرجال“

(بے شک عورتیں مردوں کے برابر ہیں)

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں ہمیں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ عرب کا بدوی معاشرہ کس طرح تبدیل ہو کر ایک متمدن معاشرہ بن گیا اور کس طرح عورت، اور مرد دونوں نے یکساں طور پر اپنی آخرت کی منزل کو آسان کرنے کی اور اپنے روحانی ارتقا کی کوشش کی۔ ایسی خواتین جنہوں نے اس میدان میں امتیاز پیدا کیا ان کی ایک بڑی تعداد کا تذکرہ، حدیث اور طبقات کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ ابن سعد نے الطبقات میں اور ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں صرف عورتوں کے تذکرے کے لیے ایک ایک جلد مخصوص کی ہے۔ ان میں عبادات، اوراد و اذکار، خیرات و زکوٰۃ، غلام آزاد کرنے اور درس و تدریس جیسے امور میں خواتین کی خدمات کا بھی مفصل تذکرہ ہے۔

جیسا کہ شروع میں کہا گیا تصوف اس وقت ایک بے نام حقیقت تھا۔ لفظ تصوف کا

استعمال نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے کسی صحابی کو صوفی نہیں کہا جاتا اور اسی لیے اس عہد کی وہ خواتین جو عبادت و اطاعت اور زہد و تقویٰ میں سبقت لے گئیں ان کو بھی خواتین صوفیہ یا الصوفیات نہیں کہا جاتا۔ یہ فرق صوفیہ کرام نے خود روا رکھا ہے۔ صوفیہ کے سب سے بڑے تذکرہ نگار ابو عبد الرحمن السلمیؒ نے صحابہ و تابعین کے عہد کے لوگوں کے لیے لفظ 'نساک' استعمال کیا ہے اور فضیل بن عیاضؒ کے بعد سے نساک کا ذکر لفظ صوفی سے کیا ہے۔

تصوف و سلوک کی اس روایت میں حضرت حسن بصریؒ کو پیشوائی حاصل ہے۔ اگرچہ وہ بھی صوف (اون) نہیں پہنتے تھے اور انہوں نے بعض اوقات اون پہننے کو ناپسند بھی کیا ہے، لیکن ان کے بعض تلامذہ اون پہنتے تھے۔ حالانکہ وہ خود معروف معنوں میں صوفی نہیں تھے، لیکن صوفیہ ان کو ہی اپنا سرخیل اور امام تسلیم کرتے ہیں۔

تصوف کی تاریخ اور صوفیہ کے احوال پر شروع سے ہی متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں سب سے اہم السلمیؒ کی طبقات الصوفیہ ہے۔ اس کتاب میں صرف مرد صوفیہ کے احوال ہیں۔ السلمیؒ نے ہی ایک دوسری کتاب خواتین صوفیہ کے حالات پر بھی لکھی انہوں نے اس کتاب میں چوتھی صدی ہجری یعنی دسویں صدی عیسوی تک کی معروف صوفی خواتین کا تذکرہ لکھا ہے، زیر نظر سطور میں اس کتاب کا تعارف کرایا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ خواتین نے اس دور میں تصوف کے آغاز اور اس کے ارتقاء میں کیا کردار ادا کیا۔

تصوف کی روایت میں جس طرح حضرت حسن بصریؒ کا نام اساطین میں لیا جاتا ہے، اسی طرح خواتین صوفیہ میں حضرت رابعہ بصریہؒ کا نام لیا جاتا ہے۔ حضرت رابعہ اپنے وقت کی اور ہر زمانے کی سب سے مشہور صوفی خاتون ہیں۔ السلمیؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ان کے عہد کے بہت سے علماء صلحا ان سے استفادہ کرتے تھے۔ سلمیؒ نے لکھا ہے کہ امام سفیان ثوریؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کو اپنی مودبہ کہتے تھے۔ سلمیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ رابعہؒ کے علوم و حکمت کو سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ نے روایت کیا

ہے۔ حضرت رابعہ کے علاوہ اور بھی بہت سی صوفی خواتین تھیں جن کا تذکرہ السلمی نے کیا ہے مثلاً حضرت شعوانہ کے بارے میں لکھا ہے کہ زاہد، عابد اور ارباب قلوب ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور ان کے علوم سے استفادہ کرتے تھے۔ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتی تھیں۔ ابراہیم بن شیبان نے عائشہ الدینوریہ سے تربیت حاصل کی اور وہ ان کے وصایا کو روایت کیا کرتے تھے۔ اس طرح بہت سی صوفی خواتین کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مرد صوفیہ سے اخذ و استفادہ کرتی تھیں۔ جیسے بحریہ شقیق بلخی کی مرید تھیں۔ امۃ الحمید بن القاسم ابوسعید الخراز کی شاگرد اور خادمہ تھیں۔ فاطمہ بنت احمد ابو عثمان کی شاگرد اور مرید تھیں۔

السلمی نے بعض مرد صوفیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے بہت سی صوفی خواتین کی عظمت اور ان کے مقام کا اعتراف کیا ہے۔ مثلاً ابوسلیمان دارائی نے ام ہارون الدمشقیہ کی بڑی تعریف کی ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے شام میں ان سے بہتر کوئی نام نہیں معلوم۔ اسی طرح فاطمہ نیشاپوری کی ابو یزید نے بہت تعریف کی ہے۔

السلمی نے بعض ایسی خواتین کا بھی ذکر کیا ہے جن کا تعلق علمی یا سیاسی اعتبار سے بڑے گھرانوں سے تھا جیسے اسماعیل بن عیاش ایک عظیم محدث اور امام تھے۔ ان کی والدہ بڑی متقی پرہیزگار اور صوفی خاتون تھیں (ان کا تذکرہ آگے آ رہا ہے)۔ مہلب بن ابی صفر جو عہد بنی امیہ کے بڑے سرداروں میں تھے، ان کی بیٹی ہند بنت مہلب بھی بڑی عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ ان کی شادی حجاج بن یوسف الثقفی سے ہوئی تھی۔ ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے خود ان کے والد مہلب بھی ان کا بڑا اکرام کرتے تھے۔ (اعلام النساء ۲۰۴/۵-۲۵۶) انہوں نے فرمایا کہ: جب اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت ملے تو اس کو شکر کے ساتھ آگے بڑھ کر قبول کر و قبل اس کے کہ اس نعمت پر زوال آجائے۔

السلمی نے صوفی مردوں کے پہلو بہ پہلو ان میں سے بعض کے گھرانے کی خواتین کا بھی تذکرہ کیا ہے جو بڑی عبادت گذار اور متقی گزری ہیں۔ ابو عثمان الحیرؒ کی بیٹی عائشہؒ

بہت مشہور صوفی تھیں۔ امام محمد بن سیرینؒ کی بہن حفصہؓ بھی بہت مشہور صوفی خاتون تھیں۔ بشرحائیؒ کی دو بہنیں زبدہؓ اور مضغہؓ بھی بڑی مشہور صوفی خواتین تھیں اور ابو سلیمان دارانیؒ کی دو بہنیں عبدہؓ اور آمنہؓ بھی بڑی پائے کی صوفیہ تھیں۔ ان کا تذکرہ السلمی کے علاوہ بعض دوسرے تذکروں میں بھی موجود ہے۔ احمد بن ابی الحواریؒ کی اہلیہ رابعہ بنت اسماعیلؓ بہت مشہور صوفی خاتون تھیں۔ اسی طرح فاطمہ ام الیمینؓ ابو علی الروذباریؒ کی اہلیہ بھی بڑی عابدہ و زاہدہ اور اعلیٰ پایے کی صوفی خاتون تھیں۔

صوفی خواتین کی خدمات کا ایک خاص پہلو ان کا وعظ و نصیحت اور درس و تدریس رہا ہے۔ سلمیؒ نے ایسی متعدد صوفی خواتین کا تذکرہ کیا ہے، جنہوں نے عام لوگوں میں وعظ و ارشاد کی محفل آراستہ کی۔ مثلاً عبیدہ بنت ابی کلاب البصریہؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ طفاۃ نام کے قبیلے میں آتیں اور وعظ و ارشاد کرتی تھیں۔ سلمیؒ نے ان کو جید المواعظ لکھا ہے۔ ام الاسودؓ اور فاطمہؓ کے بارے میں سلمیؒ نے لکھا ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بیان کیا کرتی تھیں۔

سلمیؒ نے مختلف مذہبی اور عام انسانی زندگی کے مسائل پر بھی خواتین کی آراء نقل کی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت خواتین کا مذہبی شعور کتنا بیدار تھا اور مختلف مسائل پر وہ کتنی بصیرت کے ساتھ اظہار خیال کرتی تھیں مثلاً فاطمہ ام الیمین کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے زاہدوں پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ان کا زہد بھی راہ فرار ہے وہ دنیا کمانے کی مشقت سے بچنا چاہتے ہیں اس لئے زہد کی راہ اختیار کرتے ہیں۔“ غالباً زہد کے اس پہلو کی طرف کسی مرد صوفی نے بھی کبھی توجہ نہیں دی۔

صوفی خواتین کا ایک پہلو جس کا ذکر بعض تذکرہ نگاروں نے کیا ہے وہ صوفی اور تصوف کی تعریف سے متعلق ہے۔ السلمیؒ نے اس کتاب میں بھی بعض خواتین کی آراء نقل کی ہیں مثلاً فاطمہ بنت احمدؓ جو ابو عبد اللہ الروذباریؒ کی اہلیہ تھیں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرا بیٹا صوفی نہیں ہے۔ وہ ایک صالح انسان ہے، صوفی تو

میرے بھائی ابوعلی الروذباریؒ ہیں۔ ام الفضل الوھطیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ حقیقی صوفی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نہ تو مانگے اور نہ کسی سے امید باندھے۔

بعض صوفی خواتین اپنے شطحات اور مدہوشی کے لیے بھی مشہور رہی ہیں۔ بعض صوفی خواتین نے راہ سلوک کے علوم و معارف اور احوال و کیفیات کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے اور انھوں نے مراقبہ، محبت، نفس کی آفات وغیرہ پر بے مثال اہم نکات پیش کیے ہیں۔ المسلمی نے ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

راہ سلوک میں ایک مقام آتا ہے، جب اعلیٰ درجات کے حامل صوفیہ کی نگاہیں ایسے لوگوں پر ٹھہرتی ہیں، جن کے یہاں تصوف حقیقت سے عاری محض ایک رسم ہے تو وہ ان صوفیہ پر تنقید کرتے ہیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ وصف جس طرح مرد صوفیہ میں ہے، اسی طرح خواتین صوفیہ کے یہاں بھی اس کی نظیر ملتی ہے۔ سلمیٰ نے ایک خاتون کا تذکرہ کیا ہے، جو صوفیہ پر تنقید کے لیے مشہور تھیں۔ ان کا نام فاطمہ الدمشقیہؒ تھا۔

تصوف کی تاریخ میں سب سے عظیم خاتون رابعہ بصریہؒ ہیں۔ لیکن حضرت رابعہ بصریہؒ کی شخصیت جتنی اہم ہے اتنے ہی واعظوں اور قضہ گوئیوں نے ان کی شخصیت کے گرد اساطیری کہانیوں کے ہالے بن دیے ہیں۔ ان کی وجہ سے آج ایسے لوگ بھی موجود ہیں، جو ان کے وجود کو بھی مشکوک سمجھنے لگے ہیں اور اس کی ضرورت پیش آئی کہ دور حاضر کے نامور عالم علامہ یوسف القرضاوی نے ایک مستقل کتابچہ لکھ کر یہ ثابت کیا کہ حضرت رابعہؒ کا وجود اساطیری نہیں، بلکہ حقیقی ہے۔ حضرت رابعہ بصریہؒ کے بارے میں مراجع کی کمی ہے۔ مثلاً دور اول کے اہم تذکرے جیسے ابو عبد الرحمن المسلمیؒ نے طبقات الصوفیہ، ابونصر السراجؒ نے کتاب اللمع میں سرے سے حضرت رابعہؒ کا ذکر ہی نہیں کیا۔ ابوالقاسم القشیریؒ نے الرسالة القشیریہؒ میں صرف ضمناً تذکرہ کیا ہے اور بہت غیر واضح انداز میں کیا ہے۔ ان وجوہ سے بھی ان کی شخصیت پورے طور پر واضح ہو کر سامنے نہ آ سکی۔

حضرت رابعہ کا سب سے تفصیلی ذکر فرید الدین عطارؒ کی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں ملتا ہے لیکن اس میں غیر تاریخی واقعات اور بعض کمزور روایتیں ان کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ اس لیے حضرت رابعہؒ کی شخصیت تاریخی طور پر پردہ ذہول میں چلی گئی اور صوفیانہ روایت میں ان کے گرد کرامات اور مافوق العادت واقعات کا ایسا ہالہ بن گیا کہ ان کی اصل شخصیت ہی دھندلا گئی۔

ابو عبد الرحمن السلمیؒ نے زیر نظر کتاب میں حضرت رابعہؒ کے جو حالات لکھے ہیں، وہ زیادہ مستند ہیں۔ انھوں نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ وہ بصرہ کی رہنے والی تھیں اور آل عتیک کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ سفیان ثوریؒ رحمۃ اللہ علیہ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ ان کی باتوں پر بھروسہ کرتے تھے ان سے نصیحت سنتے تھے اور ان سے دعا کرانے کے متمنی رہتے تھے۔ رابعہ کے علوم و حکمت کو سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ نے روایت کیا ہے۔ (ان کا تفصیلی ذکر اصل کتاب میں آ رہا ہے)

حضرت رابعہ بصریہؒ کے سلسلے میں ایک مشکل اور بھی ہے، وہ یہ کہ رابعہ نام کی متعدد خواتین ہیں۔ تذکرہ نگاروں نے ان خواتین کو آپس میں ملتبس کر دیا ہے۔ ابو عبد الرحمن السلمیؒ نے اپنی کتاب میں رابعہ نام کی چار صوفی خواتین کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ علامہ جامیؒ نے نفحات الانس میں رابعہ نام کی دو خواتین کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک رابعہ العدویہ اور دوسری رابعہ الشامیہ جو احمد بن ابی الحواریؒ کی اہلیہ تھیں۔ امام ذہبی نے تاریخ الاسلام میں رابعہ العدویہ اور رابعہ بنت اسماعیل دونوں میں التباس کر دیا ہے۔ (تاریخ الاسلام ۲۴۱/۸-۳۴۳) ابو عبد الرحمن السلمیؒ نے زیر نظر کتاب میں حضرت رابعہؒ کے بارے میں صرف اتنا لکھا ہے کہ وہ آل عتیک کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ والد کا نام یا خاندان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ ابو عبد الرحمن السلمیؒ نے لکھا ہے کہ رابعہ العدویہؒ اور رابعہ الشامیہؒ دونوں کے والد کا نام اسماعیل تھا۔ (صفة الصفوة ص ۷۳۴) لیکن ابو عبد الرحمنؒ کی مطبوعہ کتاب میں اس طرح کی کوئی بات نہیں مل سکی۔

حضرت رابعہ بصریہ پر مستقل کتابیں موجود ہیں۔ اردو، عربی اور انگریزی میں کئی تحقیقی کتابیں لکھی گئیں۔ لیکن ان سب حضرات نے تذکرۃ الاولیاء پر زیادہ بھروسہ کیا ہے اس لئے ان کا درجہ استناد کمزور ہے۔ قدماء میں سے ابن الجوزی نے ان کے بارے میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی، جس کا تذکرہ انھوں نے صفۃ الصفوة میں کیا ہے، لکھا ہے:

قد اقتصرت ہا هنا علی هذا القدر من اخبار رابعة لانی قد افردت

لہا کتابا جمعت فیہ کلامہا و اخبارہا. (صفۃ الصفوة ص ۵۹۶)۔

(یہاں میں رابعہ کے حالات میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ میں نے اس کے لیے ایک الگ کتاب لکھی ہے جس میں ان کا کلام اور ان کے احوال جمع کیے گئے ہیں۔)

لیکن ابن جوزی کی مذکورہ کتاب موجود نہیں ہے۔ اس لئے اندازہ کرنا مشکل ہے کہ انھوں نے مزید کیا لکھا ہوگا۔

اسلمی کی زیر نظر کتاب میں حضرت رابعہ بصریہ کے علاوہ متعدد مشہور صوفی خواتین کا ذکر ہے۔ ان میں ایک نام لبابہ المتعبدہ کا ہے۔ وہ بھی مشہور خواتین میں سے تھیں۔ محمد بن روح نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ بیت المقدس کے جوار میں رہائش پذیر رہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کی محبت پیدا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس کا ذوق پیدا کرتی ہے اور اس کا شوق اس سے انس پیدا کرتا ہے اور اس سے انس اس کی خدمت اور فرماں برداری پر دوام عطا کرتا ہے۔

مومنۃ بنت بہلول کے بارے میں ابو عبد الرحمن اسلمی نے لکھا ہے کہ وہ عظیم عبادات میں سے تھیں۔ ان سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ تم نے یہ مقامات کیسے حاصل کیے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے احکام کی اتباع، سنت رسول کی پیروی اور مسلمانوں کے حقوق کی تعظیم اور نیک مسلمانوں کی خدمت کے ذریعے۔

رابعہ بصریہ کی معاصر مریم البصریہ تھیں جو رابعہ کے بعد بھی زندہ رہیں۔ فرماتی تھیں

کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ:

”وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ“ (الذاریات: ۲۲)

اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ چیز بھی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

تب سے میں نے نہ رزق کی فکر کی اور نہ اس کی طلب میں پریشان ہوئی۔ ان کے بارے میں المسلمی نے لکھا ہے کہ محبت الہی میں ایسی سرشار تھیں، کہ ایک دفعہ ایک واعظ محبت الہی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اس کو سن کر ان کا پتا پھٹ گیا اور وہ فوت ہو گئیں۔

اس عہد کی ایک صوفی خاتون شبکہ البصریہ تھیں۔ ان کا تذکرہ بھی ابو عبد الرحمن المسلمی نے اس کتاب میں کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ وہ راہ سلوک میں اپنے بھائی کی ساتھی تھیں۔ لیکن بھائی کا نام نہیں لکھا اور بعد کے کسی تذکرہ نگار نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اس لیے ان کی شخصیت اور ان کے بھائی کا متعین کرنا مشکل ہو گیا۔ ابوسعید الاعرابی نے اپنی کتاب ”الطبقات“ میں ان کا تذکرہ کیا تھا، لیکن یہ کتاب مرور ایام سے ضائع ہو گئی۔ حضرت شبکہ فرماتی تھیں کہ ریاضتوں کے ذریعے سے اپنے نفس کو پاک کرو، جب نفس پاک ہو جائے گا تو عبادت میں ذوق و شوق پیدا ہو جائے گا۔

رابعہ بصریہ کی ہم عصر اور انھی کے پایے کی ایک صوفی خاتون معاذہ بنت عبد اللہ العدویہ تھیں۔ دونوں میں بڑی دوستی تھی۔ روایات میں ہے کہ انھوں نے چالیس سال تک اپنی آنکھیں آسمان کی طرف نہیں اٹھائیں۔ معاذہ بہت مشہور صوفی خاتون تھیں۔ ان کا تذکرہ بہت سے تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ طبقات ابن سعد میں بھی ان کا ذکر ہے اور تکی بن معین نے ان کو ثقہ رواۃ میں شمار کیا ہے۔ وہ مشہور تابعی صلہ بن اشیم العدوی کی اہلیہ تھیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۵۰۹/۴) ابو عبد الرحمن المسلمی نے ان کو رابعہ کی ہم پلہ اور ان کی دوستوں میں لکھا ہے۔

بصرہ میں صالح المرئی کے عہد میں ایک اور بزرگ خاتون کا تذکرہ ملتا ہے۔ جن کا

نام ریحانۃ الوالہۃ تھا۔ سلمیٰ نے ان کے کچھ عارفانہ اشعار نقل کیے ہیں۔
یوسف بن اسباطؒ کی بیوی نسیہ بنت سیلانؒ بھی ایک مشہور خاتون تھیں۔ ان کا ایک مقولہ سلمیٰ نے نقل کیا ہے کہ: انھوں نے اپنے شوہر سے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ تم سے میرے بارے میں سوال کرے گا۔ اس لیے مجھے سوائے حلال کے کچھ مت کھلانا اور میری وجہ سے کوئی مشتبہ چیز حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا۔“

عافیہ المشتاقۃ قبیلہ بنی عبد القیس سے تعلق رکھتی تھیں۔ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ کثرت سے ذکر کرتیں۔ رات میں جاگتیں، دن میں قبرستان میں جاتیں اور کہتیں: محبت کرنے والے اپنے محبوب سے مناجات سے نہیں تھکتے اور نہ کسی اور کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

شام کے محدث حافظ اسمعیل بن عیاش کی والدہ جن کا ذکر اوپر آیا ہے ان کے بارے میں ان کے پوتے محمد بن اسماعیلؒ سے روایت ہے کہ میرے والد نے فرمایا کہ ان کی والدہ فرماتی تھیں کہ ”اگر مجھ کو یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ضرور جنت میں داخل کر دے گا تب بھی میں زیادہ سے زیادہ عبادت و اطاعت کرنے کی کوشش کروں گی۔“

رئیسہ بنت عمرو العدویہؒ بصرہ کی رہنے والی تھیں اور معاذہ العدویہؒ کی شاگرد تھیں۔ فرماتی تھیں کہ عمل کے درست ہونے کے لیے اس کے ساتھ تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اخلاص نیت ہو، عمل درست طریقے پر ہو اور سنت کے موافق ہو۔

ام الاسود بنت زید العدویہؒ ایک عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ معاذہ العدویہؒ نے ان کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت معاذہؒ نے ان کو نصیحت کی کہ حرام کھا کر میرے دودھ پلانے کو خراب مت کرنا۔ وہ فرماتی تھیں کہ میں نے اس کے بعد حلال رزق کے حصول کے لیے حتی الوسع جدوجہد کی اور اگر کبھی میں نے کوئی مشکوک نوالہ کھالیا تو پھر یا تو میرا کوئی فریضہ چھوٹ گیا یا کوئی ورد چھوٹ گیا۔

حضرت شعوانہؒ ایک عظیم صوفی اور عابدہ خاتون تھیں۔ اُبلہ (ایک شہر کا نام) میں اکثر آتی تھیں، آواز بہت اچھی تھی لوگوں کو وعظ کہا کرتی تھیں۔ عابد، زاہد اور ارباب القلوب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہ بہت رونے والی اور محنت و مجاہدہ کرنے والی تھیں۔ ابوعمون کہتے ہیں کہ: شعوانہؒ ایک دفعہ اتنی روئیں کہ ہم کو ان کے اندھے ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ ہم نے ان سے کہا کہ: ہمیں ڈر ہے کہ آپ اندھی نہ ہو جائیں تو وہ اور روئیں اور کہا کہ: بخدا دنیا میں اندھا ہونا مجھے آخرت میں اندھے ہونے کے مقابلے میں بہت پسند ہے۔

بصرہ میں حدیث کے مشہور امام حماد بن زیدؒ کی بہن سعیدہ بنت زیدؒ بھی عظیم صوفی خواتین میں سے تھیں۔ سلمیٰ نے ان کو رابعہ کے مثل لکھا ہے۔

عثامہ بنت بلالؒ مشہور صحابی حضرت ابی الدرداءؒ کی پوتی بھی بڑی عابدہ، زاہدہ اور نیک خواتین میں سے تھیں، ان کی بینائی جاتی رہی۔ لیکن وہ اس پر صابر و شاکر رہیں۔

امام محمد بن سیرینؒ کی بہن حفصہؒ کا تذکرہ بھی اپنے عہد کی بڑی عابدہ اور زاہدہ خواتین میں کیا جاتا ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں اور ابن الجوزی نے صفۃ الصفوة میں ان کا تذکرہ کیا ہے، سلمیٰ نے بھی ان کا ایک مقولہ نقل کیا ہے۔

رابعہ بنت اسماعیلؒ ایک بڑے امیر گھرانے کی خاتون تھیں۔ ان کی شادی مشہور صوفی احمد بن ابی الحواریؒ سے ہوئی۔ انھوں نے اپنی ساری دولت اپنے شوہر پر قربان کر دی۔ اپنے شوہر سے مخاطب ہو کر فرماتی تھیں کہ: میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی تھی کہ میرا مال آپ جیسا کوئی آدمی استعمال کرے۔

رابعہؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں برف کو دیکھتی ہوں تو اعمال ناموں کا تقسیم ہونا یاد آتا ہے۔ جب ٹڈیوں کو دیکھتی ہوں تو میدان حشر یاد آتا ہے اور مؤذن کی اذان سنتی ہوں تو قیامت کی منادی یاد آتی ہے۔

فاطمہ نیشاپوریہؒ بھی اپنے عہد کی عظیم صوفی خواتین میں تھیں۔ ابو یزید بسطامیؒ جیسے

عظیم صوفی نے فاطمہ کی تعریف کی ہے۔ فرماتے تھے میں نے اپنی زندگی میں بس ایک مرد کو دیکھا اور ایک عورت کو، اس پایے کا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ وہ عورت فاطمہ نیشاپوری تھیں۔ ذوالنون مصری فرماتے تھے کہ فاطمہ اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولیہ ہیں۔ سلمیٰ نے لکھا ہے کہ اپنے عہد میں فاطمہ سے زیادہ معزز اور بزرگ کوئی خاتون نہیں تھی۔ ابن الجوزی نے النجوم الزاہرہ میں اور صفۃ الصفوة بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

شام میں ایک عظیم صوفی خاتون ام ہارون الدمشقیہ بھی تھیں۔ ابوسلیمان دارائی ان کے بارے میں کہتے تھے کہ میں نے شام میں ام ہارون سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ احمد بن الحواری ان سے وعظ و نصیحت سنتے تھے۔

بصرہ کی ایک عارفہ بحریہ بھی تھیں۔ انھوں نے شقیق بلخی کی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کی۔ حضرت شقیق بلخی بھی ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ سلمیٰ نے بصرہ کی ایک بڑھیا کے حوالے سے لکھا ہے کہ بحریہ فرماتی تھیں کہ جب دل شہوات کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر اس کو علم سے انسیت ہو جاتی ہے، وہ اس کا اتباع کرتا ہے اور جو علم اسے حاصل ہوتا ہے اس کو برداشت کرنے کی اس کے اندر صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ابو حمزہ، ابوالحسین نوری اور جنید بغدادی کے حالات میں ایک خاتون زیتونہ کا نام آتا ہے جو دراصل ان تینوں بزرگوں کی خادمہ تھیں۔ عام طور پر مؤرخین نے ان کا تذکرہ محض ایک خادمہ کی حیثیت سے کیا ہے۔ سلمیٰ نے ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں جو تفصیلات دی ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خود بھی بڑی صوفی خاتون تھیں اور زیتونہ کے نام سے مشہور تھیں۔ ان کا اصل نام فاطمہ تھا۔ سلمیٰ نے ان کے ایک واقعے کا ذکر کیا ہے جو دراصل ابوالحسین نوری سے متعلق ہے اور اس کا تذکرہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں بھی کیا ہے۔

صفراء الرازیہ نام کی ایک عابدہ خاتون کا تذکرہ سلمیٰ نے کیا ہے۔ دراصل ابو حفص نیشاپوری نے اپنے رے کے دوران قیام اس خاتون سے نکاح کیا تھا۔ جب

رے سے جانے کا ارادہ کیا تو اس خاتون سے کہا کہ: چونکہ میں رے سے جا رہا ہوں اور مجھے نہیں معلوم کب واپس آؤں گا اس لیے تم مجھ سے طلاق لے لو۔ اس خاتون نے اس کو پسند کیا کہ ابو حفص کے نکاح میں رہے اور چلتے ہوئے کچھ نصیحتیں ان سے سنیں۔ ان میں سے کچھ کا تذکرہ سلمیٰ نے کیا ہے۔

احمد بن خضرویہ کی اہلیہ ام علیؓ بھی بڑی عابدہ زاہدہ اور عارفہ خاتون تھیں۔ خود بہت بڑے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ سلمیٰ نے لکھا ہے کہ: کانت من بنات الرؤسا والاجلہ، ابو حفص نیشاپوریؒ اور ابو یزید بسطامیؒ نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔ ابو یزید بسطامیؒ نے کہا کہ جو کوئی راہ تصوف اختیار کرے وہ ام علیؓ کی طرح کرے۔ سلمیٰ نے ان کے بعض اقوال بھی نقل کیے ہیں۔

مشہور صوفی ابو عثمان الحیریؒ النیشاپوریؒ کی بیٹی عائشہؓ بھی عابدہ و زاہدہ خواتین میں شمار ہوتی تھیں۔ سلمیٰ نے لکھا ہے کہ وہ ابو عثمانؒ کی اولادوں میں سب سے زیادہ عابدہ و زاہدہ تھیں۔ سلمیٰ نے ان کی صاحبزادی ام احمد سے ملاقات کی اور ان کے بارے میں پوچھا، انھوں نے اپنی والدہ کے متعدد اقوال سنائے، ان میں ایک یہ ہے کہ میری والدہ نے مجھے نصیحت کی کہ: ”بیٹی جو فنا ہونے والا ہے اس پر خوش ہونے کی ضرورت نہیں اور جو چیز جانے والی ہے اس پر غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ خوش رہنے کے لیے اللہ کافی ہے اور اصل غم کی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی معافی کے فیضان سے محروم ہو جاؤ۔“

ابو علی الروذباریؒ کی اہلیہ فاطمہ ام الیمینؓ بھی عظیم زاہدہ خاتون تھیں۔ سلمیٰ نے لکھا ہے کہ وہ بڑی بزرگ خاتون تھیں، بڑی صاحب فہم تھیں اور بہترین گفتگو کرتی تھیں۔

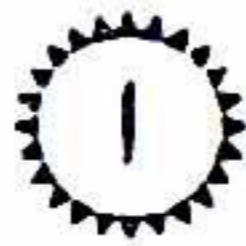
فاطمہ دمشقیہؓ بھی ایک عظیم صوفی خاتون تھیں۔ سلمیٰ کے بقول وہ صوفیہ پر تنقید کرتی رہتی تھیں، جب ابو الحسن الماکلیؒ دمشق آئے تو انھوں نے جامع دمشق میں تقریر کی اور اچھی تقریر کی۔ اس کے بعد فاطمہؓ ان کی مجلس میں آئیں اور ان سے کہا اے ابو الحسن! آپ نے بلاشبہ اچھی تقریر کی اور آپ اچھی تقریر کرتے ہیں۔ لیکن یہ بتائیے کہ کیا آپ

اچھی طرح خاموش بھی رہ سکتے ہیں تو ابوالحسن لا جواب ہو گئے۔ اور پھر کبھی نہیں بولے۔
 اوپر کے صفحات میں ابو عبد الرحمن السلمیؒ کی کتاب کا مختصر تعارف کرایا گیا ہے کہ
 انہوں نے خواتین کے بارے میں کس طرح کی تفصیلات دی ہیں۔ پوری کتاب سامنے
 ہے۔ کتاب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے خواتین کا تذکرہ جمع کرنے
 میں کتنی محنت کی اور اپنے عہد نیز متقدمین میں سے ایک خاصی تعداد میں صوفی خواتین
 کے حالات جمع کر دیے، صرف بصرہ، کوفہ اور شام و عراق ہی نہیں بلکہ ماوراء النہر، فرغانہ
 اور داغستان کے دور دراز علاقوں میں جو خواتین اپنے زہد و للہیت اور تصوف و سلوک کے
 لئے مشہور تھیں ان کے حالات بھی جمع کر دیئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین اولا و آخراً. وصلى الله على محمد وآله
وسلم كثيراً.

(تمام تعریفیں صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، ابتدا میں بھی اور انتہا میں
بھی۔ اور بے انتہا درود ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر۔)



رَابِعَةُ الْعَدَوِيَّةِ

رابعہ العدویۃؑ ابصرہ کی رہنے والی تھیں۔ وہ آل عتیک کی آزاد کردہ باندی تھیں۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہؒ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ ان کی باتوں پر بھروسہ
کرتے اور ان سے نصیحت سننے اور ان سے دعا کرانے کے متمنی رہتے تھے۔
رابعہ کے علم و حکمت کو سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ نے روایت کیا ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن انخی میمیؒ نے ہم کو بذات خود بتایا کہ احمد بن اسحاق بن وہبؒ نے اپنے
والد سے اور انھوں نے عبد اللہ بن ایوب المقرئیؒ سے روایت کیا ہے کہ ہم کو شیبان بن فروحؒ

نے بتایا وہ فرماتے تھے کہ ہم سے جعفر بن سلیمانؒ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سفیان الثوریؒ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: مجھے ادب سکھانے والی اُس خاتون (یعنی حضرت رابعہؒ) کے پاس لے چلو، جس سے جدا ہو کر مجھے راحت نہیں ملتی۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو سفیانؒ نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور کہا: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ السَّلَامَةَ (اے اللہ میں سلامتی چاہتا ہوں)۔ یہ سن کر حضرت رابعہؒ رونے لگیں۔ انھوں نے پوچھا: آپ کیوں رونے لگیں؟ رابعہؒ نے فرمایا کہ مجھے آپ نے رلایا ہے۔ انھوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ رابعہؒ نے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ دنیا سے سلامتی یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہے اس کو چھوڑ دیا جائے، تو بھلا تمہیں سلامتی کیسے مل سکتی ہے؟ جب کہ تم اس دنیا میں پوری طرح لت پت ہو۔

ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید الرازیؒ نے ہم سے بیان کیا اور ان کو عباس بن حمزہؒ نے اور ان کو احمد بن ابی الحواریؒ نے اور ان سے عباس بن ولید مشرقیؒ نے روایت کیا ہے کہ شیبان الأبلیؒ نے بیان کیا کہ میں نے رابعہؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ ”ہر چیز کا ایک پھل ہونا ہے اور معرفت کا پھل توجہ الی اللہ ہے“ (یعنی یہ کہ اللہ سے لو لگ جائے)۔ (لکل شیء ثمرة وثمرۃ المعرفة الاقبال)

اسی سند سے مروی ہے کہ رابعہؒ نے کہا میں استغفر اللہ کہنے میں قلت صداقت سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔

اسی سند سے مروی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی محبت کیسی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتی ہوں لیکن مجھے خالق کی محبت نے مخلوق کی محبت سے پھیر رکھا ہے۔

اسی سند سے مروی کہ رابعہؒ نے ایک دن رباحؒ کو دیکھا وہ ایک چھوٹے بچے کا بوسہ لے رہے تھے انھوں نے ان سے دریافت کیا: ”کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟“ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ انھوں نے کہا کہ ”میں نہیں سمجھتی تھی کہ آپ کے دل میں

غیر اللہ سے محبت کے لیے بھی کوئی جگہ ہے۔“ یہ سن کر رباؒ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہا: ”بلکہ یہ تو رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔“

میں نے ابو بکر رازیؒ کو فرماتے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو سلمہ البلدیؒ سے اور انھوں نے میمون ابن الاصبحؒ سے اور انھوں نے سیارؒ سے اور انھوں نے جعفرؒ سے روایت کیا ہے کہ محمد بن واسعؒ نے رابعہؒ کے پاس گئے، دیکھا وہ جھوم رہی تھیں۔ انھوں نے دریافت کیا: آپ کیوں جھوم رہی ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں رات اپنے رب کی محبت میں مدہوش ہو گئی تھی۔ جب سے صبح ہوئی ہے میں اسی (شب کے) کے خمار میں ہوں۔

میں نے محمد بن عبد اللہ بن انخی میمیؒ سے بغداد کے محلہ قطیعة الدقیق میں سنا، وہ فرماتے تھے کہ ہم کو احمد بن اسحاق بن وھب البرازؒ نے اور ان سے عبد اللہ بن ایوب المقرئیؒ نے اور ان کو شبیان بن فروخؒ نے بتایا کہ جعفر بن سلیمان سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میرے سامنے رابعہ العدویہؒ سے سفیان الثوریؒ نے دریافت کیا: وہ کیا چیز ہے جس سے بندہ اللہ عز وجل کے سب سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے؟ یہ سن کر وہ رونے لگیں اور کہا کہ یہ سوال مجھ جیسی سے کیا جا رہا ہے؟ بندے کو اللہ عز وجل کے سب سے زیادہ قریب پہنچانے والی چیز یہ ہے کہ وہ (اللہ) جان لے کہ بندہ دنیا اور آخرت میں اس کے سوا کسی چیز سے محبت نہیں کرتا۔“

اسی سند سے مروی ہے کہ، سفیان ثوریؒ نے رابعہؒ کے سامنے کہا: ہائے غم۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: ”جھوٹ مت بولو، یہ کہو: ہائے غم کی کمی، اگر تم سچ مچ مغموم ہوتے تو تمہیں زندگی راس نہ آتی۔“ اسی سند سے مروی ہے کہ رابعہؒ نے فرمایا: میرا غم یہ نہیں ہے کہ مجھے غم ہے، بلکہ میرا غم یہ ہے کہ مجھے غم ہے ہی نہیں۔

اسی سند سے مروی ہے کہ حضرت رابعہؒ بصرہ میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے

گزریں جس کو بدکاری کے جرم میں پھانسی دی گئی تھی۔ انھوں نے فرمایا: ”میرے باپ قربان ہوں کیا یہی وہ زبان ہے جس سے تو کہتا تھا لا الہ الا اللہ“۔ حضرت سفیانؒ نے بتایا کہ: انھوں (رابعہ) نے اس شخص کے اچھے اعمال کا بھی تذکرہ کیا تھا۔ اسی سند سے مروی ہے کہ صالح المرئیؒ نے ان کے سامنے کہا: ”جو دروازے کو کھٹکھٹاتا رہے گا اس کے لیے دروازہ کھل جائے گا“۔ انھوں نے جواب دیا کہ دروازہ تو کھلا ہوا ہے دیکھنا یہ ہے کہ کون اس میں داخل ہونا چاہتا ہے۔

۱۔ رابعہ بصریہؒ کے حالات بہت سی کتابوں میں مذکور ہیں۔ ملاحظہ کیجیے: صفۃ الصوفۃ ص: ۶-۵۹۵، سیر اعلام النبلاء ۲/۸-۲۲۱، العمر ۲۱۴/۱، البدلیۃ والنہایہ ۱۳/۳-۶۳۲، (وفیات سنہ ۱۸۵) طبقات الاولیاء، ابن الملقن، ص ۴۰۸، النجوم الزاہرۃ ۱۵/۳۳۰، شذرات الذهب ۱/۱۹۳، الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور ۲۰۲، ۲۰۳، اعلام النساء ۱/۴۳۰-۴۳۲، ان کے علاوہ اور بہت سی کتابوں میں ان کا تذکرہ ہے بلکہ اردو عربی اور انگریزی میں متعدد کتابیں خاص حضرت رابعہؒ کے حالات میں لکھی گئیں۔

۲۔ امام سفیان الثوریؒ (۱۶۱ھ/۷۷۷ء) فقہ و حدیث کے بڑے امام تھے۔ ان کا مستقل فقہی مسلک بھی تھا۔ حضرت رابعہؒ سے ان کے تلمذ یا استفادے کا تذکرہ دیگر کتابوں میں نہیں ملتا صرف سلمیٰ نے ذکر کیا ہے۔ ایک بات اور ہے کہ رابعہؒ امام سفیانؒ سے کم از کم ۲۰ برس چھوٹی تھیں اور اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں کسی مستند مرجع کے بغیر یہ تسلیم کر لینا کہ وہ حضرت رابعہؒ سے استفادہ کرتے تھے درایۃ مستبعد لگتا ہے۔ البتہ حضرت رابعہ بصریہؒ کی جلالت اور بزرگی پر اس سے کوئی حرف نہیں آتا۔ بہت سے جلیل القدر محدثین اور علماء نے ان کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن جوزیؒ اور امام شعرانیؒ نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

- ۳ شعبۂ بن الحجاج (۱۶۰ھ/۷۷۶ء) اپنے وقت کے عظیم محدث تھے امام سفیان ثوری کے ہم پلہ لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ امام سفیان ثوری اور حضرت رابعہ کے بارے میں مذکور درایتی استبعادان کے معاملے میں بھی ہے۔
- ۴ جعفر بن سلیمان الصبغی (۱۷۰ھ/۷۹۵-۷۹۴ء) معروف محدث تھے۔ حضرت رابعہ کے اقوال بھی انہوں نے روایت کیے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، ص ۶/۲۷۸-۲۹۶)
- ۵ ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید الرازی مشہور صوفی تھے۔ ابن وارہ اور عباس بن حمزہ کی صحبت میں رہے۔ (میزان الاعتدال، ص ۳/۳۶) حافظ ذہبی نے بحیثیت راوی ان کو مجہول قرار دیا ہے۔ ابو عبد الرحمن السلمی کے مخصوص اساتذہ میں تھے۔ انہوں نے طبقات الصوفیہ میں ان سے بکثرت روایت لی ہیں۔
- ۶ ابو الفضل عباس بن حمزہ النیشاپوری (۲۸۸ھ/۹۰۱ء) بڑے صوفی اور بزرگ تھے حدیث کا درس هشام بن عمار وغیرہ سے لیا۔ ذوالنون مصری اور احمد بن ابی الحواری کے تربیت یافتہ تھے ان کے تلامذہ میں قتیبہ، اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل اور ابراہیم بن ابراہیم الدورقی جیسے لوگ شامل تھے۔ بڑے عبادت گزار اور متقی تھے۔ (تاریخ دمشق، ص ۲۶/۳۳۵-۳۳۸)
- ۷ احمد بن ابی الحواری (۲۳۰ھ/۸۴۵ء) جلیل القدر صوفی تھے، ریحلتہ الشام کہلاتے تھے۔ ابو سلیمان دارائی کی خدمت میں رہ کر سلوک کے منازل طے کیے، ان کے افکار سے حضرت جنید بغدادی بہت متاثر تھے۔ وہ اتباع سنت پر بہت زور دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جس نے سنت کی اتباع کے بغیر کوئی کام کیا اس کا عمل باطل ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۹۸-۱۰۲؛ حلیۃ الاولیاء، ص ۱۰/۳۳-۳۴)
- ۸ ابو المہاجر رباح بن عمر القیس (۱۸۰ھ/۷۹۶ء) بصرہ کے مشہور صوفی تھے حدیث کے راویوں میں شمار ہوتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء، ص ۱۹۶۶-۱۹۷) (۱۹۷)
- ۹ ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز بن شاذان الرازی (۳۷۶ھ/۹۸۶ء) بڑے جلیل القدر صوفی اور عالم تھے۔ بکثرت اسفار کرتے تھے، سمرقند، بخارا اور نیشاپور میں رہے، اگرچہ حافظ ذہبی نے ان پر تنقید کی تھی لیکن صوفیہ کے درمیان بہت مقبول تھے، السلمی نے ان سے بکثرت روایات لی ہیں، خطیب بغدادی نے ان کی تاریخ وفات بروز اتوار ۲۳ جمادی الآخر لکھی ہے (تاریخ بغداد، ص ۵/۴۶۳)

۱۰ محمد بن واسع بن جابر الازدی، ابوبکر الزاهدؒ (۱۲۷ھ/۷۷۴ء) اپنے وقت کی مشہور شخصیت تھے بڑے پائے کے عالم اور زاہد تھے، امام مالک بن انس اور حسن بصریؒ سے حدیث کا درس لیا، ثقہ راویوں میں شمار ہوتے تھے، اپنے علم و فضل کے مقابلے میں اپنے زہد و تقویٰ کے لیے زیادہ مشہور ہوئے۔ (خلاصہ تہذیب الکمال، ص ۳۰۹ طبقات الصوفیہ ص ۲۳۵) (حاشیہ)

۱۱ غالبیہ ابو محمد عبداللہ بن ایوب بن زاذان، الضریر المعروف بالقربیؒ (۲۹۲ھ/۹۰۴ء) ہیں، کتابت کی غلطی سے المقری ہو گیا، ابوداؤد طیالسیؒ کے شاگرد تھے۔ بحیثیت راوی کمزور تھے، ان کی مرویات پر تنقید کی گئی ہے، (تاریخ بغداد، ص ۹/۴۱۳)



لُبَابَةُ الْمُتَعَبِّدَةِ

لُبَابَةُ الْمُتَعَبِّدَةِ ۱۰ اہل بیت المقدس میں سے تھیں۔ بڑی صاحب معرفت اور صاحبہ۔
مجاہدات و ریاضات تھیں۔

ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید الرازی نے ہم کو خبر دی، کہ عباس بن حمزہ نے احمد بن ابی الحواری سے روایت کیا ہے کہ محمد بن روح نے بتایا کہ مشہور عابدہ لُبَابَةُ نے فرمایا: ”مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ وہ مجھ کو اپنے سوا کسی اور میں مشغول دیکھے۔“

لُبَابَةُ فرماتی ہیں کہ ”میں محنت و ریاضت سے عبادت کرتی رہی، یہاں تک کہ مجھے اس میں لذت آنے لگی، پس جب میں لوگوں سے ملنے سے تنگ آ جاتی ہوں تو اللہ کا ذکر میرے لیے مونس ہوتا ہے اور جب مخلوق کی بات مجھ کو تھکا دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے یکسو ہونے اور اس کی فرماں برداری سے مجھے راحت ملتی ہے۔“

ایک آدمی نے ان سے دریافت کیا کہ میں حج کرنا چاہتا ہوں۔ اس موقع پر میں کیا دعا مانگوں۔ انھوں نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ سے دو چیزیں مانگو: ایک یہ کہ وہ تم سے راضی ہو جائے اور تم کو اس مقام پر پہنچائے جو اس سے راضی ہونے والوں کا مقام ہے اور دوسری یہ کہ وہ تیرا ذکر اپنے دوستوں (یعنی فرشتوں) میں کرے۔“

۱۔ صفۃ الصوفیۃ، ص ۱۰۷، اعلام النساء، ص ۲/۲۷۵

لُبَابَةُ کا تذکرہ اسی کتاب کے نمبر ۲۲ پر بھی آ رہا ہے



مَرِیْمُ الْبَصْرِیَّةُ

مریم البصریہؑ اہل بصرہ میں سے تھیں۔ حضرت رابعہؒ کی خادمہ تھیں ان کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل کی اور ان کی وفات کے بعد بھی زندہ رہیں۔ حضرت مریمؑ اکثر محبت الہی کے بارے میں گفتگو کرتیں تھیں اور جب وہ محبت کے علوم و معارف سنتیں تو بے خود (مدہوش) ہو جاتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی واعظ کی محفل میں شریک ہوئیں۔ اس (واعظ) نے محبت کے بارے میں گفتگو کی جسے سن کر ان کا پٹا پھٹ گیا اور مجلس میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

محمد بن احمد بن سعید الرازیؒ نے ہم کو خبر دی اور ان کو عباس بن حمزہ نے بتایا کہ ان سے احمد بن ابی الحواریؒ نے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن عمیرؒ فرماتے تھے کہ مریم البصریہ ابتداءً شب میں عبادت کے لیے کھڑی ہوئیں۔ جب یہ آیت پڑھی:

اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ. (الشوراء: ۱۹)

(اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔)

تو اس سے آگے نہ بڑھ سکیں اور صبح تک یہی دہراتی رہیں۔

مریمؑ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے یہ آیت پڑھی ہے:

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ. (الذاریات ۲۲)

(اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ چیز بھی جس کا تم سے وعدہ کیا

گیا ہے۔)

تب سے روزی کے لیے جدوجہد کرنا اور طلب رزق میں سرگرداں رہنا بند کر دیا۔

۱۔ صفۃ الصفوۃ، ص ۵۹۸، اعلام النساء، ص ۶/۳۸

۲۔ حضرت عبدالعزیز بن عمیرؒ (۲۰۰ھ/۸۱۵ء) اصلاً تو خراسان کے رہنے والے تھے لیکن دمشق میں بود و باش اختیار کر لی تھی، احمد بن الحواری نے ان سے روایات لی ہیں۔ ان کا ایک قول ہے کہ اگر کوئی شخص دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی کا ہو جائے تو اس کے اثرات (عزت و دولت) اس کے اوپر ظاہر ہوتے ہیں تو جو شخص احکم الحاکمین کا ہو جائے اس کے اثرات اس پر کیوں نہ ظاہر ہوں گے۔ (صفۃ الصفوۃ، ص ۷۰۰)

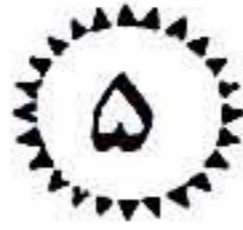


مُؤْمِنَةٌ بِنْتُ بَهْلُولٍ

مومنہ بنت بھلولؒ دمشق کی رہنے والی تھیں اور بڑی عبادت گزار خواتین میں سے تھیں۔ عظیم عارفہ تھیں۔ میں نے اپنے والد کی ایک یادداشت میں مومنہ بنت بھلولؒ کا یہ مقولہ لکھا دیکھا کہ: دنیا اور آخرت صرف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے، یا اس کی صناعت اور قدرت کے آثار کو دیکھنے کی وجہ سے خوش گوار ہے (یعنی یہاں اور کوئی کشش نہیں) اور جو شخص مقام قرب سے روک دیا جاتا ہے اس کو ان (ظاہری) آثار سے انسیت ہو جاتی ہے اور اس وقت سے زیادہ وحشت (توحش) کا لمحہ کون سا ہوگا جس لمحہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے۔ میرے والدؒ نے مزید لکھا تھا کہ مومنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو یہ احوال کہاں سے حاصل ہوئے؟ انھوں نے فرمایا: ”سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کر کے، مسلمانوں کے حقوق کی تعظیم (ادائیگی) کر کے اور نیک و صالح لوگوں کی خدمت کر کے۔“

ابوالمفضل الشیبانیؒ سے میں نے سنا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے دمشق کی عابدہ مومنہ بنت بھلولؒ سے سنا، وہ فرماتی تھیں: ”اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! (یعنی اے میرے رب) دنیا اور آخرت صرف تجھ سے ہی خوشگوار ہے۔ میرے اوپر اپنے دیدار سے محرومی اور عذاب کو جمع مت کر۔“

۱۔ مختصر تذکرہ صفۃ الصوفیۃ، ص ۳۲۵، اعلام النساء، ص ۵/۱۲۶-۱۲۷



مُعَاذَةُ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيَّةُ

معاذہ بنت عبد اللہ العدویہؒ کی ہم پلہ صوفی خاتون تھیں اور ان سے بڑی انسیت رکھتی تھیں۔ انھوں نے چالیس سال تک اپنی آنکھیں آسمان کی طرف نہیں اٹھائیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے)۔ وہ دن میں کھانا نہیں کھاتی تھیں اور رات کو سوتی نہیں تھیں۔ کسی نے ان سے کہا کہ اس سخت ریاضت و مشقت کے ذریعہ آپ نے اپنے آپ کو کیوں اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے اس سے آپ کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ انھوں نے جواب دیا: نہیں (میں نے خود کو اذیت میں مبتلا نہیں کیا ہے بلکہ!) میں نے دونوں کاموں کو ایک وقت سے دوسرے وقت کے لیے مؤخر کر دیا ہے۔ میں نے نیند کو رات سے دن کے لیے اور کھانے کو دن سے رات تک کے لیے مؤخر کر دیا ہے۔

میں نے اپنے والد کی ایک یادداشت میں دیکھا کہ ایک عورت معاذہ العدویہؒ کی خدمت کرتی تھی، اور معاذہؒ کا حال یہ تھا کہ وہ نمازوں سے اپنی راتوں کو زندہ کرتی تھیں۔ جب نیند کا غلبہ ہوتا تو کھڑی ہو کر گھر میں ٹہلنے لگتیں اور کہتیں: اے نفس! نیند تیرے سامنے ہے۔ اگر میں مر جاؤں گی تو قبر میں تو حسرت یا خوشی کے عالم میں ہمیشہ رہے گا۔ ان کا یہ سلسلہ جاری رہتا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔

۱۔ معاذہؒ کے حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے: طبقات ابن سعد، ص ۸/۴۸۳، صفۃ الصوفیہ، ص ۳-۵۹۲، تاریخ عثمان بن سعید الدارمی عن یحییٰ بن معین، ص ۲۱۵، سیر اعلام النبلا، ص ۴/۵۰۸، ۵۰۹،

العمر فی خبر من غمر، ص ۱۲۲/۱، تہذیب التہذیب، ص ۴۵۲/۱۲، طبقات الشمرانی، ص ۶۵/۱، شذرات
الذہب، ص ۱۲۲/۱، البیان التبیین، ص ۳۶۴/۱۔

معاذہ مشہور تابعی صلہ بن اشیم العدویؒ کی بیوی تھیں۔ صلہ بن اشیم کی وفات کے بارے میں
ایک روایت تو یہ ہے کہ وہ عراق پر حجاج کی حکمرانی کے شروع کے ایام میں ۷۵ھ/۶۹۴ء میں
قتل کر دیے گئے تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ یزید بن معاویہ کی خلافت میں اور ایک روایت
کے مطابق ۳۵ھ/۶۵۵ء میں بختان میں قتل ہوئے اس وقت ان کی عمر ۱۳۰ سال تھی۔ ابن حجر
نے لکھا ہے کہ اس طرح سے انھوں نے دور جاہلیت کو بھی دیکھا ہوگا۔ اصابہ، ص ۴۶۳/۳،
حلیۃ الاولیاء، ص ۲/۲۳۷-۲۳۳۔

سیر اعلام النبلا، ص ۵۰۹/۴ میں حضرت معاذہؓ کے بارے میں روایت ہے کہ ان کی وفات
سنہ ۸۳ھ/۷۰۲ء میں یا سنہ ۱۰۱ھ/۷۱۹ء میں ہوئی۔

معاذہؓ کو رابعہ بصریہؒ کی ہم عصر قرار دینے میں ابو عبد الرحمن کو تسامح ہوا ہے۔ دونوں میں
معاصرت نہیں ہو سکتی۔ چونکہ جن ایام میں حضرت معاذہؓ کی وفات ہوئی انہی ایام میں حضرت
رابعہؒ کی ولادت ہوئی ہے۔



شَبْکَةُ الْبَصْرِیَّةِ

شَبْکَةُ الْبَصْرِیَّةِ اپنے بھائی کی مرید تھیں، جو بڑے صاحب ورع صوفی تھے۔ شبکہ کے گھر میں ان کی شاگردوں اور مریدوں کے لیے کولکیاں بنی ہوئی تھیں (جن میں ان کے مرید رہا کرتے) تھے اور وہ ان کو مجاہدہ کے طریقے اور علم حقیقت سکھاتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں: ”اپنے دل کو ریاضت کے ذریعے پاک کرلو۔ جب وہ پاک ہو جائے گا تو اس کو عبادت میں اسی طرح راحت ملنے لگے گی، جس طرح اس سے قبل اس کو اس میں پریشانی ہوتی تھی“۔ ابوسعید بن الاعرابیؒ نے اپنی کتاب الطبقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ چھوٹے چھوٹے کمرے، جو عام طور پر خانقاہوں میں انفرادی ذکر کے لئے بنائے جاتے ہیں، ان کو کوکی بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ احمد بن محمد بن زیاد، ابوسعید بن الاعرابیؒ (۳۳۱ھ/۹۵۲ء) اپنے وقت کے جلیل القدر صوفی، محدث، اور اپنے وقت کے شیخ تھے، مسجد حرام کے امام بھی رہے، امام ذہبی نے ان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے، حضرت جنید بغدادی کے مخصوص شاگرد تھے، ان کے علاوہ الزعفرانی اور، سعدان بن نصر سے حدیث وفقہ اور عمرو بن عثمان مکی اور ابوالحسن نوری سے سلوک کی تربیت حاصل کی، ان کی تصنیف کردہ متعدد کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۲۷-۳۳۰)



نُسیّة بنتِ سلمان

نُسیّة بنت سلمانؓ یوسف بن اسباطؓ کی بیوی تھیں۔ انھوں نے ایک مرتبہ اپنے شوہر سے کہا: ”اللہ تعالیٰ میرے بارے میں آپ سے پوچھے گا اس لئے آپ مجھے حلال کے سوا کچھ اور نہ کھلائیں، اور میری وجہ سے اپنا ہاتھ مشکوک چیزوں کی طرف نہ بڑھائیں۔“ ان کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا تو انھوں نے اپنے رب سے کہا: اے میرے رب! تو نے مجھے اپنی خدمت کے اہل نہیں سمجھا اس لیے مجھے مخلوق (بیٹے) میں مشغول کر دیا۔

۱۔ یوسف بن اسباط الشیبائی (۱۹۹ھ/۸۱۴ء) ابتدائی عہد کے مشہور صوفی اور محدث تھے، شیخ الحدید نامی بستی کے رہنے والے تھے، جو حلب اور انطاکیہ کے درمیان واقع ہے، حبیب بن سنان، عامر بن شریح اور سفیان ثوریؒ سے انہوں نے روایات لی ہیں، یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، ان کا مشہور قول ہے کہ تواضع کی حد یہ ہے کہ آدمی اپنے علاوہ ہر ایک کو اپنے سے بہتر سمجھے۔ (میزان الاعتدال، ص ۵/۱۸۷ نمبر ۹۳۱)



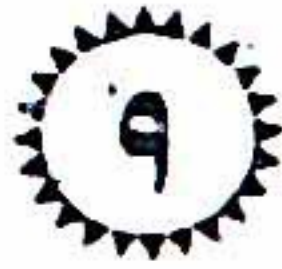
رِيحَانَةُ الْوَالِهَةِ

ریحانہ الوالہہ^۱ بصرہ کی ایک عبادت گزار خاتون تھیں۔ اور اپنے عہد کے نامور صوفی وزاہد حضرت صالح المرئی^۲ کی معاصر تھیں۔ انھوں نے اپنے گریبان پر لکھ رکھا تھا:

انت انسی و ہمتی و سروری ابی القلب ان یحب سواک
یا عزیز ی و ہمتی و مرادی طال شوقی متی یکون لقاک
لیس سؤلی من الجنان نعیم غیر انی ارید ان القاک
تو میرا انس ہے، میری قوت ہے اور میرا سرور ہے
دل کو گوارا نہیں کہ وہ تیرے سوا کسی اور سے محبت کرے
اے میرے محبوب، اے میرے مطلوب اور اے میرے مقصود!
انتظار کی گھڑیاں طویل ہو گئی ہیں تجھ سے ملاقات کب ہوگی؟
جنت کی طلب سے میرا مقصد عیش نہیں ہے
بلکہ میں تو تیرے دیدار کی آرزو مند ہوں

۱۔ صفۃ الصفوۃ، ص ۳-۶۱۲

۲۔ حضرت صالح المرئی (۱۷۶ھ/۱۷۹۲ء) اپنے وقت کے جید عالم، واعظ اور زاہد تھے، بنی قیس کے خاندان بنی مرہ کے موالیوں میں سے تھے، مختلف تذکرہ نگاروں نے ان کی قرأت قرآن کی بڑی تعریف کی ہے کہ بہت خوبصورت آواز میں تلاوت کرتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء، ص ۶/۱۶۵)



غَفِيرَةُ الْعَابِدَةِ

غفیرہ العابدہؒ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ معاذہ الغدویہؒ کی صحبت میں رہیں۔ ابراہیم بن الجنیدؒ نے محمد بن الحسینؒ سے اور انہوں نے یحییٰ بن بسطام سے بیان کیا ہے کہ غفیرہ العابدہؒ اتنا روتی تھیں کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: نابینا ہونا کتنی بڑی مصیبت ہے؟! غفیرہؒ نے کہا: ”اللہ تعالیٰ سے حجاب اس سے بھی زیادہ سخت ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں اس کی مراد کو سمجھنے سے دل کا اندھا رہنا اور زیادہ سخت ہے، اور زیادہ سخت ہے۔“

صفة الصفوة ص ۹-۵۹۸

ابو اسحاق ابراہیم بن جنید الختلیؒ (۲۶۰ھ/۸۸۳ء) بڑے صوفی اور محدث تھے یحییٰ بن معین کے شاگرد تھے، سامراء میں رہتے تھے، انہوں نے زہد و رقائق میں کتابیں لکھیں ہیں، ان کی کتابوں میں کتاب الکرم والجود والسخا اور کتاب الرهبان مشہور ہوئیں۔

ان کا ایک قول اہم قشیری نے نقل کیا ہے کہ آدمی کو چار چیزوں کے بارے میں بالکل نہیں ہچکچانا چاہئے: چاہے وہ حاکم ہی کیوں نہ ہو، ”باپ کے احترام میں اپنی جگہ سے کھڑا ہونا، مہمان کی خدمت کرنا، اس عام کا احترام کرنا جس سے علم سیکھتا ہو، اور حس بات کا علم نہ ہو اس کے بارے میں سوال کرنا۔“ بحیثیت محدث وہ ثقہ راویوں میں شمار ہوتے تھے۔ (تاریخ بغداد، ص ۶/۱۲۰)

۳ محمد بن الحسین البرجلانی (۲۳۸ھ/۸۵۲ء) بغداد کے مشہور صوفیہ میں تھے۔ بغداد کے محلہ البرجلانیہ کے رہنے والے تھے۔ امام احمد بن حنبل ان کا بڑا اکرام کرتے تھے ایک مرتبہ کسی نے امام احمد سے زہد کے متعلق کسی حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کی محمد بن الحسین سے پوچھو۔ خطیب بغدادی نے ان کی ایک کتاب ”الزہد والرقائق“ کا تذکرہ کیا ہے، نواد سیزگین کے مطابق اس وقت ان کی ایک کتاب موجود ہے جس کا نام ہے ”کتاب الکرم والجود وسخاء النفس“۔ اس کا مخطوطہ کتب خانہ ظاہریہ میں موجود ہے۔ (تاریخ بغداد، ص ۵/۳۔ تاریخ التراث العربی، ص ۱/۴/۱۱۱)



عَافِيَةُ الْمُشْتَاقَةِ

عافیۃ المشتاقہ کا تعلق بصرہ کے خاندان عبدالقیس سے تھا۔ ان کے مزاج میں بڑا والہانہ پن اور جنون و سکر تھا۔ کثرت سے ذکر کرتی تھیں۔ لوگوں سے کم ہی مانوس ہوتی تھیں۔ ابراہیم بن الجنید نے کہا ہے کہ ”عافیہ شب زندہ دار تھیں اور دن قبرستان میں گزارتی تھیں وہ کہتی تھیں کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب سے مناجات کرنے سے نہیں اکتاتا اور اپنے محبوب کے سوا کسی اور کی پروا نہیں کرتا۔ ہائے شوق، ہائے شوق، ہائے شوق۔“ (تین مرتبہ)

۱۔ ابراہیم بن الجنید کے لئے دیکھئے اسی کتاب میں تذکرہ نمبر۴ حاشیہ نمبر۱



اُمّ عَبْدُ اللَّهِ

ام عبد اللہ بنت خالد بن معدانؓ اسماعیل بن عیاشؓ کی والدہ تھیں۔ محمد بن اسماعیل بن عیاشؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنی والدہ ام عبد اللہ سے سنا وہ فرماتی تھیں: ”اگر مجھے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں ضرور داخل کرے گا، تب بھی میری عبادت و ریاضت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ بندوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ برابر اپنے آقا کی خدمت کرتے رہیں۔“

۱۔ ام عبد اللہ کے والد خالد بن معدان ابن ابی کربؓ (۱۰۳ھ/۷۲۱ء) بڑے محدث تھے۔ بہت سے صحابہ کرام سے روایات بیان کیں۔ امام اوزاعی حضرت خالد کا بڑا اکرام کرتے تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ ان کی اولاد ہے لوگوں نے بتایا کہ دو بیٹیاں ہیں، امام اوزاعی نے لوگوں سے کہا کہ ان کی روایات ان کی بیٹیوں سے سنو، یہی وجہ ہے کہ خالد بن معدان کی روایات ان کی دونوں بیٹیوں سے ہی مروی ہیں ان کی ایک بیٹی کا اوپر تذکرہ آیا ہے اور دوسری بیٹی عبیدہ تھی۔ ان کی ایک باندی بھی تھیں جن کا نام ام الضحاک بنت راشد تھا انہوں نے بھی ان کی روایات بیان کی ہیں۔ (سیر اعلام النبلا، ص ۴/۵۳۶-۵۴۰)

۲۔ اسماعیل بن عیاش بن سلیم العنسیؓ (۱۸۱ھ/۷۹۷ء) مشہور محدث تھے۔ ذہبی نے ان کو علم کا سمندر لکھا ہے۔ بڑی جلالت شان کے مالک تھے، اپنے وقت کے امام تھے، سفیان ثوریؒ اور اعمشؒ کے شاگرد تھے، ان کا علمی درجہ ایسا تھا کہ ان کے اساتذہ نے بھی ان سے احادیث روایت کیں۔ (سیر اعلام النبلا، ص ۸/۳۱۳)



أُنَيْسَةُ بِنْتُ عَمْرِو الْعَدَوِيَّةِ

اُنیسہ بنت عمرو العدویہؒ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ وہ معاذہ العدویہؒ کی شاگرد اور ان کی خادمہ تھیں۔

میں نے اپنے نانا اسماعیل بن نجیدؒ سے سنا، وہ فرماتے تھے، میں نے مسدد بن قطنؒ سے سنا، وہ فرماتے تھے ہم سے محمد بن حسنؒ نے اور ان سے عبدالرحمن بن جبلةؒ نے روایت کیا ہے کہ اُنیسہ بنت عمروؒ، جو معاذہ العدویہؒ کی خادمہ تھیں، وہ فرماتی تھیں: ”جتنی مشقت مجھے حلال کھانے اور کمانے کے معاملے میں اپنے نفس کو سدھانے میں ہوں اتنی کسی اور کام میں نہیں ہوتی“۔

۱۔ اُنیسہ کا تذکرہ اسی کتاب میں نمبر ۳۹ پر دوبارہ آ رہا ہے۔

۲۔ ابو عمرو، اسماعیل بن نجید بن احمد السلمیؒ (۳۶۶ھ/۹۷۶ء) اپنے وقت کے مشہور صوفی تھے، ابو عثمان الحیری کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے، حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں بھی رہے۔ امام قشیری نے ان کو صاحب شانِ عظیم لکھا ہے۔ اس کتاب کے مصنف ابو عبد الرحمن السلمی ان کے نواسے تھے، تصوف کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے اوامر کو بجالانا اور نواہی پر صبر کے ساتھ کار بند رہنا ہی تصوف ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۲۵۴-۲۵۷)



اُمُّ الْاَسْوَدُ

ام الاسود بنت زید العدویہؓ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ معاذہ (العدویہ) ان کی رضاعی ماں تھیں یعنی معاذہ نے ان کو دودھ پلایا تھا۔ مسدد بن قطنؒ نے محمد بن حسینؒ سے اور انھوں نے یحییٰ بن بسطامؒ سے اور انھوں نے عمران بن خالدؒ سے روایت کیا وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے ام الاسود بنت زیدؓ نے بیان کیا کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے قول:

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (الحجر ۸۵)

(انے نبی آپ کافروں سے خوبصورت انداز میں درگزر کریں)

کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے جواب دیا: اس کا مطلب ہے ایسی رضامندی جس میں عتاب نہ ہو۔

۱۔ صفۃ الصفوة، ص ۸-۵۹۷ ام الاسود کا تذکرہ نمبر ۴۰ پر دوبارہ آ رہا ہے۔
ام الاسود مشہور محدث علقمہ بن ابراہیم النخعیؒ (۱۱۰ھ/۷۲۸ء) کی بیٹی تھیں۔



شَعْوَانَةُ

شعوانہؒ اُبلتہؒ میں رہتی تھیں، وہ عجیب و غریب شخصیت کی مالک تھیں۔ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ اچھا گاتی تھیں، لوگوں کے درمیان وعظ کہتی تھیں۔ ان کو چیزیں پڑھ کر سناتی تھیں۔ زہاد، عبادت گزار، اولیا، اہل دل اور مجاہدہ کرنے والے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ وہ خود بھی بڑی مجاہدہ کرنے والی، اللہ سے ڈرنے والی، رونے والی اور رلانے والی خاتون تھیں۔

مسدد بن قطنؒ نے محمد بن الحسینؒ کو بتایا کہ ابو معاذؒ نے ابو عونؒ سے روایت کیا ہے کہ شعوانہؒ اتنا روتی تھی کہ ہم کو ان کے نابینا ہونے کا اندیشہ ہونے لگا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم کو آپ کے نابینا ہونے کا خوف ہے۔ یہ سن کر وہ رونے لگیں اور کہا: خوف! اللہ کی قسم، کوئی شخص دنیا میں رونے کی وجہ سے نابینا ہو جائے وہ میرے نزدیک اس شخص سے بہتر ہے جو آخرت میں جہنم کی آگ سے اندھا ہو۔

شعوانہؒ کہتی تھیں، کوئی آنکھ محبوب سے جدا ہو اور بغیر روئے اس سے ملنے کی مشاق ہو یہ بات زیب نہیں دیتی۔ (عین فارقت حبیبها واشتاق الی لقائہ بغیر بکاء، لا یحسن)

۱ صفۃ الصوفیۃ، ص ۲-۶۱۱، اعلام النساء، ص ۲۹۹/۲، طبقات الشعرانی، ص ۱/۶۷۔ الذر المکثور فی ربات الخدور، ص ۲۵۶، تلخیص ابلیس، ص ۳۱۰

۲ اُبلتہ ایک مقام کا نام ہے، جو بصرہ سے چار فرسخ کی دوری پر واقع ہے۔

۳ ابو معاذ سے مراد، ابو معاذ القزویؒ ہیں۔ جن کا تذکرہ امام قشیری نے الرسالۃ میں کیا ہے، ان کے حالات نہیں مل سکے۔ (الرسالۃ القشیریہ، ص ۱۱۸)

سَعِيدَةُ بِنْتُ زَيْدٍ

سعیدہ بنت زیدؒ، مشہور محدث حماد بن زیدؒ کی بہن تھیں۔ وہ بصرہ کی عارفات میں سے تھیں۔ اپنی عظمت و بزرگی میں حضرت رابعہ بصریہؒ کے ہم پلہ تھیں۔ وہ بہت ریاضت و مجاہدہ کرتی تھیں اور ہمیشہ فکر و تدبر میں مجور ہوتی تھیں۔ ان کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کہا کرتی تھیں: ”جو شخص اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے فیضان اور اپنے قلتِ شکر پر غور کرے گا، وہ اپنے اوپر عطایا اور بخشش کی کثرت کے باوجود مانگنے سے شرمائے گا۔“

۱۔ ابواسامیل حماد بن زیدؒ (۱۷۹ھ/۷۹۵ء) بڑے پائے کے محدث تھے بصرہ میں رہتے تھے، میں ظاہری روایت کے متبع تھے، امام سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ ان کے استاد تھے۔ علی ابن مدینیؒ ابن کثیر بن سعیدؒ ان کے تلامذہ میں تھے، عبدالرحمن بن مہدیؒ نے کہا کہ حماد بن زید بصرہ میں اپنے علم کے امام تھے۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ نے ان کی تعریف میں یہ شعر کہے۔

ایہا الطالب علما انت حماد بن زید

تقتبس حلما و علما ثم قیدہ بقید

(۱۔ اصول علم کے خواہشمند، حماد بن زید کے پاس آ، ان سے علم اور علم حاصل کر اور

بچوں کو لکھ لے۔ (سیر اعلام النبلاء، ص ۷/۳۵۶-۳۶۶)

عِثَامَہ بنتِ بلال بن ابی الدرداءؓ

عِثَامَہ بنت بلال بن ابی الدرداءؓ متقی اور عبادت گزار خواتین میں سے تھیں۔ مسلسل شب بیداری اور کثرتِ گریہ کی وجہ سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں، لیکن اس پر انھوں نے صبر کیا۔

ابو الفتح یوسف بن عمر الزاہد (القواس) نے بغداد میں ہم کو بتایا اور جعفر بن محمد بن نصیرؒ نے اور ان کو احمد بن محمد بن مسروقؒ نے اور ان سے محمد بن حسین البرجلانیؒ نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبدالعزیز بن الجذامیؒ نے بیان کیا، کہ عبداللہ بن یوسف الدمشقیؒ نے بتایا کہ عِثَامَہ بنت بلال بن ابی الدرداءؓ نابینا ہو گئی تھیں۔ وہ بڑی عبادت گزار خاتون تھیں۔ ایک دن ان کا بیٹا نماز پڑھ کر ان کے پاس آیا۔ انھوں نے کہا: اے میرے بیٹے! کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ بیٹے نے جواب دیا: ہاں۔ تو انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

۱. أعثام مالک لاهية حلت بدارک داهية
۲. ابکی الصلوة لوقتها ان کنت یوما باکیا
۳. وابکی القرآن اذا تلی قد کنت یوما تالیا
۴. تتلینہ بتفکر و دموع عین جاریة
۵. لہفی علیک صباة ما عشت طول حیاتیة

۱۔ اے عِثَامَہ تو کھیل کود میں کیوں لگی تیرے گھر میں ایک بڑی مصیبت آگئی ہے۔

۲۔ اگر تو کبھی روئے تو اول وقت کی نماز کے لیے رو۔

- ۳۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کے لیے رو جس کو تو ایک دن پڑھ رہی تھی۔
- ۴۔ تو اس کی تلاوت کر غور و فکر کے ساتھ اور تیری آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔
- ۵۔ تیرے عشق پر مجھے افسوس ہے تو نے اپنی زندگی میں عشق کا تجربہ ہی نہیں کیا۔

۱۔ صفۃ الصوفیہ، ص ۳۳، اعلام النساء، ص ۳/۲۵۰

عثمانہ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت ابوالدرداءؓ (۳۲ھ/۶۵۲ء) کی پوتی اور بلال ابی الدرداء (۹۶ھ/۷۱۳ء) کی بیٹی تھیں۔

۲۔ یوسف بن عمر القواس الزاہد (۳۸۵ھ/۹۹۵ء) کبار صوفیہ میں شمار ہوتے تھے بغداد میں بود و باش رہی اپنے زہد و تقویٰ کے لئے مشہور تھے اور مستجاب الدعوات سمجھے جاتے تھے۔
(تاریخ بغداد، ص ۳۱/۳۲۵)

۳۔ ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (۳۲۸ھ/۹۵۹ء) حضرت جنید بغدادی کے مشہور تلامذہ میں تھے، اور اپنے وقت کے عظیم صوفی تھے۔ قرآن پر گہری نظر تھی۔ ابن العماد نے لکھا ہے کہ اپنے وقت میں قرآنی علوم کے مرجع تھے۔ تصوف میں متعدد کتابیں لکھیں۔ صوفیہ کرام نے ان کی کتابوں سے خوب استفادہ کیا ہے ان کی کتابوں میں حکایات المشائخ، محیۃ الامام الشافعی اور کتاب الفوائد والزواہد والرقائق والمراثی بہت مشہور ہیں۔ (تاریخ بغداد، ص ۷/۲۲۶-۲۳۱)

۴۔ ابوالعباس احمد بن محمد بن مسروق الطوسیؒ (۲۹۹ھ/۹۱۱ء) مشہور صوفی تھے حارث محاسبیؒ اور سری سقطیؒ سے اکتساب فیض کیا، علی بن جعدؒ اور ابن مدینیؒ سے حدیث سنی، عام صوفیہ کے برخلاف سماع کے خلاف تھے، تقویٰ پر بہت زور دیتے تھے، کہا کرتے تھے کہ تقویٰ مومن کی قوت ہے۔
(تاریخ بغداد، ص ۱۴/۴۲۲)

۵۔ صفۃ الصوفیہ میں آخری شعر سے پہلے یہ شعر بھی ہے

فالیوم لا تتلینہ الا و عندک تالیۃ

ترجمہ: آج تم اس کی تلاوت نہیں کرتی ہو الا یہ کہ تمہارے پاس کوئی دوسرا تلاوت کرنے والا ہو۔



اُمّ سعید بنتِ علقمہ النّخعیّة

ام سعید بنت علقمہ النّخعیّةؒ بصرہ کی رہنے والی ایک عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ ابو الفتح القواسؒ نے ہم کو خبر دی، انہوں نے جعفر بن محمد بن نصیرؒ سے اور انہوں نے محمد بن حسینؒ سے اور انہوں نے اسحاق بن منصور السلوئیؒ سے روایت کیا ہے کہ مجھ کو ام سعید النّخعیّةؒ نے داؤد طائیؒ کے بارے میں بتایا کہ وہ فرماتے تھے کہ ”تیرے غم نے تمام غموں کو بھلا دیا ہے، شب بیداری سے میری دوستی کرادی ہے اور تجھے دیکھنے کے شوق نے میری تمام خواہشوں کو ختم کر دیا ہے۔“

ام سعیدؒ داؤد طائیؒ کی خادمہ تھیں اور قبیلہ طے کے موالیوں میں سے تھیں۔ داؤد (طائی) جب بھی روتے وہ بھی رونے لگتی۔

۱۔ ابوسلیمان داؤد بن نصر الطائیؒ (۱۶۵ھ/۷۸۱ء) مشہور فقیہ اور عالم تھے امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد تھے کوفہ میں رہتے تھے۔ تصوف کی تاریخ میں ان کا بڑا مقام ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زہد کی روایت کو تصوف کے خدوخال دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

(تاریخ بغداد، ص ۱۱/۲۲۱)



کُرْدِیَّةٔ بِنْتِ عَمْرُو

کردیہ بنت عمروؓ بصرہ یا اہواز کے علاقے سے تعلق رکھتی تھیں۔ شعوانہؓ کی خادمہ تھیں۔ فرماتی تھیں کہ میں نے ایک رات شعوانہؓ کے پاس گزاری، جب میں سو گئی تو انھوں نے مجھے ٹھوکا دیا اور کہا: اے کردیہ! اٹھو، یہ نیند کا گھر نہیں ہے، نیند کا گھر تو قبر ہے۔

کردیہؓ سے پوچھا گیا، آپ کو شعوانہؓ کی خدمت سے کیا برکات حاصل ہوئیں؟ انھوں نے فرمایا: ”جب سے میں نے ان کی خدمت کی ہے، تب سے میں نے دنیا سے محبت نہیں کی، نہ رزق کا اہتمام کیا، اور نہ دنیا داروں میں سے کسی کو کسی طمع یا لالچ کی وجہ سے بڑا سمجھا، اور میں نے کبھی کسی مسلمان کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھا۔“

۱۔ صفۃ الصوفیۃ، ص ۶۰۳

۲۔ شعوانہؓ کا تذکرہ اسی کتاب میں نمبر ۱۴ پر مذکور ہے۔

اُمّ طَلَق

ام طلقؓ بڑی عبادت گزار، ریاضت کش اور عارفہ خاتون تھیں۔ مسدد نے محمد بن الحسینؒ سے اور انھوں نے یحییٰ بن بسطامؒ سے اور انھوں نے سلمہ الافہمؒ سے روایت کیا فرماتے تھے کہ میں نے عاصم الجحدریؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ام طلقؓ کہتی تھیں: ”میرے نفس نے جو بھی چاہا، میں نے کبھی بھی اسے فوراً پورا نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نفس پر اختیار عطا کیا ہے۔“

ام طلقؓ نے فرمایا: ”اپنے نفس کو آرام میں رکھو گے تو وہ مالک بن جائے گا اور اگر اس کو تھکاؤ گے تو وہ غلام بن جائے گا۔“

۱ صفۃ الصفوة، ص ۶۰۰

۲ عاصم الجحدریؒ (۱۳۰ھ / ۷۴۸ء) کا پورا نام عاصم بن ابوالصباح العجاجؒ تھا۔ اپنے وقت کے مشہور قاری تھے۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ راوی کہا ہے۔ ابن الجوزیؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ام طلق نے عاصمؒ سے کہا کہ آپ اتنا چھا قرآن پڑھتے ہیں کہیں قیامت کے دن یہ آپ کے لئے وبال نہ بن جائے۔ (تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۳۸۹، تاریخ الاسلام ۸/۴۱-۱۴۰)

حَسَنَاتِ فِرُوز

حسنا بنت فیروز یمن کی عبادت گزار اور دیدار الہی کی مشتاق خواتین میں سے تھیں۔
بڑی صاحب احوال تھیں۔

ابو الفضل محمد بن ابرہیم بن الفضل المزکی نے محمد بن اسماعیل اسماعیلی سے اور
انہوں نے احمد بن ابی الحواری الدمشقی سے اور انہوں نے محمد بن ابی داؤد الازدی
سے روایت کیا ہے کہ عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ”یمن میں ایک عورت تھی جس کا نام
حسنا بنت فیروز تھا۔ وہ کہتی تھی: اے اللہ! تو اپنے ولیوں کو مٹی اور ریت کے نیچے کب
تک چھوڑے گا، کیا تو قیامت قائم نہیں کرے گا تا کہ ان کو وہ بدلہ دے جس کا تو نے
ان سے وعدہ کیا ہے۔“

۱۔ عبدالرزاق سے غالباً امام عبدالرزاق الصنعائی (۲۱۱ھ/۸۲۶ء) مراد ہیں جو اپنے وقت کے جلیل
القدر محدث اور فقیہ تھے، حدیث میں ان کی کتاب ”المصنف“ ابتدائی عہد کی مشہور کتابوں میں شمار
کی جاتی ہے، امام معمر بن راشد کے شاگرد تھے، تمام محدثین نے ان کی روایات لی ہیں۔

(شذرات الذہب ص ۲/۲۷)



حفصہ بنت سیرینؓ

حفصہ بنت سیرینؓ محمد بن سیرینؓ کی بہن تھیں۔ وہ بصرہ کی بڑی عبادت گزار اور نیک خواتین میں سے تھیں۔ زہد اور ورع میں اپنے بھائی کی طرح تھیں اور بڑی کشف و کرامات والی تھیں۔

محمد بن الطاہر الوزیریؒ سے میں نے سنا اور انھوں نے حسین بن محمد بن اسحاقؒ سے سنا اور انھوں نے سعید بن عثمان الحنظل البغدادیؒ سے سنا اور انھیں سیار بن ابی حاتمؒ نے خبر دی کہ ہشام بن حسانؒ نے بتایا کہ حفصہ بنت سیرینؓ رات میں چراغ روشن کرتیں اور پھر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنے لگتیں۔ کبھی کبھی چراغ تو بجھ جاتا تھا لیکن ان کا گھر روشن رہتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تھی۔

۱۔ صفۃ الصفوة، ص ۴-۵۹۳، طبقات ابن سعد، ص ۱۰/۲۲۸

۲۔ جلیل القدر تابعی اور محدث محمد بن سیرینؓ (۱۱۰ھ/۷۷۸ء) تفسیر اور حدیث کے امام تھے متعدد صحابہ کرام سے انہوں نے احادیث روایت کیں اور اکثر محدثین نے ان کی روایات لی ہیں۔ اپنے وقت میں مختلف علوم کے لئے مرجع سمجھے جاتے تھے۔ خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے ان کی بعض کتابوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ (طبقات ابن سعد ص ۷/۲۷۸-۲۷۹، تاریخ الاسلام ص ۷/۲۳۹-۲۴۰)۔

۳ سعید بن عثمان الحنظل (۲۹۳ھ/۹۰۶ء) مشہور صوفی تھے اور ذوالنون مصریٰ کے مرید تھے سری السقطی کی صحبت میں بھی رہے۔ ان کی ایک نسبت الفندقی ہے انہوں نے ذوالنون مصری سے روایت کیا ہے کہ تاجروں میں خیر کی علامت تین چیزیں ہیں ایک تو یہ مال خریدتے ہوئے اس کی مذمت نہ کرے اور بیچتے وقت اس کی تعریف نہ کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جھوٹ کا مرتکب ہو جائے دوسری یہ کہ مسلمانوں کی خیر خواہی کو مقدم رکھے تاکہ خیانت سے بچا رہے اور تیسری یہ کہ ڈھلتا ہوا تولے تاکہ کم تولنے سے محفوظ رہے۔ ذوالنون نے مزید فرمایا کہ کام کرنے والوں میں بھی خیر کی علامات تین ہیں زبان کی حفاظت، وعدے کی سچائی اور عمل کی پختگی۔ (تاریخ بغداد، ص ۱۰/۱۴۳، مختصر تاریخ دمشق، ص ۹/۳۳۶)

۴ ہشام بن حسان الفردوسی، ابو عبد اللہ (۱۶۸ھ/۷۹۵ء) مشہور محدث تھے۔ حضرت حفصہ کے بارے میں روایات کے اصل مرجع وہی ہیں، عکرمہ مولی عباس اور محمد بن سیرین کے علاوہ متعدد بڑے محدثین سے روایات بیان کی ہیں۔

(تاریخ الاسلام، ص ۹/۳۱۸-۳۲۰)



لُبَابَةُ الْعَابِدَةِ

لبابہ العابدہؒ شام کی رہنے والی تھیں۔ بڑی صاحب تقویٰ و سلوک تھیں۔ احمد بن محمد الانطاکیؒ، احمد بن ابی الحواریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ احمد بن محمدؒ نے فرمایا کہ لبابہ فرماتی تھیں ”مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اللہ کی معرفت حاصل ہو جانے کے بعد میرا رب مجھے کسی اور میں مشغول دیکھے۔ وہ یہ بھی فرماتی تھیں کہ: اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کی محبت پیدا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے دیدار کا شوق پیدا کرتی ہے اور اس کے دیدار کا شوق اس سے انس پیدا کرتا ہے اور اس کا انس اس کی خدمت و عبادت میں مداومت پیدا کرتا ہے۔“

۱۔ لبابہ کا تذکرہ نمبر ۲ پر بھی گزر چکا ہے وہاں لبابہ کی صفت کے طور پر العابدہ کی جگہ لفظ المحبہ استعمال ہوا ہے۔



حُکِیْمَةُ الدِّمَشْقِیَّةِ

حکیمۃ الدمشقیہ شام کی عظیم خواتین میں سے تھیں۔ رابعہؒ کی استاد اور دوست تھیں۔ ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید الرازی نے العباس بن حمزہؒ سے روایت کیا ہے کہ احمد بن ابی الحواریؒ نے فرمایا کہ مجھے رابعہؒ نے بتایا کہ میں ایک دن حکیمہ کے پاس گئی۔ وہ تلاوت کر رہی تھیں۔ مجھ سے کہا ”اے رابعہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے شوہر تمہاری موجودگی میں دوسری شادی کر رہے ہیں“ میں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے کہا کہ وہ آدمی تو سمجھ دار ہیں پتا نہیں کیسے راضی ہو گئے کہ ان کا دل اللہ تعالیٰ سے دو عورتوں کے ذریعے سے غافل ہو۔ کیا آپ نے اس آیت کی تفسیر نہیں سنی۔

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ. (الشعراء ۸۹)

(سوائے اس کے کہ کوئی شخص اللہ کے پاس قلب سلیم لیے ہوئے حاضر ہو۔) میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسے ملے کہ اس کے دل میں اس کے سوا کوئی نہ ہو۔ ابو سلیمانؒ کہتے ہیں: ”میں نے تیس سال میں اس بات سے زیادہ بڑی کوئی بات نہیں سنی۔“

حضرت رابعہؒ فرماتی ہیں: جب میں نے ان کی بات سنی تو میں وہاں سے ایسی حالت میں نکلی کہ میں نشے سے جھوم رہی تھی۔ مجھے لوگوں سے شرم آ رہی تھی کہ وہ کہیں یہ نہ

سمجھیں کہ میں نشے میں ہوں۔

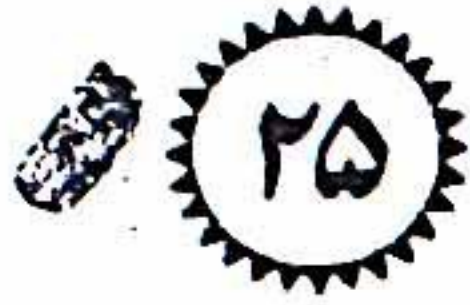
احمدؒ نے فرمایا: میرے ماں، باپ قربان ہوں۔ یہی تو سکر ہے۔

- ۱۔ رابعہ سے مراد رابعہ البصریہ نہیں ہیں بلکہ رابعہ بنت اسماعیل ہیں جو احمد بن ابی الحواری کی اہلیہ تھیں۔ ان کا تذکرہ اسی کتاب میں نمبر ۲۹ پر آ رہا ہے۔
- ۲۔ غالباً ابوسلیمان دارائی مراد ہیں جو بڑے جلیل القدر صوفی تھے۔ ابو عبد الرحمن السلمی نے ان کے تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ (طبقات الصوفیہ ص ۷۵-۸۲)

رَابِعَةُ الْأَزْدِيَّةُ

رابعہ الازدیہ کا تعلق بصرہ سے تھا۔ بڑے اصحاب تقویٰ اور اہل ورع میں سے تھیں۔ عبدالواحد بن زیدؒ ان کی خدمت میں رہے اور ان سے روایات لیں۔ ہم کو جعفرؒ نے خبر دی اور انھوں نے العباسؒ سے اور انھوں نے احمدؒ سے سنا کہ بکر بن محمد البصریؒ فرماتے تھے کہ عبدالرحمن بن زیدؒ نے رابعہ ازدیہ کو نکاح کا پیغام دیا تو انھوں نے منع کر دیا۔ عبدالرحمن کو دکھ تو ہوا لیکن انھوں نے دباؤ ڈالا، حتیٰ کہ انھوں نے اجازت دے دی [اور نکاح ہو گیا]۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو رابعہؒ نے کہا: اے شہوت پرست! میرے اندر تو نے شہوت انگیزی کی کیا چیز دیکھی؟ تو نے کسی اپنی جیسی شہوت پرست کو ہی پیغام کیوں نہیں دیا۔

عبدالواحد بن زیدؒ (۱۷۷ھ/۷۹۳ء) مشہور صوفی تھے بصرہ کے رہنے والے تھے۔ امام حسن بصریؒ کے اجلہ اصحاب میں سے تھے انہوں نے لیث بن ابی عامرؒ سے روایات لی ہیں۔ اپنے عہد میں صوفیہ کے شیخ کہلاتے تھے۔ ثقہ راوی تھے یحییٰ بن معینؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (شذرات الذہب، ص ۱/۲۸۲)



عَجْرَدَةُ الْعَمِيَّةِ

عجردہ العمیہؒ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ بڑی صاحب مجاہدات تھیں۔
سیار نے جعفر بن سلیمانؒ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے گھر
کی خواتین والدہ وغیرہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ، عجردہ العمیہؒ ساٹھ سال تک مسلسل
روزے رکھتی رہیں۔ وہ رات کے صرف ابتدائی حصے میں سوتی تھیں اور جب صبح ہو جاتی تو
کہتیں ”ہائے افسوس! اپنے مالک سے مناجات کا سلسلہ دن نے کاٹ دیا اور ہمیں لوگوں
کی باتیں سننے اور ان سے باتیں کرنے میں لگا دیا۔“

۱ صفۃ الصلوۃ، ص ۵۹۷

۲ ابوسلیمان جعفر بن سلیمان الضبعیؒ (۱۷۸ھ/۷۹۳ء) بڑے عالم اور شیعہ محدث تھے۔ سیار بن

حاتم اور مسدد بن مسدد نے ان کی راویات ملی ہیں۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ص ۸/۱۹۷-۲۰۰)



اُمّ سَالِمِ الرَّاسِبِيَّةِؓ

ام سالم الراسبیہؓ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ بڑی صاحب مجاہدات تھیں۔
محمد بن سلیم بن ہلال الراسبیؒ نے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ام سالم الراسبیہؓ
نے سترہ مرتبہ بصرہ سے احرام باندھا (یعنی سترہ مرتبہ حج کیا)۔
ایک اور شخص نے بیان کیا کہ وہ احرام باندھ کر حج کا قصد کرتیں تو کہتی تھیں ”کسی
بندے کو اپنے مالک کے پاس جانے کا قصد نہیں کرنا چاہیے۔ مگر ایک ایسے عہد و پیمان
کے ذریعے جس میں وہ اپنے اوپر اس کی خدمت کی علامات کو دیکھ سکے۔ کیونکہ بندہ اگر
خدمت کی علامات کو چھوڑ دے گا تو جلد ہی خدمت کو بھی چھوڑ دے گا۔“

(ما ینبغی للعبد ان یقصد سیدہ الا بعقد یری علی نفسہ آثار خدمتہ،
فان العبد اذ تعطل عن آثار الخدمة عن قریب یتعطل عنها)



عُبَیْدَةُ بِنْتُ اَبی کَلَابٍ

عبیدہ بنت ابی کلابؓ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ وہ طُفَاوَة میں آتی تھیں (طفاوۃ بنی سعد کا ایک قبیلہ ہے)۔ بڑی عقلمند اور صاحب اجتہاد تھیں۔ وعظ اچھا کہا کرتی تھیں۔ داؤد الحکیمؑ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کا یعنی عبیدہ بنت ابی کلابؓ کا انتقال ہوا تو بصرہ میں ان سے افضل کوئی خاتون نہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”جس کا تقویٰ اور معرفت صحیح ہو اس کے نزدیک اپنے رب کی ملاقات اور اس کے پاس جانے سے زیادہ کوئی بھی چیز محبوب نہیں ہو سکتی۔“



ہند بنت مہلبؓ

ہند بنت مہلبؓ البصرہ کی رہنے والی تھیں۔
مسدد نے محمد بن الحسینؓ سے اور انہوں نے ابو عمر الضریرؓ سے روایت کیا ہے انہوں
نے فرمایا کہ میں نے (بنی مہلب) کے مولی ابو سلمۃ العتکیؓ سے سنا، فرماتے تھے کہ ہند
بنت المہلبؓ نے فرمایا: ”جب تم نعمت کی فراوانی دیکھو تو شکر ادا کرو اس سے پہلے کہ وہ
نعمت زائل ہو جائے۔“

۱۔ حضرت ہندؓ عہد بنی امیہ کے عظیم سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہؓ کی بیٹی اور حجاج بن یوسف ثقفی
کی بیوی تھیں۔ ان کے مزید حالات کے لئے دیکھئے (اعلام النساء، ص ۵/۲۵۴-۲۵۶)

رَابِعَةُ بِنْتُ إِسْمَاعِيلَؓ

رابعہ بنت اسماعیلؓ، احمد بن ابی الحواریؓ کی بیوی تھیں۔ وہ شام کی بڑی عورتوں میں سے تھیں۔ کافی مالدار تھیں۔ انھوں نے اپنی تمام دولت احمد اور ان کے ساتھیوں پر خرچ کر دی۔

ابو جعفر الرازیؒ نے العباس بن حمزہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواریؓ نے فرمایا: ”ایک دن رابعہؓ نے ان (احمد بن ابی الحواریؓ) سے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی تھی کہ میری دولت ایسے لوگوں کے کام آئے جیسے آپ اور آپ کے اصحاب ہیں۔“ میں نے ابو بکر بن شاذانؒ سے اور انھوں نے یوسف بن الحسینؒ سے سنا فرماتے تھے کہ ہم سے رابعہؓ نے کہا: ”اس طشت کو مجھ سے دور کر دو میں اس پر لکھا ہوا دیکھ رہی ہوں کہ امیر المومنین ہارون کا انتقال ہو گیا ہے۔“ احمدؒ فرماتے ہیں: ”لوگوں نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال اسی دن ہوا تھا۔“

محمد بن احمد بن سعید ابو جعفر الرازیؒ نے بتایا کہ العباس بن حمزہؒ نے خبر دی کہ احمد بن ابی الحواریؓ نے فرمایا کہ میں نے رابعہؓ سے سنا، وہ فرماتی تھیں: ”میں نے کبھی کبھی اپنے گھر میں جنوں کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ اسی طرح میں نے کبھی کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ حوریں اپنے کپڑوں کے ذریعے سے مجھ سے پردہ کر رہی ہیں۔“ اور اپنے ہاتھ سے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا۔

انھوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے رابعہؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”میں نے جب

بھی برف کو دیکھا تو مجھے صحف (اعمال ناموں) کے تقسیم ہونے کی یاد آئی اور میں نے جب بھی ٹڈیوں کو دیکھا تو مجھے میدان حشر کی یاد آئی اور میں نے جب بھی مؤذن کی آواز سنی مجھے قیامت کی منادی یاد آئی۔“

اسی سند سے مروی ہے کہ احمد نے کہا، میں نے ایک مرتبہ رابعہ کو بلایا، لیکن وہ نہیں آئیں۔ کچھ دیر کے بعد آئیں اور کہا: مجھے آپ کے پاس آنے سے اس چیز نے روک دیا تھا کہ میرا دل اللہ تعالیٰ کی مسرت سے بھرا ہوا تھا۔ اس لیے اس وقت میں آپ کے پاس آنے پر قادر نہیں تھی۔

۱۔ صفۃ الصوفیۃ، ص ۵-۳۳، شذرات الذهب، ص ۲/۱۱۰، سیر اعلام النبلاء، ص ۸/۲۱۷، اعلام النساء، ص ۱/۴۳۳ الوافی بالوفیات، ص ۱۴/۳۷، صلاح الدین صفدی نے الوافی بالوفیات میں رابعہ نام کی متعدد خواتین کو باہم ملتبس کر دیا ہے۔

۲۔ محمد بن احمد بن سعید، ابو جعفر الرازی، مشہور صوفی تھے، ان کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔
۳۔ یوسف بن حسین، ابو یعقوب الرازی (۳۰۴ھ/۹۱۶ء) ابو سعید الخراز، ابو تراب الخشعی اور ذوالنون مصری کی صحبت میں رہے۔ اپنے وقت کے بڑے صوفی تھے، رے اور جبال کے علاقہ کے شیخ کہلاتے تھے۔ ان کا ایک قول مشہور ہے کہ جو شخص دنیا داروں کے سامنے دنیا کی زیادہ خدمت کرتا ہے وہ درحقیقت دنیا سے زیادہ محبت کرتا ہے اور اس کا مذمت کرنا اس کی پیشہ ورانہ چال ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۵۸-۱۹۱)



فاطمۃ نیشاپوریہؒ

فاطمہؒ کا تعلق خراسان کے قدیم خانوادے سے تھا۔ وہ ایک عظیم عارفہ تھیں۔ ابو یزید بسطامیؒ نے ان کی تعریف کی ہے۔ ذوالنون مصریؒ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ وہ زیادہ تر مکہ میں رہتی تھیں۔ کبھی کبھی بیت المقدس جاتیں، پھر مکہ لوٹ آتیں۔ ان کے زمانے میں ان جیسی کوئی خاتون نہیں تھی۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ ذوالنونؒ کے پاس کوئی تحفہ بھیجا۔ ذوالنون نے وہ تحفہ واپس کر دیا اور کہا کہ عورتوں کا دیا ہوا تحفہ قبول کرنے میں ذلت اور نقصان ہے۔ تو فاطمہ نے کہا دنیا میں اس صوفی سے زیادہ خسیس کوئی نہیں جو ذریعے کو دیکھے (یعنی تحفہ اصلاً تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا میں تو صرف ایک ذریعہ تھی)۔

ابو یزید البسطامیؒ نے کہا: میں نے اپنی زندگی میں ایک مرد اور ایک عورت جیسا کسی کو نہیں پایا۔ عورت تو فاطمہ نیشاپوریہؒ تھیں، میں نے ان کے سامنے راہ سلوک کے مقامات میں سے جس مقام کا بھی ذکر کیا تو وہ ان کے سامنے آئینہ تھا۔ ان سے ایک مرتبہ ذوالنون نے کہا: مجھے نصیحت کیجیے۔ اس وقت وہ دونوں بیت المقدس میں تھے۔ انھوں نے فرمایا: ”سچائی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اپنے افعال و اقوال میں اپنے نفس سے مجاہدہ کرو (الزم الصدق و جاهد نفسك في افعالك واقوالك) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ. (محمد ۲۱)

(پھر جب قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے تو اگر وہ اللہ تعالیٰ سے سچے رہیں تو یہ ان

کے لیے بہتر ہے۔“

احمد بن محمد بن مقسمؒ نے روایت کرنے کی اجازت دیتے ہوئے خبر دی، کہ انھوں نے ابو محمد الحسین ابن علی بن خلف سے سنا کہ انھوں نے ابن ملول سے، جو ایک بڑے شیخ تھے اور انھوں نے ذوالنون مصریؒ کو دیکھا تھا، پوچھا: آپ نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ قابل احترام کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ”میں نے ایک عورت سے زیادہ بزرگ کسی کو نہیں دیکھا، ان کو میں نے مکہ میں دیکھا تھا ان کا نام فاطمہ نیشاپوریہ تھا۔ وہ قرآن فہمی میں بے مثال تھیں۔“

ذوالنون مصریؒ سے میں نے ان کے (فاطمہؒ) بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا: ”وہ اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہیں اور میری استاد ہیں، میں نے ان کو ایک مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس کے دل میں خدا نہ ہو وہ ہر میدان میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے اور ہر زبان سے بات کرتا ہے، اور جس کے دل میں خدا ہو اس کی زبان سے صرف سچ ہی نکلتا ہے اور حیا اور اخلاص پر قائم رہتا ہے۔“

انھوں نے مزید کہا کہ فاطمہ نیشاپوریہؒ نے فرمایا: ”آج سچے اور متقی انسان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ہو، اس کے اوپر موجیں اٹھانڈ کر آتی ہوں اور وہ اپنے رب سے ڈوبنے والے شخص کی طرح دعا کر رہا ہو اور اس سے نجات اور بچاؤ کا طلب گار ہو۔“

حضرت فاطمہؒ نے فرمایا: ”جو شخص کوئی عمل اس طرح کرے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے وہ عارف ہے اور جو شخص کوئی عمل اس طرح کرے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے وہ مخلص ہے۔“

فاطمہ رحمہ اللہ کا ۲۲۳ھ / ۸۳۷ء میں عمرے کے لیے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے

راستے میں انتقال ہوا۔

۱۔ صفۃ الصوفیۃ، ص ۶۳۷، النجوم الزاہرۃ، ص ۲/۲۳۸، الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور،

ص ۳۶۷، ۳۶۸

۲ ابو یزید البسطامیؒ (۲۶۱ھ/۸۷۵ء) بسطام کے رہنے والے تھے۔ تصوف کے ائمہ میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے شطحیات کے لئے خاص طور پر مشہور تھے۔ پہلے مجوسی تھے پھر اسلام قبول کیا ان کے ملفوظات ^{پلسہلجی} انسجی نے ”النور من کلمات ابی طیفور“ کے نام سے جمع کر دیئے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی نے ان کے بعض ملفوظات کی شرح بھی لکھی ہے۔

(طبقات الصوفیہ ص ۶۷-۷۳ للمع فی التصوف)

۳ ذوالنون مصریؒ (۲۴۶ھ/۸۶۱ء) تصوف کے بڑے امام تھے۔ ان کا اصل نام ثوبان تھا، تصوف میں علم حقائق پر سب سے پہلے انھوں نے ہی گفتگو کی تھی، خلیفہ متوکل کے دربار میں ان پر مقدمہ بھی چلا لیکن خود خلیفہ نے بھی ان کا بیان سن کر ان کی عظمت کا اعتراف کیا اور ان کو رہا کر دیا۔ (طبقات الصوفیہ ص ۱۵-۲۷)



اُمّ ہارون الدمشقیّةؒ

ام ہارون الدمشقیّةؒ شام کی عظیم عورتوں میں سے تھیں۔ ابوسلیمان الدارائیؒ فرماتے تھے کہ میرا خیال ہے کہ شام میں ام ہارون جیسی کوئی شخصیت نہیں۔
ابوجعفر الرازی رحمہ اللہ نے ہم کو بتایا اور ان سے عباس بن حمزہؒ نے بیان کیا، انھوں نے فرمایا کہ ہم سے احمد بن ابی الحواریؒ نے بیان کیا کہ میں نے ام ہارونؒ سے دریافت کیا: ”کیا آپ موت کو پسند کرتی ہیں؟“ انھوں نے جواب دیا ”نہیں۔“ میں نے پوچھا: ”کیوں؟“ انھوں نے جواب دیا کہ ”اگر میں کسی شخص کی نافرمانی کروں تو اس سے ملنا پسند نہیں کروں گی، تو پھر میں اللہ تعالیٰ سے ماننا کیسے پسند کر سکتی ہوں، جب کہ میں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔“

اسی سند سے مروی ہے کہ ام ہارون اپنے گاؤں سے نکلیں اچانک ایک آدمی ایک بچے کے لیے چیخا کہ اس کو پکڑو۔ راوی کہتے ہیں کہ ام ہارون یہ سنتے ہی ایک طرف دوڑیں اور ایک پتھر پر گر پڑیں اور ان کے سر سے خون بہنے لگا جو ان کی اوڑھنی پر نمایاں ہو گیا۔
ابوسلیمانؒ کہتے ہیں کہ جو کسی بے عیب مدہوش کو دیکھنا چاہے تو ام ہارون کو دیکھ۔

۱۔ صفۃ الصفوة، ص ۶-۷۳۵، الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور، ص ۷۰، اعلام النساء، ص ۲۰۱، ۲۰۰/۵

۲۔ غالباً ابوسلیمان دارائیؒ مراد ہیں ان کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔



بَحْرِیَّةٌ

بحریۃ بصرہ کی عارفات میں سے تھیں۔ شقیق بلخیؒ کی صحبت میں رہیں اور ان کے ہم پلہ لوگوں میں سمجھی جاتی تھیں۔

ایک دن وہ شقیقؒ کی خدمت میں حاضر تھیں، انھوں نے شقیقؒ سے دریافت کیا کہ ”مجھے کوئی ایسا علم بتائیے جس کو قلم نے نہیں لکھا اور جس کو وہم نے گدلا نہیں کیا اور جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بالکل نیا ہو“۔ شقیقؒ ان کی گفتگو سے حیران رہ گئے اور کہا: دیکھو یہ کیا کہہ رہی ہیں۔

ابو جعفر الرازیؒ نے ہم کو بتایا، ان سے عباس بن حمزہؒ نے بیان کیا، ان کو احمد بن ابی الحواریؒ نے بتایا کہ ان سے بصرہ کی ایک بوڑھی عورت نے بیان کیا کہ انھوں نے بحریہ کو کہتے سنا ”جب دل شہوات کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کو علم سے محبت ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کا اتباع کرتا ہے اور جو کچھ اس پر وارد ہوتا ہے اس کا متحمل ہوتا ہے۔“

۱ صفۃ الصوفیۃ، ص ۶۰۲

۲ شقیق بلخیؒ (۱۹۳ھ/۸۱۰ء) بڑے جلیل القدر صوفی تھے۔ ابراہیم بن ادہمؒ کے شاگرد اور حاتم اصفمؒ کے استاد تھے۔ خاندانی طور پر بڑے صاحب ثروت تھے لیکن سب کچھ ترک کر کے زاہدانہ زندگی بسر کی، فرماتے تھے کہ زہد ہر خیر کی کنجی ہے اور زاہد وہ ہے جو صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔

(طبقات الصوفیہ، ص ۹۱-۹۷)



فَاطِمَةُ الْبَرْدَعِيَّةُ

فاطمۃ البردعیؒ اردنیلؒ میں رہتی تھیں۔ عارفات میں سے تھیں۔ ان سے شطحات کا بھی صدور ہوتا تھا۔

میں نے ابوالحسن السّلامیؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ فاطمۃ البردعیؒ نے بعض مشائخ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بارے میں دریافت کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے بیان کیا ہے کہ ”انا جلیس من ذکرنی“ (میں اس کے پاس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔) وہ دیر تک اس کا مطلب بتاتے رہے، لیکن فاطمہؒ نے کہا: نہیں، بلکہ مکمل ذکر یہ ہے کہ تم یہ دیکھو کہ جس کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ بھی تمہارا ذکر کر رہا ہے، ساتھ ہی تم بھی مسلسل ذکر کر رہے ہو۔ پس تمہارا ذکر اس کے ذکر میں فنا ہو جائے اور اس کے ذریعہ کیا جانے والا تمہارا ذکر ایسے عالم میں باقی رہے، جہاں نہ مکان ہے نہ زمان۔

۱۔ نفحات الانس، ص ۶۲۰

۲۔ اردنیل آذربائیجان کا مشہور شہر ہے۔ اس شہر میں بہت سے علماء و صلحاء ہوئے ہیں۔

۳۔ عبداللہ بن موسیٰ بن الحسن، ابوالحسن السّلامی (۳۶۶ھ/۹۸۲ء) محدث تھے، علم حدیث کے حصول کے لئے بلاد اسلامیہ کا طویل سفر کیا، بہترین شاعر اور ادیب تھے، بحیثیت راوی محدثین نے ان پر تنقید کی ہے۔ (تاریخ بغداد، ص ۸۲/۱۰-۲۸۳)



عائشۃ الدینوریۃؒ

محمد بن الفضلؒ نے ہم کو بطریق اجازت بتایا کہ انھوں نے احمد بن محمد الکواکبیؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے عائشۃ الدینوریۃؒ سے پوچھا کہ ابراہیم بن شیبانؒ [القرمیسنیؒ] نے ان کو کیا نصیحت کی تھی۔ انھوں نے فرمایا: میں ان کے پاس گئی۔ میرا ارادہ حج پر جانے کا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے جو راستے میں کام آئے۔ انھوں نے فرمایا: ”جب اپنے گھر کی ڈیوڑھی سے باہر نکلو اور ایک قدم باہر رکھو تو امید مت رکھو کہ دوسرا قدم اٹھا لو گی، ہو سکتا ہے کہ وہیں تمہاری قبر بن جائے۔“ انھوں نے فرمایا: یہ بات میرے لیے زادراہ تھی۔

انھوں نے فرمایا: میں ان کے پاس ان کی وفات کے وقت حاضر ہوئی اور عرض کیا: مجھے کوئی نصیحت کیجیے۔ انھوں نے فرمایا: ”کہ بزرگ لوگ جو کچھ عطا کریں اس سے برکت حاصل کرو“ (یعنی اس کو عزت و احترام کے ساتھ قبول کر لو)۔

- ۱۔ غالباً محمد بن الفضل البلیخیؒ (۳۱۹ھ/۹۳۱ء) مراد ہیں جو سمرقند کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ احمد بن خضرویہ کی صحبت میں رہے۔ انھوں نے فرمایا کہ جاہل کی چھ علامت ہیں، وہ بلا وجہ غصہ کرتا ہے، بلا فائدہ بات کرتا ہے، بے موقعہ ہدیہ دیتا ہے، لوگوں کے راز کھولتا ہے، ہر ایک پہ بھروسہ کرتا ہے اور دوست و دشمن کی شناخت نہیں کرتا۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۲۱۲-۲۱۶؛ طبقات الاولیاء، ص ۳۰۰-۳۰۱)
- ۲۔ ابو اسحاق ابراہیم بن شیبان القرمیسنیؒ (۳۷۷ھ/۹۴۸ء) اپنے وقت کے عظیم صوفی تھے۔ ابو عبد الرحمن السلمیؒ نے لکھا ہے کہ وہ اپنے وقت کے عظیم شیخ تھے، بڑے صاحب مقامات اور صاحب تقوی تھے کتاب و سنت کا پوری طرح اتباع کرتے تھے اور جھوٹے صوفیہ کے بڑے مخالف تھے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۴۰۲-۴۰۵)



أَمَةُ الْحَمِيدِ بِنْتُ الْقَاسِمِ

امۃ الحمید ابوسعید الخرازؒ کی صحبت میں رہیں۔ وہ ان کی خدمت کرتی تھیں اور ان سے روایت بیان کرتی تھیں۔

ابوبکر المفید البحر جرائیؒ نے ہم کو بطریق اجازت خبر دی فرمایا: میں نے امۃ الحمید بنت القاسمؒ سے سنا وہ فرماتی تھیں کہ ابوسعید الخرازؒ کہا کرتے تھے: ”مقام وصال تک پہنچنے والے وہ لوگ ہیں جن کے دل انوار کے خزانوں میں داخل کر دیے گئے اور جبار (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ میں جا پہنچے۔“

امۃ الحمیدؒ فرماتی تھیں: میں نے ابوسعید الخرازؒ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: ”اپنے باطن میں خدا کو نگراں جانو اور اپنے ظاہر میں اس کے احکام بجالاؤ، اور مسلمانوں کی ضروریات کی تکمیل کے لیے پوری جدوجہد کرو اور ان کی خدمت کے لیے ہمہ وقت مستعد رہو۔ اس طرح تم ان شاء اللہ نیک لوگوں کے مقام تک پہنچ جاؤ گی۔“

۱۔ ابوسعید الخرازؒ (۲۷۷ھ/۸۹۰ء) ابتدائی عہد کے بڑے صوفیہ میں سے تھے، سری سقطیؒ سے تربیت حاصل کی اور فناء و بقاء پر سب سے پہلے انہوں نے ہی کلام کیا، ان کا ایک قول ہے کہ ہر ایسا باطن جو ظاہر کے خلاف ہو، باطل ہے۔ ان کی کتاب الصدق بہت مشہور ہے۔

(طبقات الصوفیہ، ص ۲۲۸-۲۳۲)



عائشہؓ

عائشہ ابو حفص نیشاپوریؓ کی اہلیہ تھیں۔ میں نے ابو جعفر احمد بن حمدانؓ کی تحریر میں لکھا دیکھا کہ عائشہؓ نے اپنے شوہر ابو حفصؓ سے رونے کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے کہا: ”صادق کا رونا یہ ہے کہ وہ روئے اور اپنے رونے پر بھی روئے کہ وہ اپنے رونے میں سچا نہیں ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا رونا پسند نہ ہو، تو اس کا قلت صدق پر رونا اس کے پہلے رونے سے زیادہ فائدہ مند ہوگا۔ اس لیے کہ بندے کا کوئی مقام اس وقت تک بلند نہیں ہو سکتا جب تک وہ خود اپنی نظر میں وہ کمتر نہ ہو جائے۔“

۱۔ ابو حفص عمرو بن مسلمؓ (۲۷۰ھ/۸۸۳ء) بڑے پائے کے صوفی تھے۔ وہ حضرت جنید بغدادیؓ کے استاد تھے۔ رومیوں کے خلاف جہاد میں بھی حصہ لیا، پیشہ سے حداد (لوہار) تھے۔ ایک دن عالم مدہوشی میں زنبور کی جگہ اپنا ہاتھ بھٹی میں دیے دیا جس سے وہ ہاتھ بے کار ہو گیا اور وہ پیشہ ترک کرنا پڑا۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۱۱۵-۱۲۲)

۲۔ ابو جعفر احمد بن حمدان بن علیؓ (۳۱۱ھ/۹۲۳ء) اپنے عہد میں مکہ کے شیخ کہلاتے تھے۔ بڑے متورع اور متقی تھے اصلاً نیشاپور کے رہنے والے تھے ابو عثمان کی صحبت میں رہے۔ فرماتے تھے آدمی کا حسن اس کی خوش کلامی میں ہے اور اس کا کمال اخلاص میں ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کسی گناہ پر توبہ سے غفلت اس گناہ کے ارتکاب سے بھی بڑا جرم ہے۔

(طبقات الصوفیہ، ص ۳۳۲-۳۳۳)

فَاطِمَةُ (زَيْتُونَةُ)

فاطمہ، جوزیتونہ کے نام سے مشہور تھیں۔ وہ ابو حمزہؓ، جنیدؒ اور نوریؒ کی خادمہ تھیں۔ اولیاء اللہ میں سے تھیں۔ میں نے ابوالفرج الورثانیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے مفضل بن داؤد البغدادیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے فاطمہ سے سنا، جوزیتونہ کے نام سے مشہور تھیں اور جنیدؒ، نوریؒ اور ابو حمزہؓ کی خادمہ تھیں، وہ فرماتی تھیں کہ: میں ایک سخت سردی کے دن ابوالحسین نوریؒ کے پاس گئی، میں نے ان سے کہا: میں کچھ لاؤں جو آپ کھانا پسند کریں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا چاہیے، کہا: روٹی دودھ۔ اس وقت ان کے سامنے آگ تھی جس کو وہ اپنے ہاتھوں سے پلٹ رہے تھے۔ انھوں نے اس روٹی اور دودھ میں سے کچھ کھایا۔ ان کے ہاتھ راکھ سے کالے ہو رہے تھے۔ دودھ ان کے ہاتھ پر بہنے لگا اور اس کی وجہ سے راکھ کی سیاہی زائل ہونے لگی۔ میں نے ان کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ! تیرے نیک بندے کتنے وحشت ناک گندے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی صاف ستھرا نہیں ہے۔ پھر میں ان کے پاس سے نکلی۔ میں ایک آڑھتی کے پاس سے گذر رہی تھی کہ ایک عورت میرے پیچھے پڑ گئی، کہنے لگی کہ یہاں میری ایک گٹھری تھی اس کو تو نے لے لیا۔ یہ سن کر آڑھتی مجھے حاکم کے پاس لے گیا۔ جب نوریؒ کو اس کی خبر پہنچی تو وہ تیزی سے میری تلاش میں نکلے۔ جب ہم سلطان کے سامنے گئے تو نوریؒ نے کہا: اس سے کچھ مت کہو، یہ تو اللہ کی ولیہ ہے۔ سلطان نے کہا کہ مدعی اس کے ساتھ ہے، اس کو کیسے چھوڑ دیا جائے؟ تبھی ایک سیاہ فام باندی آئی۔

اس کے پاس وہ گٹھری تھی اس نے کہا: ہم کو گٹھری مل گئی۔
 نوریؒ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حاکم کے پاس سے نکالا اور کہا: تم اللہ کے ولیوں کو
 وحشت ناک اور گندے کیوں کہتی ہو۔
 میں نے کہا: میں اپنی اس بات سے توبہ کرتی ہوں۔

۲ ابو حمزہ البغدادیؒ (۲۸۹ھ/۹۰۲ء) اور حضرت جنید بغدادیؒ (۲۹۸ھ/۹۱۰ء) اجلہ مشائخ میں
 سے ہیں اور ابوالحسن نوریؒ کا اوپر تذکرہ آچکا ہے۔ زیٹونہ کا یہ قصہ اور بھی متعدد کتابوں میں
 منقول ہوا ہے۔ مثلاً دیکھئے تاریخ بغداد، ص ۵/۱۳۴، طبقات الاولیاء، ص ۶۶۔



صَفراءِ الرَّازِیَّة

ابو حفص نیشاپوریؒ نے ان سے رے میں نکاح کیا۔ وہ عظیم مسلمانوں میں سے تھیں۔ ابو حفصؒ ان کے پاس بہت دن رہے۔ جب انھوں نے رے سے جانے کا ارادہ کیا تو ان سے کہا اگر تم چاہو تو میں تم کو طلاق دے دوں اور تمہارا مہر ادا کر دوں۔ تا آن کہ میں واپس آؤں۔ چونکہ میں جا رہا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ پھر تم سے کب آ کر ملوں گا۔ انھوں نے جواب دیا۔ ایسا مت کیجئے بلکہ مجھے اپنے نکاح میں رہنے دیجیئے تاکہ آپ کی منکوحہ ہونے کی برکات مجھ کو حاصل ہوتی رہیں اور میں آپ کی یاد اور آپ کی دعاؤں میں شامل رہوں۔

جب ابو حفصؒ ان کے پاس سے جانے لگے تو انھوں نے کہا، مجھے ایسی بات سکھائیے جسے میں آپ کی طرف سے یاد رکھوں۔ انھوں نے کہا ”جان لو خدا کا سب سے عارف بندہ اس سے سب سے زیادہ خوف اور خشیت والا ہوگا اور خدا سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا وہ شخص ہے جو اس کی خدمت کو تمام اعمال پر فوقیت دے اور اس کے علاوہ کسی کے لئے کوئی عمل نہ کرے اور اس کی خوشنودی کے علاوہ کسی اور کام میں کوشش اور جہد و جہد نہ کرے۔“

انھوں نے ابو حفصؒ سے کہا مجھے وصیت کیجیے۔ انھوں نے فرمایا: ”گھر کو لازم پکڑو، محراب کی قربت اختیار کرو اور قرآن میں سے جو یاد ہو اس کی تلاوت کرو، خاموشی کو اختیار کرو، لایعنی کاموں سے احتراز کرو اور جہاں تک ہو سکے لوگوں کے فائدے کے لیے کام کرو۔“



اُنیسۃ بنت عمروؓ

اُنیسۃؓ حضرت معاذہ العدویۃؓ کی صحبت میں رہتی تھیں۔ محمد بن حسین البرجلانیؒ نے عبدالرحمن بن عمرو بن جبلةؒ سے روایت کیا ہے کہ دلال بنت مدل نے فرمایا کہ اُنیسۃ بنت عمروؓ، معاذہ العدویۃؓ کی خادمہ تھیں، وہ فرماتی تھیں کہ عمل کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ تین چیزیں ہوں، اخلاص نیت، صواب (یعنی عمل درست طریقہ پر ہو) اور سنت (یعنی سنت کے موافق ہو)۔

۱۔ اُنیسۃ کا تذکرہ نمبر ۱۲ پر بھی گذر چکا ہے۔

۲۔ غالباً عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة مروزیؒ (۲۲۱ھ/۸۳۶ء) مراد ہیں۔ محدثین نے ان پر تنقید کی ہے۔ (میزان الاعتدال، ص ۲/۱۱-۵۱۰)

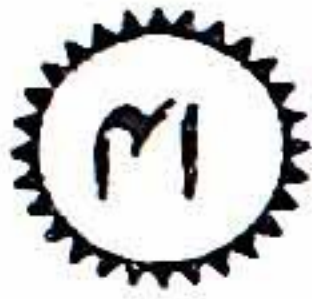


اُمّ الاسود بنت زید العدویۃؓ

معاذۃ العدویۃؓ نے ام الاسودؓ کو دودھ پلایا تھا۔ ام الاسودؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے معاذہ العدویۃؓ نے کہا کہ: ”حرام کھا کر میرا دودھ خراب مت کرنا، اس لیے کہ میں نے تجھے دودھ پلانے کے دوران کوشش کی ہے کہ صرف حلال کھاؤں۔ اب تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم کوشش کرو کہ صرف حلال کھاؤ۔ شاید تم کو اس کی توفیق ملے کہ تم اپنے شوہر کی خدمت کر سکو اور اس کے فیصلوں پر راضی رہ سکو۔“

ام الاسودؓ کہتی تھیں کہ میں نے جب بھی مشتبہ چیز کھائی تو میرا کوئی فریضہ چھوٹ گیا یا اوراد میں سے کوئی ورد چھوٹ گیا۔

۱۔ ام الاسودؓ کا تذکرہ اوپر ۱۳ نمبر پر آچکا ہے۔ لیکن یہاں ان کے متعدد نئے اقوال بھی ہیں۔



اُمّ علی زوجہ احمد بن خضرو یہ البلخی

ام علی زوجہ احمد بن خضرو یہ البلخیؒ لیس اور بڑے گھرانے کی بیٹیوں میں سے تھیں۔ وہ بہت مالدار تھیں۔ انھوں نے اپنا سارا مال فقیروں میں تقسیم کر دیا اور احمدؒ کا قرض ادا کرنے میں ان کی مدد کی۔ ابو حفص النیشاپوریؒ اور ابو یزید بسطامیؒ سے ملاقات کی اور ابو یزید سے مسائل دریافت کیے۔ ابو حفصؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: ”میں عورتوں کی گفتگو ناپسند کرتا تھا۔ حتیٰ کہ میں ام علی زوجہ احمد بن خضرو یہؒ سے ملا ان سے مل کر مجھے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنی معرفت جہاں چاہے وہاں دے سکتا ہے۔“

ابو یزیدؒ فرماتے تھے کہ جو شخص تصوف کی راہ اختیار کرے، وہ اس عزم کے ساتھ کرے جس عزم کے ساتھ ام علی زوجہ احمد بن خضرو یہؒ نے کی، یا اس کیفیت میں کرے جس کیفیت میں انھوں نے کی۔

بیان کیا گیا ہے کہ ام علیؒ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے نعمتوں اور مہربانیوں کی اقسام کے ساتھ مخلوق کو اپنی طرف بلایا، لیکن لوگ نہیں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مصیبتیں نازل کر دیں۔ تاکہ مصیبتوں کے وقت اس کی طرف پلٹیں۔ ایسا اس نے اس لیے کیا کہ وہ ان سے یعنی لوگوں سے محبت کرتا ہے۔“

ام علیؒ فرماتی ہیں: ”میں نے کبھی اپنے فقر کا ذکر نہیں کیا اور اگر کیا تو اس طرح کیا کہ میں اپنے اس رب سے تو نگرہ چاہتی ہوں، جو غنی ہے وہ فقر کے حالات کو مجھ سے زائل کر دے گا۔ اور میں کہتی ہوں کہ جس کا مالک ایسا ہو وہ کیسے فقیر ہو سکتا ہے“ انھوں نے

مزید فرمایا: ”حاجت کا ختم ہو جانا اس کے ساتھ ذلت اٹھانے سے زیادہ آسان ہے۔“
 ان سے یہ بھی مروی ہے کہ ان کے پاس بلخ کی ایک عورت آئی۔ انھوں نے اس سے
 پوچھا: کیا چاہیے؟ اس نے کہا: ”میں آپ کی خدمت کے ذریعہ تقرب الہی کی خواہشمند
 ہوں۔“ انھوں نے اس کو جواب دیا: ”تم اپنے رب کی عبادت کر کے میرا تقرب کیوں
 نہیں چاہتی۔“

۱۔ احمد بن خضرویہ ^{لبلیخی} (۵۲۳۰ھ/۸۵۴ء) اپنے عہد کے بڑے صوفی تھے۔ وہ خراسان کے
 عظیم المرتبت مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حاتم اصم، ابوتراب ^{لنخشی} اور ابو یزید البسطامی سے
 تربیت حاصل کی۔ ابو حفص نے ان کے بارے میں فرمایا کہ میں نے احمد بن خضرویہ سے زیادہ
 مستقیم الاحوال اور بلند حوصلہ کسی کو نہیں دیکھا۔ احمد بن خضرویہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سب
 سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۶-۱۰۲)



فَاطِمَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَعْرُوفَةِ بِجُويرِيَّةٍ

فاطمہ بنت عبد اللہ، ابو سعید الخرازؒ کی تربیت یافتہ تھیں۔ میں نے علی بن سعید المقری سے سنا، اور انھوں نے احمد بن الحسین الماکئی سے اور انھوں نے فاطمہ بنت عبد اللہ معروف بجویریہ سے، (جو ابو سعید الخرازؒ کی شاگرد تھیں) سنا وہ فرماتی تھیں: ”سالک کے اوپر سب سے پہلا جو خیال گزرتا ہے اور وہ اس کو ہر چیز سے کاٹ دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی نگرانی ہوتی ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ اس کو ہر چیز سے پاک کر دیتا ہے۔“

اسی سند سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے ابو سعید الخرازؒ کو کہتے سنا: ”محبت کرنے والے کی فطرت میں داخل ہے کہ جب محبوب کی محبت محبت کرنے والے کی روح میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو اس کی شان یہ ہوتی ہے کہ اپنے دل کو اس کے عشق کے لیے پاک کر لیتا ہے اور اس کی محبت میں مشغول ہو جاتا ہے اور اس کے ذکر میں رطب اللسان ہو جاتا ہے، اور اپنے آپ کو دوسرے کاموں میں مشغول کرنے سے روکتا ہے اور جس شخص کو شوق کا کچھ حصہ بھی مل جائے اس کی شان یہ ہوتی ہے کہ دنیا و آخرت میں اپنے حصے کو بھول جائے اور اپنے نفس کے لیے تدبیر کرنا چھوڑ دے اور خدمت کا مزہ نہ پائے، جس طرح کہ مجنون نے پایا، اپنے مالک سے چمٹا رہے، اس کا دیوانہ رہے اور حیران و سرگرداں رہے۔“

مذکورہ بالا سند سے یہ بھی مروی ہے کہ انھوں نے ابو سعیدؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

”عارف کی شان یہ ہے کہ تم اسے کبھی دیوانہ اور سب سے کٹا ہوا دیکھو کہ اس میں کوئی بھی ایسا عمل نہیں ہو جو اس کے مالک کے علاوہ کسی اور کے لیے ہو اور کبھی اسے مخلوق کے ساتھ گھلاملا دیکھو گویا کہ وہ انھی میں سے ہے۔ اس طرح اس کا مقام ان لوگوں سے پوشیدہ رہے۔ مگر وہ اپنے ہیجان کے باوجود ساکن رہتا ہے۔ اور اس کے ارادے اس کے پانے والے سے وابستہ ہوتے ہیں۔“

۱۔ طبقات الصوفیہ میں المجنون کے بجائے لفظ المحنون استعمال ہوا ہے اگر یہ کتابت کی غلطی نہیں ہے تو اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ جس طرح غم زدہ نے اپنے غم کو لذت بنا لیا ہے۔



مؤنسۃ الصوفیۃؒ

مونسہ صوفیہؒ شام کی عبادت گزار خواتین میں سے تھیں اپنے آپ میں بہت سخت کوش اور جفاکش تھیں۔ محمد بن عبد اللہ الحافظؒ کہتے ہیں کہ انھوں نے الحسین بن محمد بن اسحاقؒ سے سنا اور انھوں نے ابو عثمان الحنط سے سنا، انھوں نے محمد بن یعقوب ابن یوسفؒ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ انھوں نے مونسہ الصوفیہ جو بڑی عبادت گزار خاتون تھیں سے پوچھا: تم نے یہ اونی لباس کیوں پہن رکھا ہے؟ اس کے خوف سے یا اس کی محبت میں؟“ انھوں نے جواب دیا کہ محض سخت کوشی کے لیے۔



فَخْرَوِيَّةُ بِنْتُ عَلِيٍّ

فخر ویہ بنت علیؑ اہل نیشاپور میں سے تھی۔ ابو عمرو بن نجیدؒ کی بیوی تھیں۔ (یعنی اس کتاب کے مصنف ابو عبد الرحمن السلمیؒ کی نانی) میں نے اپنے نانا ابو عمرو بن نجیدؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھ کو فخر ویہؒ کی صحبت سے جو فائدہ حاصل ہوا وہ ابو عثمانؒ کی صحبت سے حاصل ہونے والے فائدے سے کم نہیں تھا۔

میں نے اپنے نانا سے سنا کہ انھوں نے فخر ویہؒ کو یہ بھی فرماتے سنا: حالت نازک ہے، عظیم خطرہ درپیش ہے، مانگ بہت بڑی اور اخلاص کی کمی ہے۔

ایک مرتبہ فخر ویہؒ نے ابو علیؑ الشافعیؒ رحمہ اللہ سے کہا: ”انسان جب علم کو بیان کرتا ہے تو اس سے اس کے قلب و روح کو لذت ملتی ہے اور وہ اپنی نظر میں بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے کلام کو اچھا سمجھتا ہے اور جب انسان علم کو استعمال کرتا ہے تو اپنے نفس و قلب کو مشقت میں ڈالتا ہے اور اپنی نظروں میں گر جاتا ہے، کیوں کہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل کرنے کے معاملے میں اس کے اندر اخلاص کی کمی ہے۔“ یہ سن کر ابو علیؑ رو پڑے اور کہا: میں تم سے وہی کہوں گا جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا تھا وہ یہ کہ ”ایک عورت عمرؓ سے زیادہ فقیہ ہے۔“ (امراة افقہ من عمر)

بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے علاوہ اپنے رب تک پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ اختیار کیا تو اس

نے غلط راستہ اختیار کیا۔“

فخریہ بنت علی کی وفات سنہ ۳۱۳ھ (مطابق ۹۲۵ء) میں ہوئی۔

- ۱۔ ابو عثمان الحیری النیشاپوریؒ (۲۹۸ھ-۹۱۰ء) جلیل القدر صوفی تھے۔ یحییٰ بن معاذؒ اور شاہ بن شجاع کرمائی کی صحبت میں رہے نیشاپور میں تصوف کو انہوں نے متعارف کرایا۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کی انا کو جب تک ٹھیس نہ پہنچے وہ اچھے اخلاق کے حامل رہتے ہیں لیکن جیسے ہی ان کی انا مجروح ہوتی ہے ان کا اصلی چہرہ سامنے آ جاتا ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۱۷۰-۱۷۹)
- ۲۔ ابو علی الشافعیؒ (۳۲۸ھ-۹۴۹ء) بڑے پائے کے صوفی تھے ان کا اصل نام محمد بن عبد الوہاب تھا۔ مختلف علوم کے ماہر تھے، السلمی نے لکھا۔ ہے کہ بیشتر شرعی علوم میں ان کو مہارت حاصل تھی، وہ فرماتے تھے کہ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور ایک اس کا درجہ کمال ہوتا ہے جو آدمی چیزوں کو ان کی حد پر رکھتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے اور جو حدود میں کمی کرتا ہے تو وہ اس کا حق ضائع کرتا ہے لیکن جو حد سے تجاوز کرتا ہے تو وہ اپنے لئے گڑھا کھودتا ہے۔ (یعنی اعتدال سب سے محفوظ راستہ ہے) (طبقات الصوفیہ، ص ۳۶۱-۳۶۵)



فَاطِمَةُ بِنْتُ أَحْمَدَ الْحَجَافِيَّةِؒ

فاطمہ بنت احمد الحجافیہؒ اپنے عہد کی نامور صوفی خاتون تھیں وہ اپنے دور کے عارف باللہ حضرت زکریا السنخنیؒ کی صحبت میں رہیں اور حضرت ابو عثمانؒ سے بھی ملاقات کی۔ میں نے اپنے نانا رحمہ اللہ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے فاطمہ الحجافیہؒ سے سنا ”جب بھی کسی نے دوسرے کو احمق کہا تو میں نے سمجھا کہ مجھ سے کہا ہے۔ کیونکہ اس شخص سے بڑا احمق اور کون ہوگا جو اپنے دشمن سے ولایت یعنی دوستی کا رشتہ استوار کرے اور اپنے دوست سے عداوت رکھے، نفس اور شیطان دو دشمن ہیں اور ہم ان سے دوستی کرتے اور ان کی اطاعت کرتے ہیں اور قرآن و سنت ہماری نجات اور ہماری رستگاری کے ذرائع ہیں اور ان سے ہم اعراض کرتے ہیں۔“

ایک دن ابو العباس الدینوریؒ انس کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے ان کی باتیں سن کر فاطمہ نے ان سے کہا: ”تم نے کس خوبی سے اس چیز کو بیان کیا جس سے تم خود دور ہو۔“

۱۔ السنخنی غالباً تصحیف ہے الرسالة القشیر یہ میں ایک نام زکریا السنخشی کا ہے اور خود سلمیٰ نے اپنی دوسری کتاب طبقات الصوفیہ میں ایک نام زکریا السنخنی لکھا ہے، لیکن یہ نسبت بھی متعین نہیں ہو سکی۔

امام قشیریؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ابو عثمان حیرؒ کے مرید تھے۔ اسی لئے ہو سکتا ہے کہ صحیح تلفظ لسنی ہی ہو۔

۲۔ احمد بن محمد ابو العباس الدینوریؒ (۳۴۰ھ/۹۵۱ء کے بعد) خراسان کے بڑے مشائخ میں تھے۔ ابو محمد جریریؒ اور رویؒ کی خدمت میں رہے سلمیٰ نے ان کے علم و فضل اور خلوص و للہیت کی بڑی تعریف کی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ انسان کو اختیار کے مقام تک صرف صداقت پہنچا سکتی ہے اور ہر وہ وقت یا حال جو صداقت سے خالی ہو وہ باطل ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ۴۷۵-۴۷۸)



ذِکَّارَةُ

ذکارہ اپنے عہد کی بڑی عبادت گزار خواتین میں سے تھیں۔

ابو حفص عمر بن مسرور الزاہدؒ نے بغداد میں ہم کو بتایا اور ان کو احمد بن الحسن بن محمد بن سہل الواعظؒ نے اور ان کو محمد یعنی ابن جعفرؒ نے اور ان کو ابراہیم بن الجنید نے اور ان کو محمد بن الحسینؒ نے اور ان کو عباس الاسکاف نے بتایا کہ ہمارے ساتھ ایک دیوانی عورت رہتی تھی، جس کو ذکارہ کہا جاتا تھا۔ اس نے عید کے دن مجھے دیکھا اس وقت میرے ہاتھ میں تھوڑا سا فالودہ تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا: فالودہ۔ اس نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہاں دیکھے جہاں وہ اپنے بندوں کو دیکھنا ناپسند کرتا ہو۔ (انھوں نے مزید کہا) کیا میں تم کو ایسا فالودہ نہ بتاؤں کہ تم جاؤ اور اگر ہو سکے تو اس کو تیار کرو۔ میں نے کہا ضرور بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: ”یہ چیزیں لو: نعمت کی شکر، صفائی باطن کا نشاستہ، حیا کا پانی، مراقبہ کا گھی، جزا کی زعفران پھران کو خوف ورجا کی چھلنی میں چھانو، اس کے بعد ان کے نیچے غم کا دیگدان رکھو اور رنج و غم کی پتیلی میں چڑھاؤ، اعتبار کی ڈوئی سے انھیں چلاؤ، اس کے نیچے لمبی سانسوں کی آگ جلاؤ، پھر اس کو احتیاط سے پھیلاؤ یہاں تک کہ تہجد کی ہوائیں اس کو خشک کر دیں، جب تم اس میں سے ایک لقمہ کھاؤ گے تو عقلمند ہو جاؤ گے، وہموں سے بچ جاؤ گے، لوگوں کے نزدیک محبوب ہو جاؤ گے، شیاطین کے وساوس سے تم محفوظ ہو جاؤ گے اور جنت کی حوریں تم کو جام پلائیں گی۔“ پھر یہ شعر پڑھا:

همم المحب تجول فی الملكوت
والقلب يشكو والفواد صموت
محبت کرنے والے کے اندیشے عالم ملکوت میں گردش کرتے رہتے ہیں، درآں
حالے کہ قلب شکایت کرتا ہے اور روح خاموش رہتی ہے۔

۱۔ احمد بن الحسن بن محمد بن سہل، ابوالفتح المالکی (۳۳۰ھ/۹۴۱ء) واعظ قاری اور محدث تھے، بغداد
میں رہتے تھے امام طحاوی سے حدیث کی تعلیم حاصل کی، اور ابو نعیم اصفہانی ان کے شاگردوں
میں سے تھے۔ (تاریخ بغداد، ص ۳۶۵-۱۴۳)



عائشہ بنت ابی عثمانؓ

حضرت عائشہ بنت ابی عثمانؓ مشہور صوفی و عارف باللہ حضرت ابو عثمانؓ کی اولاد میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور متقی تھیں راہ سلوک کے حال اور وقت کے لحاظ سے سب سے بہتر تھیں اور مستجاب الدعوات بھی تھیں۔

میں نے ان کی بیٹی ام احمد بنت عائشہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے میری امی نے کہا: ”اے میری بیٹی! فنا ہونے والی چیز پر خوش مت ہو اور گزر جانے والی چیز کا غم مت کر اللہ سے خوش رہ اور غم اس بات کا کر کہ کہیں تو اللہ تعالیٰ کی عفو و درگزر سے محروم نہ رہ جائے۔“

میں نے ان کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے میری والدہ نے کہا ”ظاہر و باطن میں ادب کو لازم پکڑو اس لیے کہ جس نے ادب کو ظاہر میں ترک کیا اس کو ظاہر میں سزا ملی اور جس نے ادب کو باطن میں ترک کیا اس کو باطن میں سزا ملی“ (فما اساء احد الادب ظاهرا الا عوقب ظاهرا و ما اساء احد الادب باطنا الا عوقب باطنا)۔ انھوں نے مزید یہ بھی کہا کہ عائشہؓ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص اپنی تنہائی سے متوحش ہو یعنی گھبراتا ہو تو اس کا سبب یہ ہے کہ اسے اپنے رب سے کم انسیت ہے“ اور فرمایا: ”جو شخص بندوں کے ساتھ اہانت کا سلوک کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مالک کو صحیح طریقے سے نہیں

جانتا، اس لیے کہ جو شخص بنانے والے سے محبت کرتا ہے، اس کی نظر میں اس کی صنعت کی بھی عظمت ہوتی ہے۔“ حضرت عائشہ بنت ابی عثمانؓ کا انتقال ۳۴۶ ہجری (مطابق ۹۷۵ء) میں ہوا۔

۱۔ صفۃ الصوفیۃ، ص ۶۳۸، اعلام النساء، ص ۱۵۸/۳

۲۔ ام احمدؓ کا تذکرہ آگے نمبر ۶۵ پر آ رہا ہے۔

فَاطِمَةُ أُمِّ الْيَمَنِ

فاطمہ ام الیمنؓ حضرت ابوعلی الروض باریؒ کی اہلیہ اور بڑی جلیل القدر بزرگ تھیں۔
 راہ سلوک کے احوال سے واقف، خوش فہم اور خوش گفتار بھی تھیں۔
 میں نے اپنے بعض احباب سے سنا کہ فاطمہؓ اس طرح مناجات کرتی تھیں: ”اے
 میرے رب! مجھے کیوں شوق نہ ہوگا اس چیز کو حاصل کرنے کا جو تیرے پاس ہے۔ جب
 کہ مجھے تیری ہی طرف لوٹنا ہے اور میں تجھ سے کیوں کر محبت نہ کروں، جب کہ مجھے ہر
 خیر تجھ سے ہی ملی ہے اور میں تیری مشتاق کیوں نہ ہوں جب کہ تو نے مجھے اپنا شوق
 دلایا ہے۔“

بیان کیا جاتا ہے کہ فاطمہ ام الیمنؓ نے فرمایا: ”بندہ کسی چیز سے اتنا فائدہ نہیں اٹھاتا
 جتنا وہ حلال رزق طلب کرنے سے اٹھاتا ہے۔“

انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ ”زاہد دراصل اپنا حصہ چاہتا ہے۔ اس لیے کہ وہ دنیا کی
 طلب اور اس میں تھکاوٹ سے راحت پانا چاہتا ہے کچھ اور نہیں چاہتا۔“ (یعنی زاہد کا زہد
 عبادت کے لئے نہیں بلکہ طلب دنیا میں جو محنت و مشقت ہے اس سے راہ فرار اختیار
 کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ اصل زہد تو رزق حلال کی طلب ہے۔)

راوی فرماتے ہیں کہ ایک دن جب حاجی حج کرنے جا رہے تھے، وہ شہر سے باہر
 نکلیں۔ اونٹ ان کے برابر سے گزر رہے تھے اور وہ روتی جا رہی تھیں اور فرماتی جا رہی
 تھیں: ہائے میری کم زوری، اور ساتھ ہی یہ شعر پڑھتی جا رہی تھیں:

فقلت دعونی واتباعی رکابکم اکن طوع ایدیکم کما یفعل العبد
وما بال رغمی لا یهون علیهم و قد علموا ان لیس لی منهم بُدّ
میں نے کہا: لوگو! مجھے چھوڑ دو اور اپنی سواریوں کے پیچھے چلنے دو، میں اسی طرح
تمھاری فرماں بردار رہوں گی جس طرح کہ کوئی غلام ہوتا ہے۔ کیا بات ہے کہ یہ
سن کر بھی وہ نرم نہیں ہوتے، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ مجھے ان کے بغیر چارہ نہیں۔
فاطمہ یہ بھی فرماتی تھیں:

یہ حسرت ہے اس شخص کی جو اللہ کے گھر تک نہ پہنچ سکا پھر اس شخص کی حسرت کا کیا
حال ہوگا جو اللہ تک پہنچنے سے محروم رہ گیا۔

۱۔ ابوعلی الروذباریؒ (۳۲۲ھ/۹۳۴ء) بڑے مشائخ صوفیہ میں تھے۔ حدیث اور فقہ کے بھی امام
تھے۔ بغداد کے رہنے والے تھے لیکن مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی ان سے کسی نے دریافت کیا
کہ ایک آدمی مزامیر اور لہو و لعب میں مبتلا ہے اور اس کو حلال سمجھتا ہے اور یہ کہتا کہ میں سلوک کی
ایسی منزل پر پہنچ گیا ہوں جہاں مزامیر کے سننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس آدمی کے بارے
میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بخدا وہ پہنچ تو گیا لیکن جہنم میں پہنچا ہے۔
(طبقات الصوفیہ، ص ۳۵۳-۳۶۰)

عَمْرَةُ الْفَرَعَانِيَّةُ

عمرہ الفرغانیہ اخلاق، راہ سلوک کے احوال اور اوقات میں اپنے عہد کی منفرد شخصیت تھیں۔ میں نے مرو میں ابو منصور محمد بن احمد بن عبدان سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے احمد بن السریٰ کی بیوی عائشہ سے سنا کہ ایک مرتبہ عمرہ الفرغانیہ نے فرمایا: ”خاموشی کی میراث حکمت اور تفکر ہے اور جس کو علم کے ساتھ خلوت سے انسیت ہوگئی، اس کو ایسی انسیت حاصل ہوگی جس میں وحشت نہ ہوگی۔“ عمرہ یہ بھی فرماتی تھیں کہ: ”جو جوانوں کی اور آزاد لوگوں کی خدمت کرے گا، اس کو مخلوق کے نزدیک زیادہ عزت ملے گی، اور ان کی نظروں میں اس کی ہیبت بڑھے گی اور اس سے اس کی سلامت روی کا پتہ چلے گا اور یہ چیز اس کو اولیا کے درجے تک پہنچا دے گی۔“

عمرہ سے پوچھا گیا: کیا عارف اور زاہد برابر ہوتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: اگر مردہ اور زندہ برابر ہیں تو عارف اور زاہد بھی برابر ہیں۔

ان سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسے پہچانا کہ جو کچھ وہ سن رہے ہیں، وہ کلام الہی ہے۔ انھوں نے جواب دیا اس لیے کہ اس کلام نے ان کے اوصاف مٹا دیے اور اس کے بعد مخلوق کا کلام سننا ان کے لیے ناپسندیدہ ہو گیا۔

۱۔ احمد السری سے مراد غالباً احمد بن محمد السری ہیں جن کی وفات ۳۵۷ھ/۹۶۷ء میں ہوئی۔ عائشہ ان کی اہلیہ تھیں امام ذہبی نے ان پر تنقید کی ہے۔ (میزال الاعتدال ۱/۱۳۹)

۵۱،۵۰

زُبْدَةُ وَ مُضَغَةُ، بِشْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْحَافِيؒ کی بہنیں

زبدہؒ و مضغہؒ دونوں زہد اور تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں۔ احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: ”جو شخص یہ جاننا چاہے کہ وہ اصحاب ورع سے کتنا دور ہے تو وہ بشر الحافیؒ کی بہنوں کے پاس جائے۔ ان کی گفتگو سنے اور ان کا طریقہ دیکھے۔“

بشرؒ کی بہن زبدہؒ نے فرمایا: ”بندے پر سب سے زیادہ بھاری چیز گناہ ہے۔ اور سب سے ہلکی چیز توبہ ہے پھر اس شخص کو کیا ہو گیا ہے جو وہ بھاری چیز کو ہلکی چیز سے دفع نہیں کرتا۔“

بشرؒ کی بہن مضغہؒ کے پاس ایک ملازمہ آئی اس سے انھوں نے فرمایا: ”تیرے اندر سب سے تعجب خیز بات یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت نہیں تلاش کرتی اور نہ اس کے پاس جانے کا راستہ تلاش کرتی ہے۔“

۱۔ صفۃ الصفوة، ص ۴۲۳۔ زبدہؒ اور مضغہؒ کے علاوہ بشرؒ کی ایک اور بہن محہ بھی تھیں۔ وہ بھی بڑی عبادت گزار اور صاحب زہد و تقویٰ تھیں۔ ابن الجوزی نے ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

۲۔ امام احمد بن محمد بن حنبل (۲۴۱ھ/۵۵۸ء) حدیث اور فقہ کے امام تھے۔ اپنے عہد کی جلیل القدر شخصیت کے مالک، استقامت اور حوصلہ کی زندہ جاوید مثال، اور علم حکمت کے بے مثال خزانے

تھے۔ مسئلہ خلق قرآن میں عباسی حکومت کا مقابلہ کیا، فقہ میں ایک مستقل مسلک کے بانی اور حدیث کی بے مثال کتاب مسند امام احمد کے مصنف تھے۔ چوتھی صدی ہجری کے مجدد مانے جاتے تھے۔ صوفیہ سے بھی بڑا تعلق تھا۔ متعدد علما نے ان کی سوانح حیات لکھی ہیں۔

۳ بشر بن حارث الحائٹی (۲۶۶ھ/۸۴۰ء) کبار مشائخ صوفیہ میں تھے۔ مرو کے رہنے والے تھے لیکن بغداد میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی فضیل بن عیاضؒ کی صحبت میں رہے۔ بڑے صاحب علم اور صاحب ورع تھے۔ عوام کے ساتھ ساتھ ملوک و امراء بھی ان کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ صبر جمیل کا مطلب یہ ہے کہ آدمی انسانوں سے شکایت نہ کرے، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ عبادت کی لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے، جب اپنے اور شہوات کے درمیان لوہے کی دیوار بنالے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۳۹-۴۷)

۵۳، ۵۲

عَبْدَةُ اور آمِنَةُؒ

عبدہؒ اور آمنہؒ دونوں نہایت دین دار اور عقل کے اعتبار سے بلند مقام پر فائز تھیں۔ یہ دونوں ابوسلیمان درانیؒ کی بہنیں تھیں۔ دین و دانش کے اعتبار سے بلند مقام پر فائز تھیں۔ عبدہؒ نے فرمایا: ”زہد سے دل کو راحت ملتی ہے اور نفس میں سخاوت پیدا ہوتی ہے۔“ انہوں نے مزید فرمایا کہ: ”عقل مند وہ ہے جو اپنے بھائیوں کے مفادات کی حفاظت کرے نہ کہ وہ جو ان کی خواہشوں کی پیروی کرے۔“

احمد بن ابی الحواریؒ، ابوسلیمانؒ (درانی) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن آمنہؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”فقر اتمام کے تمام مردہ ہیں سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ نے قناعت کی عزت اور فقر پر رضا مندی کی دولت کے ذریعہ سے زندہ کیا ہے۔“

۱۔ صفۃ الصوفیۃ، ص ۷۳۴

۲۔ ابوسلیمان درانی کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔



عائشۃ المروزیۃؓ

عائشۃ المروزیۃؓ احمد بن السریؒ کی اہلیہ تھیں۔ ایک مرتبہ ابو عثمانؒ کے پاس گئیں اور ابو عثمانؒ نے ان کو اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ میں نے عائشہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ”جو شخص تکبیر اولیٰ اور جماعت کی کوشش نہیں کرتا وہ نماز کی بھی کوشش نہیں کرتا۔“

میں نے ابو محمدؒ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے عائشہؓ سے سنا: ”عارف کی عقل اس کے دل کا آئینہ ہوتی ہے اور اس کا دل اس کے نفس کا آئینہ ہوتا ہے اور اس کی روح اس کی عقل کا آئینہ ہوتی ہے اور اس کا سر (باطن) اس کی روح کا آئینہ ہوتا ہے اور توفیق آئینہ کا نور ہوتی ہے اور آئینہ کے اندر بصیرت کی گہرائی سے صحیح اور غلط واضح ہوتے ہیں۔“

میں نے ابو منصور محمد بن احمد بن عبدان المروزیؒ سے سنا کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ: ”میں نے کوئی ایسا کھانا نہیں کھایا، جس پر میں زیادہ خوش ہوتی سوائے اس کھانے کے جو میں نے کسی فقیر کے ساتھ کھایا یا فقیر کی متابعت میں کھایا یا اس کی نگرانی میں کھایا۔“

میں نے ان کو (یعنی ابو منصور محمد بن احمد) کو یہ کہتے سنا کہ عائشہؓ فرماتی ہیں: ”جب کوئی نوجوان (راہ سلوک کا سالک) کسی جگہ سے میرے پاس آنے کا ارادہ کرتا

ہے تو میرے دل میں اس کے ارادہ کی وجہ سے ایک نور پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچ جاتا ہے۔ پھر اگر مجھے اس کی اچھی طرح خدمت کا موقع مل جاتا ہے تو وہ نور مکمل ہو جاتا ہے اور اگر میں صحیح طریقے سے اس کی خدمت نہیں کر پاتی تو وہ نور بجھ جاتا ہے۔“

۱۔ احمد السریٰ کے لئے اسی کتاب کا حاشیہ بضمّن نمبر ۴۹ دیکھیے۔

۲۔ اصل کتاب میں اسی طرح ہے۔ غالباً راوی کا نام چھوٹ گیا ہے اگلی روایت میں راوی کا تذکرہ اس امکان کو مزید تقویت دیتا ہے۔



فَاطِمَةُ بِنْتُ أَحْمَدَ بْنِ هَانِي

فاطمہ بنت احمد بن ہانی نیشاپوری اپنے عہد کے عارف باللہ حضرت ابو عثمانؒ کی صحبت میں رہیں۔ اور انہوں نے اپنے پیر پر اور ان کے احباب پر بڑی دولت خرچ کی۔ ابو عثمانؒ کہا کرتے تھے: ”فقیروں سے فاطمہؒ کی محبت اصحابِ فتوۃ کی محبت ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں اس کا کوئی بدلہ نہیں چاہتیں۔“

فاطمہؒ نے ابو عثمانؒ سے دریافت کیا: ”خدا کی معرفت کا راستہ کیا ہے؟“ انھوں نے جواب دیا: ”اپنے آپ کو اور مخلوق کو بھلا دو، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کا انکار کر دو تم اللہ تعالیٰ کی معرفت کی حقیقت حاصل کر لو گی۔“

فاطمہؒ نے فرمایا: ”دنیا احمقوں کے لیے ایک جال ہے، اس میں وہی پھنستا ہے جس کے پاس نہ عقل ہے اور نہ توفیق۔“



اُمّ عبد اللہ

ام عبد اللہ، ابو عبد اللہ السجریؒ کی اہلیہ تھیں میں نے اپنے نانا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ام عبد اللہ سے سنا کہ: ”جو شخص فقیروں کو حقیر جانے گا وہ اللہ تعالیٰ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پائے گا۔“

میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا کہ: ”دنیا میں اچھے لوگوں کی صحبت دنیا کی بڑی نعمت ہے۔“

انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے ام عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا: ”حقیقی زندگی اس سے ملنے میں ہے جس سے مل کر تمہارا سینہ کھل جائے اور وہ تم کو اللہ کی طرف متوجہ کرے اور دنیا اور اہل دنیا سے اعراض پر مائل کرے۔“

۱۔ ابو عبد اللہ السجریؒ (۲۷۱ھ/۸۸۴ء) خراسان کے کبار مشائخ میں سے تھے ابو حفص نیشاپوریؒ اور عمرو بن سلمہؒ کی صحبت میں رہے۔ وہ فرماتے تھے کہ سب سے برا بندہ وہ ہے جو اپنے دل اور اعضاء سے اللہ کی نافرمانی کرے اور پھر صرف زبان سے توبہ کرے [یعنی عمل سے انکار کرتا رہے اور زبان سے توبہ کرتا رہے۔]، (طبقات الصوفیہ، ص ۲۵۲-۲۵۳)

حَبِيبَةُ الْعَدْوِيَّةِ

حبیبہ العدویہؒ عظیم عارفات میں سے تھیں۔ ان کا تعلق بصرہ سے تھا۔ محمد بن احمد بن سعید الرازیؒ نے عباس بن حمزہؒ سے اور انھوں نے احمد بن ابی الحواریؒ سے روایت کیا ہے کہ ان کو ابو محمد المکیؒ نے بتایا کہ حبیبہؒ رات کی نماز پڑھنے کے لئے اپنے مکان کی چھت پر چلی جاتی تھیں اور وہاں کمر کس لیتی تھیں، اپنے کپڑے سمیٹ لیتی تھیں اور بارگاہ الہی میں یوں دست بدعا ہو جاتی تھیں: ”اے اللہ! ستارے ڈوب گئے ہیں اور لوگ سو رہے ہیں، بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے ہیں اور ہر عاشق اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں ہے اور میں تیرے سامنے کھڑی ہوں۔“ اسی حالت میں سحر ہو جاتی تو پھر کہتیں: ”اے اللہ! رات ڈھل گئی اور دن آ گیا۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تو نے میری عبادت قبول کر لی ہے یا اسے رد کر دیا ہے، اگر یہ قابل قبول ٹھہری ہے تو میں اس لائق ہوں کہ لوگ مجھے مبارکباد دیں اور اگر وہ قابل رد ہے تو میں اس لائق ہوں کہ لوگ میری حالت پر افسوس کا اظہار کریں۔ تیری ذات کی قسم، میں جب تک زندہ رہوں گی اس وقت تک تیری بارگاہ میں اسی طرح ہاتھ پیارے رہوں گی۔ تو مجھے اپنے دروازے سے لاکھ دھتکارے، لیکن میں یہاں سے ٹلنے والی نہیں ہوں، اس لیے کہ میں جانتی ہوں کہ تیرا جود و کرم بہت وسیع ہے۔“

۱۔ صفۃ الصوفیۃ، ص ۵۹۷، اعلام النساء، ص ۲۳۲/۱

۲۔ بعض تذکرہ نگاروں نے ان الفاظ کو حضرت رابعہ بصریہؒ کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ لیکن اسلامیؒ کی روایت زیادہ قدیم ہونے کی بنا پر زیادہ معتبر ہے۔



فَاطِمَةُ الدِّمَشْقِيَّةِ

فاطمہ الدمشقیہؒ اپنے وقت کی منفرد ہستی تھیں وہ صوفی مشائخ پر تنقید بھی کیا کرتی تھیں۔
میں نے علی بن احمد الطرسوسیؒ کو کہتے سنا، جب ابوالحسین المالکیؒ دمشق آئے تو جامع
دمشق میں خطاب کیا اور اچھا خطاب کیا۔ فاطمہؒ ان کی مجلس میں تشریف لائیں اور کہا
”اے ابوالحسن! آپ نے خطاب کیا اور بہت اچھا خطاب کیا اور آپ کو اچھا بولنا آتا
ہے۔ لیکن یہ بتائیے، کیا آپ کو خاموش رہنا بھی آتا ہے؟“ یہ سن کر ابوالحسنؒ خاموش ہو
گئے، اس کے بعد کچھ نہیں بولے۔

- ۱۔ ابوالحسین المالکیؒ (۳۶۳ھ/۹۷۴ء) کا پورا نام احمد بن حسین تھا شیخ جنید بغدادی کے شاگرد تھے
کبار مشائخ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ (طبقات الصوفیہ (فارسی)، ص ۳۶۱)
- ۲۔ اصل نسخے میں ایک جگہ ابوالحسین ہے اور دوسری جگہ ابوالحسن ہے، یہ کتاب کی غلطی بھی ہو سکتی ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی دونوں کنیتیں ہوں۔

فُطِیْمَةُؒ

فطیمہؒ حمدون القصار کی بیویؒ، بلند احوال اور بڑی صاحب مراتب صوفی خاتون تھیں۔ روایت ہے کہ فطیمہؒ نے کہا: ”معاشرت میں صوفی کا اخلاق یہ ہے کہ جو اس کے پاس آئے اس کا استقبال کرے اور جو اس کے پاس نہ آئے اس کو تلاش نہ کرے اور جو اس کے ساتھ رہے اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے اور جو اس کی صحبت کو ناپسند کرے اس کو اپنی صحبت کے لیے مجبور نہ کرے۔“

فطیمہؒ سے پوچھا گیا کہ عقل مند آدمی کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: ”جس کے پاس بیٹھ کر تمھارا دل زندہ ہو جائے، وہی عقل مند آدمی ہے۔“

فطیمہؒ نے فرمایا: ”جو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو بندگی کے سوا اس کی کوئی شناخت نہ ہوگی اور وہ اپنے مالک کے علاوہ کسی پر فخر نہیں کرے گا۔“

فطیمہؒ نے فرمایا: ”دل کی آبادی دنیا سے اعراض میں ہے اور دل کی ویرانی مخلوق سے مدد چاہنے میں ہے۔“

فطیمہؒ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ادراک کر لے گا، اس کو اللہ کی شکرگزاری کے علاوہ اور کوئی کام نہ ہوگا۔“

۱۔ ابو صالح حمدون بن احمد القصارؒ (۲۷۱ھ/۸۸۳ء) نیشاپور کے اجلہ مشائخ میں سے تھے۔ بڑے پائے کے فقیہ تھے، امام سفیان ثوریؒ کے مسلک پر عمل پیرا تھے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۱۲۳-۱۲۹)



أَمَّةُ اللَّهِ الْجَبَلِيَّةُ

کوہستان دامغان میں ایک گاؤں ہے، اس کا نام نو قابذ ہے، امت اللہ الجبلیہ وہیں کی رہنے والی اور حضرت ابو یزید بسطامیؒ کے مرید عبد اللہ الجبلیؒ کی بیوی تھیں۔ ان کی طرف متعدد کرامات و خرق عادت واقعات منسوب ہیں۔ وہ غیر معمولی فہم و فراست کی مالک تھیں۔ ان کا گاؤں بسطام سے ایک فرسخ کے فاصلے پر تھا۔

وہ اپنے شوہر کو ابو یزیدؒ کے بارے میں (غائبانہ طور پر) خبر دیتی رہتی تھی کہ ابو یزیدؒ اب یہ کر رہے ہیں اور اب یہ کر رہے ہیں۔

فرمایا (سلمیٰ نے) کہ ایک مرتبہ وہ یعنی ان کے شوہر ابو یزیدؒ کے پاس گئے اور ان کو یہ باتیں بتائیں۔ اس وقت ابو یزیدؒ اپنی کرسی پر بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ ابو یزیدؒ نے ایک سفیدی اٹھائی، اس کو تر کر کے اپنی کرسی پر رکھا اور ان کے شوہر سے کہا کہ اپنی بیوی سے پوچھو اگر وہ سچی ہے تو بتائے کہ کرسی پر کیا ہے؟ جب عبد اللہؒ وہاں سے چلے گئے تو ابو یزیدؒ نے وہ سفیدی کرسی سے ہٹا دی۔ عبد اللہؒ اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا: وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ عبد اللہؒ کہتے ہیں کہ اب میں جان گیا کہ وہ جھوٹ بولتی ہے۔

ابو یزیدؒ کا مقصد یہ تھا کہ اس عورت کے احوال کو اس کے شوہر سے پوشیدہ رکھے۔ علی بن محمدؒ سے میں نے سنا اور انھوں نے محمد بن علیؒ سے اور انھوں نے ابو عمرانؒ

سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابو یزیدؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عبد اللہؒ کے لیے جو بھی میری تمنائیں تھیں وہ اس کی اہلیہ میں ظاہر ہوئیں۔

امۃ اللہ نے ایک مرتبہ اپنے شوہر عبد اللہؒ سے دریافت کیا کہ: ”اگر کل تمہارا رب تم سے پوچھے کہ میرے پاس کیا لے کر آئے ہو تو کیا جواب دو گے؟“ تو انھوں نے جواب دیا: ”میں کہوں گا میں رزق کے بارے میں آپ کے اوپر توکل کرتا تھا۔“ تو اس خاتون نے کہا کہ: ”(لیکن) مجھے روٹی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کو جواب دینے میں شرم آتی ہے۔“



قُسیمہؒ

قُسیمہؒ، ابو یعقوب التَّیسیؒ کی اہلیہ اپنے زمانے کی عظیم خواتین میں سے تھیں۔ ابو عبد اللہ الروذ باریؒ اور ان سے اوپر کے مشائخ کی صحبت ان کو حاصل رہی۔ میں نے علی بن احمد الطرسوسیؒ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ ایک دن ابو عبد اللہ الروذ باریؒ قُسیمہؒ کے گھر آئے، لیکن دروازہ مقفل تھا۔ انھوں نے لوگوں سے کہا: تالا توڑ دو۔ لوگوں نے تالا توڑ دیا۔ پھر ابو عبد اللہؒ گھر میں داخل ہوئے، اور لوگوں سے کہا: اس میں جو کچھ ہے سب لے لو۔ لوگوں نے جو کچھ اس میں تھا، سب لے لیا حتیٰ کہ ہنڈیا اور برتن بھی۔ انھوں نے ان تمام چیزوں کو بیچ کر غلہ لے لیا اور سماع کے لیے بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب ابو یعقوب واپس آئے اور گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ گھر میں کوئی چیز نہیں ہے، تو تھوڑے سے پریشان ہوئے، پھر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد قُسیمہؒ آئیں۔ شوہر نے ان کا استقبال کیا اور کہا کہ شیخ ابو عبد اللہؒ نے گھر کا سب سامان لے لیا اور گھر کو خالی کر دیا۔

وہ آئیں اور حلقہ کے درمیان میں بیٹھ گئیں۔ انھوں نے بصری جوزی کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اسے بھی ان کے درمیان پھینک دیا اور گھر میں داخل ہوئیں۔ ابو یعقوبؒ نے اپنی بیوی سے کہا: ”جو کچھ آپ کے پاس تھا ہمارے پاس اس کے علاوہ کچھ بھی

باقی نہیں بچا تھا، اسے بھی آپ نے انھیں دے دیا۔“ قسمیہ نے کہا: ”اے آنکھوں کے اندھے، شیخ ابو عبد اللہ الروذباری جیسی ہستی ہمارے یہاں تشریف لائی ہے۔ کیا اس کے بعد بھی ہم اپنے لیے کچھ بچا کر رکھیں؟“

۱۔ احمد بن عطاء ابو عبد اللہ الروذباری (۳۶۹ھ/۹۷۹ء) مختلف علوم و فنون میں ماہر اور کبار مشائخ صوفیہ میں شمار ہوتے تھے۔ مشہور صوفی ابو علی الروذباری کے بھانجے تھے۔ فقہ اور فن قرآت کے بڑے ماہر تھے اور علم حقیقت اور علم شریعت کے امام تھے۔ اپنے زمانے میں شام کے شیخ کہلاتے تھے۔ عکہ شہر کے مشرق کی طرف مقام صور میں ان کا انتقال ہوا۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۴۹۷-۵۰۰)



مَرْهَاءُ النَّصِيبَةِ

مرہا ایک عظیم صوفی خاتون تھیں۔ وہ ابو علی بن الکاتبؒ ابو عبد اللہ بن جمارؒ، ابو بکر الدقیؒ ابو الحسن البصریؒ ابو عبد اللہ الروذباریؒ اور عیاش بن الشاعرؒ کی صحبت میں رہیں۔ وہ صلیبیہؒ کی ہم عصر تھیں۔ وہ فرماتی تھیں کہ: ”اگر فقر کی حقیقت حاصل ہو جائے تو وہ فقیر کے لیے سرمایہ عزت ہے۔“

- ۱۔ ابو علی الحسن بن احمد الکاتبؒ (۳۳۵ھ/۹۵۶ء) ابو علی الروذباری کے شاگرد تھے اور اپنے وقت میں مصر کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۳۸۶-۳۸۸)
- ۲۔ ابو بکر محمد بن داؤد الدینوری الدقیؒ (۳۵۹ھ/۹۷۰ء) اپنے وقت میں بغداد اور دمشق کے اجلہ مشائخ میں تھے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۴۳۸-۴۵۰)
- ۳۔ وہ صلیبیہؒ کا تذکرہ آگے نمبر ۶۹ پر آ رہا ہے۔



فَاطِمَةُ بِنْتُ أَحْمَدَ

ابو عبد اللہ الروذ باریؒ کی اہلیہ اور ابو علی الروذ باریؒ کی بہن تھیں۔ وہ عظیم خواتین اور بڑی عارفات میں سے تھیں۔ وہ فرماتی تھیں: میرا بیٹا ابو عبد اللہ صوفی نہیں ہے بلکہ وہ نیک آدمی ہے۔ میرے بھائی ابو عبد اللہ [ابو علیؒ] صوفی ہیں۔
ان کی جانب بعض خارق عادت واقعات اور کرامات منسوب ہیں۔

۱۔ مخطوطہ کی عبارت اسی طرح ہے بظاہر کسی ایک کنیت میں کتابت کی غلطی ہے۔



مِیْمُونَةُ

میمونۃؒ ابراہیم الخواصؒ کی ماں شریک بہن تھیں اور حامد الاسودؒ کی اہلیہ۔
میں نے ابو بکر رازیؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے جعفر الخلدیؒ سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے ابراہیم الخواصؒ سے سنا کہ مجھ سے میری بہن نے، جو حامد الاسودؒ کی اہلیہ تھیں، کہا: ”جب سے میں نے اپنے شوہر حامدؒ کو دیکھا کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور تحیۃ المسجد نہیں پڑھتے، تب سے میرے دل میں ان کی وقعت نہیں رہی۔“

میں نے محمد بن عبداللہؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابو الخیر الاقطعؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ابراہیم الخواصؒ اپنی بہن میمونۃؒ کے یہاں گئے، اور ان سے کہا: آج میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے (گھٹ رہا ہے)۔ انھوں نے فرمایا: جس کا دل تنگ ہو اس پر دنیا باوجود وسعت کے تنگ ہو جاتی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ

(التوبة ۱۱۸)

(حتیٰ کہ جب زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہو گئیں۔)

ان کے لیے زمین میں بڑی وسعت تھی لیکن جب ان کے دل تنگ ہو گئے تو دنیا بھی اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔

۱۔ صفۃ الصوفیہ، ص ۴۲۵، اعلام النساء، ص ۵/۱۳۷-۱۳۸

۲۔ ابواسحاق ابراہیم بن احمد الخواص (۲۹۱ھ/۹۰۴ء) اپنے وقت کے جلیل القدر صوفی تھے، حضرت جنید بغدادیؒ کے احباب و اقران میں سے تھے، ان کا ایک قول بہت مشہور ہے کہ جو صبر نہیں کر سکتا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۲۸۲-۲۸۷)

۳۔ ابوالخیر الاقطع، حماد التیائی (۳۴۰ھ/۹۵۲ء) اپنے وقت کے مشہور صوفی تھے حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید تھے اور تصوف کی روایت صحو پر عمل پیرا تھے۔ ان کا ایک قول ہے کہ قلب ایک طرف کی مانند ہے جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ مسلمانوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرے گا اور ان کی مدد کرے گا اور جس کے دل میں نفاق ہوگا وہ حسد، کینہ، بغض و عداوت کا رویہ اختیار کرے گا۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۳۷۰-۳۷۲)



اُمّ احمد بنت عائشہ بنت ابو عثمانؓ

ام احمدؓ ایک عارفہ و زاہدہ صوفی خاتون تھیں۔ وہ پچاس سال تک اپنے گھر میں خلوت نشیں رہیں اور وہاں سے باہر نہ نکلیں۔ اخلاق، احوال اور ارادوں میں اپنے عہد کی منفرد ہستی تھیں۔

میں نے سنا ہے کہ وہ فرماتی تھیں: ”علم مخلوق کی زندگی ہے اور عمل اس کی سواری ہے اور عقل اس کی زینت ہے، معرفت اس کا نور اور اس کی بصیرت ہے۔“
انھوں نے فرمایا: ”تمام افعال عیب دار ہیں اور اپنے نفس کے عیوب کو سوائے ان کے کوئی نہیں جان سکتا، جو عیوب سے پاک ہوں“ اور فرمایا: ”جو اپنے نفس کے عیب پر راضی ہو گیا، اور اس کی دوا سے اس کا علاج نہیں کیا تو اللہ اس کو بے بنیاد دعووں میں مشغول کر دے گا۔“

۱۔ ام احمدؓ کی والدہ عائشہؓ کا تذکرہ اسی کتاب میں نمبر ۴ پر گزر چکا ہے۔



عَوْنَةُ النَّيْشَاطُورِيَّةِ

حضرت عونہ بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں۔ کثرت سے مجاہدات کرتی تھیں۔ ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا تھا کہ وہ مستجاب الدعوات تھیں۔
ابو احمد الحسنویؒ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ عونہؒ فرماتی تھیں: ”میں اپنی نماز اور اپنے روزے سے اسی طرح توبہ کرتی ہوں جیسا کہ زانی زنا سے اور چور چوری سے کرتا ہے۔“ (یعنی ان کو یہ احساس رہتا تھا کہ نماز اور روزہ جیسی عظیم عبادت کے احترام کا جو تقاضا ہے وہ پورا نہیں ہوا اس لئے کہیں یہ عبادتیں سوء ادب کی وجہ سے وبال نہ بن جائیں۔)



أَمَّةُ الْعَزِيزِ

امۃ العزیز جوہورۃ کے نام سے معروف تھیں۔ صوفی اور عارف خواتین اور ارباب احوال میں سے تھیں اور اپنے وقت میں عورتوں کے اندر سب سے زیادہ صاحب فتوۃ تھیں۔

ابونصر بن ابی اسحاق بن ابی بشر بن مارویہؒ سے میں نے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک عورت امۃ العزیزؒ کے پاس آئی جس نے اونی جبہ اور اونی قمیص پہن رکھی تھی (یعنی صوفیہ کا لباس پہن رکھا تھا)۔ امۃ العزیزؒ نے اس سے کہا: ”جو اون پہنے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ باصفا ہو، سب سے اچھے اخلاق والا ہو اور اپنے اعمال میں ساری مخلوق سے زیادہ مکرم ہو اور مزاج میں سب سے زیادہ شیریں ہو۔ طبیعت میں سب سے زیادہ صاحب جود ہو اور سخاوت میں سب سے زیادہ کشادہ دست ہو۔ جس طرح وہ اپنے لباس کے ذریعے مخلوق سے ممتاز ہوا اسی طرح اسے اپنے اوصاف میں بھی ان سے ممتاز ہونا چاہیے۔“

قُرُیْشِیَّةُ النَّسَوِیَّةُ

حضرت قریشیہؒ اعظم صوفیہ میں سے تھیں اور بڑی صاحب احوال تھیں۔
 روایت ہے کہ حضرت قریشیہؒ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جنت ان لوگوں کے لیے
 بنائی ہے جو اس کی عبادت کریں اور اس سے ڈریں، نہ کہ ان لوگوں کے لیے جو اس کی
 نافرمانی کریں اور اس سے بے جا امیدیں وابستہ کریں۔“
 مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”خاموشی کی تکلیف آسان ہے، بہ نسبت اس کے کہ
 کوئی شخص جھوٹ بولے اور پھر عذر کرتا رہے۔“
 انھوں نے [ابوالقاسم] نصر آبادیؒ سے ایک دن فرمایا: ”تمہارے الفاظ کتنے اچھے
 ہیں اور تمہارے اخلاق کتنے برے ہیں۔“
 قریشیہ کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ ایک دن [ابوالقاسم] نصر آبادیؒ نے ان
 سے کہا: آپ خاموش رہیے۔ انھوں نے جواب دیا پہلے آپ خاموش ہو جائیے، تب میں
 بھی خاموش ہو جاؤں گی۔
 ابوالقاسم نصر آبادیؒ نے ایک دن ان سے کہا: یہاں مت آیا کرو۔ انھوں نے
 جواب دیا: آپ ہمیں نہ بلایا کریں ہم بھی نہیں آئیں گے۔
 قریشیہ نے فرمایا: مجھے گمانوں اور وساوس سے زیادہ کوئی چیز پریشان نہیں کرتی اور

اگر میں کسی چیز کی حقیقت کا احساس کر لیتی ہوں تو میری زبان گنگ ہو جاتی ہے اور میں ٹھنڈی پڑ جاتی ہوں اور میرے اوپر اس کی برکات ظاہر ہوتیں ہیں۔“

۱۔ حضرت قریشیہ کا تذکرہ آگے نمبر ۸۰ پر آ رہا ہے۔

۲۔ ابوالقاسم ابراہیم بن محمد النصر آبادی (۳۶۷ھ/۹۷۷ء) خراسان کے کبار مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حدیث کے امام اور اپنے وقت کے مشہور واعظ تھے، مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ شبلی، ابوعلی الروذباری اور ابو محمد المرتضیٰ کی خدمت میں رہے۔ ان کا ایک قول مشہور ہے کہ، تصوف کی اصل کتاب وسنت پہ کار بند رہنا، خواہشات اور بدعات سے اجتناب کرنا اور مخلوق کے عذروں کو قبول کرنا (یعنی لوگوں کو معاف کرنا) ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۴۸۴-۴۸۸)

اُمّ الفضل الوہطیۃؒ

ام الفضل الوہطیۃؒ زبانِ علم اور احوال میں اپنے عہد کی منفرد ہستی تھیں۔ اپنے عہد کے اکثر مشائخ کی صحبت میں رہیں اور آخر عمر میں شیخ ابو عبد اللہ بن خفیفؒ کی خدمت میں رہیں۔ نیشاپور بھی گئیں اور وہاں ابو عمرو (اسمعیل) بن نجید اور ابو القاسم نصر آبادی کی خدمت میں حاضری دی۔

شیخ امام ابو سہل محمد بن سلیمان رحمہ اللہ ان کی خدمت میں آتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔ بہت سے فقراء جیسے ابو القاسم الرازیؒ، محمد الفراءؒ اور عبد اللہ المعلمؒ اور ان کے طبقے کے لوگ بھی ان کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ میں نے وہطیۃؒ کو فرماتے سنا: ”اس سے ڈرو کہ تمہارا کام صرف آرام طلب کرنا بن جائے اور تم کو یہ گمان ہو کہ تم علم حاصل کرنے کی راہ میں ہو۔ طالب علم وہ ہے جو اس پر عمل بھی کرتا ہو اور علم پر عمل نماز، روزہ، صدقہ اور نماز کی کثرت سے نہیں ہے بلکہ علم پر عمل یہ ہے کہ صحیح نیت کے ساتھ خالصتاً لوجہ اللہ کام کرے، اور یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام کو دیکھ رہا ہے اگرچہ وہ خود اپنے رب کو دیکھ رہا ہے اور نہ اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔“

وہطیۃؒ کو ایک مرتبہ میں نے یہ فرماتے سنا: ”حقیقی صوفی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نہ تو مانگے اور نہ کسی سے کسی چیز کی امید باندھے اور نہ ہدایا و تحائف کو واپس کرے اگر وہ غیر مشکوک جگہ سے ہوں اور انھیں کسی اور وقت کے لیے بچا کر رکھے۔“

میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: ”صاحب حقیقت کو حقیقت حاصل ہو جانے کے بعد احوال کی طرف رجوع نہیں ہوتا بلکہ تمام احوال اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔“

میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”محبت کی حقیقت یہ ہے کہ محبت کرنے والا ہر وقت صرف محبوب ہی کی بات کرے اور صرف محبوب ہی کی بات سنے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، حبک الشنی یعمی و یصم“ (کسی چیز کی محبت تمہیں اندھا بہرا کر دیتی ہے۔)

میں نے ایک ثقہ شخص سے سنا ہے کہ انھوں نے وہطیہ سے دریافت کیا: تصوف کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ”اسباب کو اختیار نہ کرنے اور واسطوں کو ختم کر لینے کا نام تصوف ہے۔“

۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف الشیرازی (۳۷۱ھ/۹۸۲ء) کبار مشائخ میں شمار ہوتے تھے روایت، ابو محمد جریری اور ابن عطاء کی صحبت میں رہے، بڑے صاحب علم و حال بزرگ تھے، حدیث سے خصوصی شغف تھا، اتباع سنت کی تلقین کرتے تھے فرماتے تھے کہ صوفی کا قرب یہ ہے کہ سنت کے موافق امور پر ڈٹا رہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۴۶۲-۴۶۶)

۲۔ محمد بن سلیمان بن محمد الصعلوکی، ابو سہل (۳۶۹ھ/۹۸۰ء) عظیم صوفی تھے۔ فقہ شافعی کے امام تھے۔ امام حاکم نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ادیب، لغت کے عالم، مفسر، متکلم، نحوی، شاعر اور مفتی تھے اور اپنے عہد کی نامور شخصیت کے مالک تھے۔ ۳۳۷ھ/۹۴۸ء میں نیشاپور گئے اور وہاں فتویٰ نویسی اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ سماع کے قائل تھے۔ ذہبی نے ان کے بہت سے اشعار بھی نقل کئے ہیں راہ سلوک کی تربیت ابو بکر شبلی، ابو علی الثقفی اور ابو محمد المرتضیٰ سے حاصل کی۔ (تاریخ الاسلام ۲۶/۲۳-۲۲۶، طبقات الصوفیہ ص ۳۴۴)

۳۔ جعفر بن احمد، ابو القاسم الرازی (۳۷۸ھ/۹۸۸ء) نیشاپور کے مشہور صوفی تھے۔ ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنے عہد میں توکل اور زہد کے امام تھے۔ سلمیٰ نے لکھا ہے وہ

اپنے عہد کی منفرد شخصیت کے مالک تھے ہم نے ان کے برابر وقار اور شہرت والے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ ابوالعباس بن عطا اور ابو محمد البحریری اور ابو علی الروذباری وغیرہ کی صحبت میں رہے۔ انہوں نے فتوۃ کے بارے میں فرمایا کہ فتوۃ یہ ہے کہ جن لوگوں سے نفرت ہو ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو اور جب مال کی اپنے لئے ضرورت ہو اس وقت بھی مال (دوسروں پر) خرچ کرو۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۹-۵۱۲؛ تاریخ الاسلام، ص ۲۶/۶۲۲)

محمد بن احمد بن حمدان، ابو بکر الفراء (۳۷۰ھ/۹۸۰ء) نیشاپور کے کبار مشائخ میں تھے ابو بکر شبلی، ابو عثمان الحیری اور عبد اللہ بن منازل وغیرہ کی صحبت میں رہے۔ امام حاکم، ابو نعیم اصفہانی اور ابو عبد الرحمن السلمی نے ان سے روایات لی ہیں۔ وہ فرماتے تھے جو امر بالمعروف کرے تو ضروری ہے کہ اس کا آغاز اپنے آپ سے کرے اور اس راستے میں جو مشکلات آئیں ان پر صبر کرے اور جس چیز کا حکم دے یا جس چیز سے منع کرے اس کا خود عالم بھی ہو۔

(طبقات الصوفیہ، ص ۷-۵۰۸؛ تاریخ الاسلام، ص ۲۶/۵۹۸)



زیادۃ بنت الخطّاب الطّزریّةؓ

طزریہ کی نسبت طزرقومس کی طرف ہے جو دامغان سے پانچ فرسخ کی دوری پر پہاڑی علاقے میں ایک گاؤں ہے۔ زیادہ، اسماعیل بن ابراہیم القہستانی کی والدہ تھیں۔ ان کے والد خطابؓ ابو یزیدؓ (بسطامی) کی صحبت میں رہے اور ان کے بڑے اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔

زیادہ الطزریہؓ کی طرف بہت سی کرامات اور خارق عادات واقعات منسوب ہیں۔ وہ اپنے والد خطابؓ سے حکایات اور احادیث روایت کرتی تھیں اور خود ان کی روایات ان کے بیٹے اسماعیلؓ نے بیان کی ہیں۔

۱۔ الخطّابؓ کا تذکرہ ابو نعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء، ص ۱۰/۱۴۴ پر کیا ہے لیکن ان کے تفصیلی حالات نہیں ملتے۔ خود زیادہ بنت خطابؓ کی روایات بھی تذکروں میں بالعموم موجود نہیں ہیں سلمیٰ نے ان کا صرف حوالہ دیا ہے کہ زیادہؓ کی روایات ان کے بیٹے اسماعیلؓ نے بیان کی ہیں لیکن کچھ بھی روایات ذکر نہیں کیں۔

مَلِکَةُ بِنْتِ أَحْمَدَ بْنِ حَيَّوِيَّةَ

ملکہ، حسن بن علی بن حیویہؒ کی بیوی اور چچا زاد بہن تھیں۔ ان کے والد دامغان کے رئیس تھے اور وہ خود بڑی صاحب احوال صوفی تھیں۔ ان کے شوہر حسنؒ ان کو لے کر حج کرنے گئے وہاں ابو بکر شبلیؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ جب شبلیؒ نے ان کو دیکھا تو حسنؒ سے کہا تم مرد ہو اور یہ عورت ہے، لیکن اس کے احوال تم سے بلند ہیں۔

حسنؒ نے کہا کہ یہ بات میرے دل کو نہیں لگی لیکن جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ملکہ کے پاس ان کے جیب خرچ میں سے چند درہم بچے ہوئے تھے اور اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں بچا تھا۔ انھوں نے کچھ کالے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے سرہانے بیٹھے دیکھا؟ وہ درہم ان کو دے دیے۔ میں نے ملکہ سے ان کے بارے میں دو مرتبہ بات کی اور کہا کہ ان میں سے چند درہم بھی ان کالے لوگوں کے لیے کافی ہوتے بلکہ اس سے بھی کم۔ تم نے سب کیوں دے دیئے؟ ملکہ نے مجھ سے کہا: اے حسنؒ تم کب تک یہی بات دہراتے رہو گے۔ ایسا لگتا ہے جیسے تمہیں ان کالے لوگوں کے علاوہ کچھ سوجھ ہی نہیں رہا ہے۔ (یعنی اس واقعہ کے بعد مجھے ابو بکر شبلیؒ کی بات کا یقین آ گیا)۔

۱۔ حسن بن علیؒ بہت معروف نہیں ہیں ان سے اس کتاب کے مصنف ابو عبد الرحمن السلمی نے روایات لی ہیں۔ ذکر النسوة الصوفیات المتعبدات کے علاوہ طبقات الصوفیہ میں بھی ابویزید کے بارے میں ان سے ایک روایت لی ہے۔ ان کے مزید احوال نہیں مل سکے۔



فَاطِمَةُ بِنْتُ عِمْرَانَ

فاطمہ بنت عمرانؑ دامغان کی رہنے والی تھیں۔ بڑی صاحب کیفیت اور صاحب حال صوفی خاتون تھیں۔ وجد اور سکر کی کیفیات کا ظہور ان پر بڑی شدت سے ہوتا تھا، بڑے مجاہدات کرتی تھیں۔ دامغان میں ابو عبد اللہ الزاہدؒ کی صحبت میں بھی رہیں۔ میں نے علی بن محمدؒ سے سنا اور انھوں نے حسن بن علیؒ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابو محمد الموصلیؒ ہمارے پاس آئے۔ انھوں نے فاطمہؒ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد انھوں نے ان کے بارے میں کہا: ”یہ اپنے وقت کی رابعہؒ ہیں۔“ فاطمہؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مستجاب الدعوات بھی تھیں۔ پوری زندگی فقراء اور مسافروں کی مستقل دیکھ بھال کرتی رہیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔



عَبْدُوسَّةُ بِنْتُ الْحَارِثِ

عبدوسہ دامنغان کی رہنے والی تھیں۔ اپنے شہر میں تیس سال تک فقراء کی خدمت کرتی رہیں۔ ان سے ایک آدمی نے پوچھا: آپ کا حال کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ”حال کے بارے میں سوال محال ہے۔“



اُمّ الحُسَینِ بنتِ اَحْمَد بنِ حَمْدَان

ام الحسین بنت احمد بن حمدانؒ ابو بشر الحلاویؒ (۱) اصل کتاب میں الحلو انی لکھا ہے طبقات الصوفیہ سے تصحیح کی گئی ہے) کی والدہ تھیں۔ میں نے بعض ان خواتین سے سنا جو ان کی صحبت میں رہ چکی تھیں کہ ام الحسینؒ نے فرمایا: ”جو فقیری کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہو وہ بستروں میں سے مٹی، کھانوں میں سے بھوک، لذتوں میں سے غم، اختیارات میں سے کنارہ کشی اور عزتوں میں سے انکسار کو اختیار کر لے۔ مٹی کا بچھونا کرے، بھوک کا کھانا کرے، غم کی لذت حاصل کرے اور لینے کے بجائے لوٹانے اور اکڑ کے بجائے انکساری کو اختیار کرے۔“

ام الحسین کے بارے میں یہ بھی بتایا گیا کہ انھوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے نفوس کے لیے کوئی قیمت نہیں رکھی سوائے جنت کے اور ان کے دلوں کو اپنے مشاہدہ کا محل بنایا۔ اس لیے تم اپنے نفوس کو معمولی ساز و سامان کے عوض مت بیچو اور اس بات کا خیال رکھو کہ خدا کے مشاہدے کی جگہ (یعنی انسان کا دل) ان چیزوں سے محفوظ رہے جن کو وہ پسند نہیں کرتا۔“

۱۔ ابو جعفر احمد بن حمدان ابن سانؒ (۳۱۱ھ/۹۲۳ء) اپنے وقت کے معروف محدث تھے۔ ان کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۳۳۲)

۲۔ ابو بشر محمد بن احمد الحلاویؒ (۳۸۷ھ/۹۹۷ء) نیشاپور کے عظیم صوفیہ اور مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ السلمی نے لکھا ہے کہ ان کے نانا ابو جعفر کے یہاں علم و زہد کی جو روایات تھی یہ اس کے امین تھے۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۳۳۲)



اُمّ کلثومؓ

ام کلثومؓ، جو خالہ کے نام سے معروف تھیں۔ ابوعلی الثقفی اور عبداللہ بن منازلؒ کی صحبت میں رہیں۔ ابوالقاسم النصر آبادیؒ ان کا بہت اکرام کرتے تھے اور ان کو عزیز رکھتے تھے۔ میں نے ام الحسین القرشیہؒ سے سنا، فرماتی تھیں: ایک مرتبہ میں ان (ام کلثومؓ) کے ساتھ پہاڑ کی طرف گئی، کچھ دور جا کر انھوں نے مجھ سے کہا: مجھے شہر واپس لے چلو، میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے۔ جب ہم واپس ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا سینہ کیوں تنگ ہو رہا تھا۔ انھوں نے فرمایا: قریب تھا کہ قدرت کا مشاہدہ مجھے قادرِ مطلق کے ذکر سے غافل کر دے۔ میں نے ام کلثوم خالہؒ سے سنا وہ فرماتی تھیں: ”وجد کو سادہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ یہ بندے میں اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ اگر وہ خود چاہے کہ اسے ظاہر کر دے تو ظاہر کر دیتا ہے اور جب اس کو مخفی رکھنا چاہتا ہے تو مخفی رکھتا ہے اور جو خود کوشش کر کے وجد کو ظاہر کرے اس کا تکلف ظاہر ہو جاتا ہے۔“

۱۔ عبداللہ بن محمد بن منازلؒ، ابو محمد (۳۲۹ھ/۹۴۱ء) نیشاپور کے بڑے صوفی تھے۔ حمدون القصار کی صحبت میں رہے۔ امام حاکم تبرکات ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ علم حقیقت کے امام تھے، اخلاص و معرفت کے بارے میں ان کا کلام مشہور ہے، بڑے خوبصورت اور نپے تلے جملے استعمال کرتے تھے مثلاً من دفع ظل نفسه عن نفسه عاش الدنيا في ظله (جو شخص اپنے سے اپنے سائے کو ہٹالے تو ساری دنیا اس شخص کے سائے میں آ جاتی ہے) (طبقات الصوفیہ، ص ۲۶۶-۲۶۹؛ تاریخ الاسلام، ص ۶/۵۵-۵۵)



عَزِيزَةُ الْهَرَوِيَّةُ

عزیزہ بڑی دانشمند، متدین اور متقی خاتون تھیں۔ صاحب لسان اور صاحب حال تھیں۔ ہرات سے نیشاپور آئیں اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ ہرات کے مشہور صوفی عبدالرحمن بن شہران کی صحبت میں رہیں۔

میں نے عزیزہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”زاہد اپنی ضرورت کے لیے بادشاہ کے قریب ہوتا ہے اور عارف کو بادشاہ خود اپنے پاس بٹھانے کے لیے قریب کرتا ہے۔ میں نے ان کو یہ بھی فرماتے سنا کہ سفیان [ثوری] فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو ایک ساتھ بیان کیا ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ . (الروم ۴۰)
(اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا۔)

جس طرح کوئی دوسرا تمہاری عمر میں اضافہ نہیں کر سکتا، اسی طرح کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ تیرے رزق میں اضافہ کر سکے، تو تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟“
ام الحسین القرشیہ سے میں نے سنا وہ فرماتی تھیں کہ میں نے عزیزہ الہرویہ سے سنا کہ ”زاہد اور مقرب اپنے نفس کی بلندی کے ساتھ لوگوں کو دیکھتا ہے، اس لیے لوگ اسے چھوٹے نظر آتے ہیں۔“



اُمّ عَلِیؓ

ام علی بنت عبد اللہ بن حمزہؓ، نیشاپور کی عظیم خواتین میں سے تھیں۔ ان کا شمار بلند احوال اور عالی قدر صوفی خواتین میں ہوتا تھا۔ ابوالقاسم النصر آبادیؒ اور دیگر مشائخ سے انھوں نے استفادہ کیا تھا۔ صوفی مشائخ ان کا مقام پہچانتے تھے اور ان کا احترام کرتے تھے۔

میں نے ام علیؓ کو فرماتے سنا: ”رعب اور وقار سے پہلے اگر انبساط نہ ہو تو دوسرے لوگ اس کو رد کر دیتے۔“

میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: ”تمام مخلوقات بندے کو خالق سے کاٹنے کے اسباب ہیں۔“

ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”جس کو حقیقت عبودیت کا علم حاصل ہو جائے وہ بہت جلد علم ربوبیت تک پہنچ جاتا ہے۔“

۱۔ عبد اللہ بن حمزہؓ تو معروف نہیں ہیں لیکن ان کے بھائی ابو منصور محمد بن عبد اللہ بن حمزہؓ الشافعی (۹۹۸ھ/۳۸۸) نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ جید عالم اور صوفی تھے اور اپنے وقت کے مشہور واعظ تھے۔ ذہبی نے حمزہؓ کے بجائے حمزہؓ یعنی یائے نسبت کے ساتھ لکھا ہے۔
(تاریخ الاسلام، ص ۲۷/۱۲۸)۔



سُریرہ الشَّرِیقِیَّہ

سریرہ الشَّرِیقِیَّہ نیک نفس، بلند احوال، بلند ارادہ اور اپنی ہم عصروں میں یگانہ روزگار ہستی تھیں۔ ان کے زمانے میں ان کے مرتبے کی کوئی دوسری خاتون نہیں تھی۔ انھوں نے اپنے زمانے کے نامور صوفی حضرت ابو بکر الفارسیؒ کی صحبت اختیار کی تھی اور ان سے استفادہ کیا تھا۔

میں نے ام الحسین القرشیہؒ سے سنا کہ وہ فرماتی تھیں کہ میں نے سریرہ سے سنا وہ فرماتی تھیں: ”انکار کا سبب بالعموم ادراک سے عاجزی ہوتا ہے۔“

ام الحسین القرشیہؒ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: ”دقیق علوم میں منتہی درجہ علم ربوبیت اور علم عبودیت کا ہے۔ پھر عبودیت کا علم ختم ہو جاتا ہے اور ربوبیت باقی رہ جاتی ہے۔“ میں نے ان سے یہ بھی سنا: ”ایمان کی صحت یہ ہے کہ وہ جہل سے خالی ہو اور معرفت کی صحت یہ ہے کہ وہ تشبیہ سے پاک ہو اور عمل کی صحت یہ ہے کہ وہ شرک سے پاک ہو۔“

ام الحسین قرشیہؒ نے یہ بھی فرماتی ہیں کہ انھوں نے حضرت سریرہؒ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ: ”مصیبت اور نعمت دونوں کا مصدر ایک ہی ہے، لیکن صادقین کے صدق کا پتہ اسی وقت چلتا ہے جب مصیبت آنے پر وہ ثابت قدم رہتے ہیں۔“

۱۔ حضرت ابو بکر الطمستانی الفارسیؒ (۳۴۰ھ/۹۵۱ء کے بعد) اپنے وقت میں نیشاپور کے مشہور صوفی تھے کبار مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ اکثر مشائخ نے ان سے روایات لی ہیں طبقات الصوفیہ میں ان کے نہایت لطیف ملفوظات موجود ہیں ان کا قول ہے کہ تصوف جد جہد کرنے اور محنت کرنے کا نام ہے، محنت ختم تو تصوف بھی ختم۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۴۷۱)

عُنِيزَةُ الْبَغْدَادِيَّةُ

عنیزہ بغداد کے مشہور صوفی اور حضرت جنید بغدادیؒ کے شاگرد حضرت ابو محمد الجریؒ کی خادمہ تھیں۔ بڑی بذلہ سنج، ہنس مکھ طبیعت اور شگفتہ مزاج عارفہ و صوفیہ خاتون تھیں۔ خوش طبع اور بلند احوال تھیں۔

میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے سنا، فرماتے تھے کہ ہم نے ایک بار عنیزہؒ سے کہا: ہمیں وصیت کیجئے، انھوں نے اس کے جواب میں فرمایا: ”آج تم اللہ کے لیے ایسے ہو جاؤ جیسا تم چاہتے ہو کہ اللہ کل تمہارا ہو جائے۔“

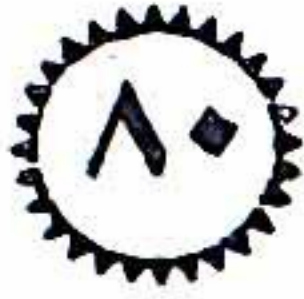
میں نے یہ بھی سنا ہے کہ عنیزہؒ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، وہ اس کی خدمت سے تھکتا نہیں ہے بلکہ اس کو اس میں ایک لذت ملتی ہے۔“

روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”عارف نہ تو وہ ہوتا ہے جو خدا کا وصف بیان کرے اور نہ وہ ہوتا ہے جو خبر دے۔“

کہا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”علم خشیت پیدا کرتا ہے اور معرفت ہیبت پیدا کرتی ہے۔“

انھوں نے یہ بھی فرمایا: ”انسانی قالب عبودیت کے دھینے ہیں۔“

۱۔ ابو محمد احمد بن محمد بن الحسن الجریؒ (محرم ۳۱۲ھ / ۹۲۳ء) بغداد کے بڑے صوفی تھے حضرت جنید بغدادی کے مشہور شاگرد اور بغداد میں ان کے جانشین تھے۔ ایک روایت میں ان کا نام حسن بن محمد بتایا گیا ہے، واقعہ ہمیر میں اونٹ سے کچل کر ان کی وفات ہوئی۔ (طبقات الصوفیہ، ص ۲۵۹-۲۶۳)



جُمَعَة بِنْتِ أَحْمَدِ الْقُرَشِيَّةُ

جمعه بنت احمد بن محمد بن عبید اللہ، جو ام الحسین (القرشیہ) کے نام سے معروف تھیں، وہ علم اور حال میں اپنے وقت کی منفرد ہستی تھیں، وہ اپنے عہد میں فقیروں پر خوب خرچ کرتی تھیں۔ ابوالقاسم النصر آبادی، ابوالحسین الخضرئی وغیرہ مشائخ کی صحبت سے انھوں نے استفادہ کیا اور متعدد بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئیں۔

میں نے سنا ہے کہ ایک بار انھوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میں بغداد میں شیخ ابوالحسن الخضرئی کے پاس گئی۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کس کی صحبت میں رہیں؟ (یعنی کس کی مرید ہیں) میں نے کہا: حضرت میں ابوالقاسم نصر آبادی کی صحبت میں رہی۔ پھر انھوں نے مجھ سے دریافت کیا: ان کے کلام میں سے آپ کو کیا یاد ہے؟ میں نے کہا: وہ فرماتے تھے: ”جس کی نسبت درست ہو اس کی معرفت مکمل ہو جاتی ہے۔“ یہ سن کر خضرئی خاموش ہو گئے۔ جب میں واپس آئی تو ابوالقاسم نصر آبادی نے اس کو پسند کیا اور کہا کہ جو کسی شیخ کے پاس سے آئے اس کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔

میں نے ان سے یہ بھی سنا: ”میرے سامنے علم اور عمل کی فضیلت پر گفتگو ہوئی، تو میں نے اس شخص سے جو اس پر گفتگو کر رہا تھا، کہا: علم وہ نہیں ہے جس پر ہم گفتگو کرتے ہیں، یہ سب تو محض کلام اور گفتگو ہے۔ علم تو وہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا:

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (محمد ۱۹)

(پس اے نبی جان لیجیے کہ بلاشبہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔)

تمام لوگوں کو بجائے جاننے (علم) کے کہنے (قول) کا حکم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت اور بلندی درجات کی وجہ سے علم کا حکم دیا گیا۔“

میں نے ان کو فرماتے سنا: ”جس کے پاس ایسا آغاز نہ ہو جو اس کو فنا کر دے، اس کے پاس ایسا انجام بھی نہیں ہوتا جو اس کو باقی رکھے۔“ (من لم تکن له اوائل تفنيه لم تکن له اوآخر تبقیه)



اُمُّ الْحُسَيْنِ الْوَرَّاقَةُؒ

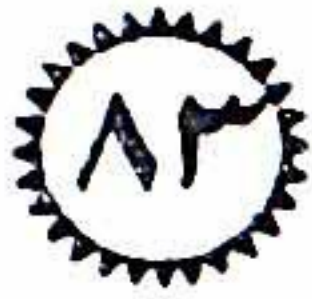
حضرت ام الحسین الوراقہؒ عراق کی رہنے والی تھیں۔ وہ نہایت خوش کلام، بہت زیادہ ریاضت کرنے والی اور بڑی عابدہ خاتون تھیں۔ میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: ”کہ اندھے کو جواہرات کی دید سے سوائے لمس کے کچھ نہیں ملتا۔“ ایک بار انھوں نے فرمایا کہ شبلیؒ نے کہا: ”اگر تم ظاہری طور پر اللہ کو نہ پاسکو تو کم سے کم اس کے احکام کو تو ضائع نہ کرو۔“ (یعنی شریعت کی ظاہری طور پر پابندی کرتے رہو)۔

۱۔ ابو بکر دلف بن محمد شبلیؒ (۳۳۴ھ/۹۴۶ء) اپنے عہد کے نامور صوفی شیخ تھے حضرت جنید بغدادی کے شاگرد تھے۔ خاندانی طور پر بہت امیر تھے خود بھی نہادند کے امیر رہ چکے تھے، لیکن خیرالنساج کے ذریعہ تصوف کی طرف مائل ہوئے اور پھر اسی کے ہو گئے، اوائل میں سکر کا شدید غلبہ رہتا تھا، لیکن حضرت جنید کے فیض صحبت سے صحو کا طریقہ اختیار کیا۔ (طبقات الصوفیہ ص ۳۳۷-۳۳۸) شبلی کی سوانح پر مستقل کتابیں موجود ہیں مولانا عبدالحلیم شرر نے اردو میں ان پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔



آمنۃ المرَجیۃؒ

حضرت آمنۃ المرَجیۃؒ فقیروں کی خبر گیری کرنے والی پرہیزگار اور باحجاب صوفی خاتون تھیں۔ وہ بلند ارادوں کی مالک تھیں۔ میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اولیاء اللہ کا پیٹ روزی سے نہیں بھرتا، بلکہ کفایات سے بھرتا ہے۔“ انھوں نے یہ بھی فرمایا: ”فقیروں کی خدمت میں دل کی روشنی اور باطن کی اصلاح مضمحل ہے۔“



فَاطِمَةُ الْخَانَقِيَّةُ

حضرت فاطمہؑ اپنے وقت کی عظیم خواتین میں سے تھیں۔ فقرا کا بے حد خیال رکھتی تھیں اور ان کا احترام کرتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”بلا تفریق ہر ایک کی خدمت کرنے کا نام اولوالعزمی ہے۔“ یہ بھی روایت ہے کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا: ”عارفین کے دل کی خوشی ساتھیوں کے دیدار میں ہے اور ان کا غم ان سے جدائی میں ہے۔“



عائشہ بنت احمد الطویل المروزیہؒ

حضرت عائشہ بنت احمد الطویلؒ اپنے عہد کے صاحب معرفت بزرگ اور ہر دل عزیز صوفی حضرت عبدالواحد السیاریؒ کی اہلیہ تھیں۔ انتہائی صاحب فضل اور بہت زیادہ ریاضت کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کے عہد میں ان سے بہتر احوال کا حامل کوئی نہیں تھا اور نہ تصوف کی راہ میں ان سے زیادہ نرم خرام کوئی تھا۔ انھوں نے فقیروں پر پانچ ہزار درہم سے زیادہ خرچ کیے۔ میں نے سنا ہے کہ کسی مدعی تصوف نے ان سے کہا: ”آپ اگر یہ عمل کر لیں تو آپ کو کشف حاصل ہو جائے گا۔“ انھوں نے جواب دیا: ”عورتوں کے لیے بستر، کشف سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ وہ مستورات ہیں۔“

میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو فقر کی لذت نہ چکھے اس کے سامنے فقر کے فضائل نہیں کھلتے۔“

ایک بار ان سے کہا گیا کہ فلاں آدمی آپ کا تبرع قبول نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ عورتوں کی امداد قبول کرنے میں ذلت ہے۔ انھوں نے فرمایا: ”اگر بندہ عبودیت میں بھی عزت کا طلب گار ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے اندر رعونت ہے۔“

۱۔ عبدالواحد بن علی السیاری النیشاپوری (۵۳۷ھ/۹۸۵ء) نیشاپور کے مشہور صوفی تھے۔ سلمیٰ نے ان کا تذکرہ لکھا ہے، تصوف کی اکثر کتابوں میں ان کی روایات موجود ہیں، ابوالعباس السیاری کے بھانجے تھے اور ان کی روایات کے ناقل بھی۔ (نحات الانس، ص ۱۳۸)

آخره والحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على رسوله
محمد وآله الطيبين .

على يدى العبد الضعيف عبد السيد ابن احمد الخطيب، غفر الله له
ولو اديه مع جميع المؤمنين والمؤمنات برحمته.

وكان الفراغ منه للنصف من صفر سنة اربع وسبعين واربعمائة.

یہاں کتاب ختم ہوئی اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور درود و
سلامتی ہو اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پاک آل پر۔

بندہ ضعیف عبد السيد بن احمد الخطيب نے اس کو کتابت کیا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنی
رحمت سے اس کی اور اس کے والدین کی تمام مومنین و مومنات کے ساتھ مغفرت
فرمائے۔

اس کتاب کی تسوید سے ۱۵ صفر ۷۴۷ھ (مطابق ۲۵ جولائی ۱۰۸۱ء) کو
فراغت حاصل ہوئی۔

مراجع ومصادر

- ۱- ابن عساكر: تاريخ مدينة دمشق، تحقيق محب الدين ابى سعيد عمر بن غرامه العمري، دار الفكر، بيروت -
- ۲- ابو نعيم الاصفهاني: حلية الاولياء وطبقات الاصفياء، دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان، غير مؤرخه -
- ۳- ابن العماد: شذرات الذهب، تحقيق عبدالقادر الارناؤوط، دار ابن كثير، بيروت، ۱۹۸۸ -
- ۴- جمال الدين ابوالفرج ابن الجوزي: صفة الصفة، دار ابن حزم، بيروت، لبنان، ۲۰۰۸ -
- ۵- جمال الدين ابوالفرج ابن الجوزي: المنتظم في تاريخ الملوك والامم، حيدرآباد، طبع اول، ۱۳۵۷ -
- ۶- شمس الدين ذهبي: ميزان الاعتدال، شركة الرسالة العالمية، دمشق وحجاز، طبع اول ۲۰۰۹ -
- ۷- شمس الدين ذهبي: تاريخ الاسلام، تحقيق الدكتور عمر عبدالسلام تدمري، دار الكتب العربي، بيروت طبع دوم ۱۹۹۳ -
- ۸- شمس الدين ذهبي: سير اعلام النبلاء - مؤسسة الرسالة، بيروت طبع يازدهم ۱۹۹۶ -
- ۹- الدكتور عبدالرحمن بدوي: تاريخ التصوف الاسلامي من البدلية حتى نهاية القرن الثاني، وكالة المطبوعات، الكويت، ۱۹۷۵ -
- ۱۰- الدكتور عبدالرحمن بدوي: النور من كلمات ابى طيفور، مشموله شطحات الصوفية، وكالة المطبوعات، الكويت، طبع دوم، ۱۹۷۶ -

- ۱۱۔ امام یافعی: مرآة الجنان وعبرة اليقظان، دائرة المعارف حیدرآباد، ۱۳۳۸ھ
- ۱۲۔ خطیب بغدادی: تاریخ بغداد، مطبع السعادة، مصر ۱۹۳۱
- ۱۳۔ ابن الملقن: طبقات الاولیاء، تحقیق نورالدین شریبہ، دارالمعرفۃ بیروت، طبع دوم ۱۹۸۶
- ۱۴۔ ابونصر السراج: کتاب اللمع فی التصوف، الدكتور عبدالحلیم محمود، طہ عبدالقادر سرور، دارالکتب الحدیثہ، مصر ۱۹۶۰
- ۱۵۔ ابونصر السراج: کتاب اللمع فی التصوف، اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۵
- ۱۶۔ ابو عبد الرحمن السلمی: طبقات الصوفیہ، نورالدین شریبہ، دارالکتب العربی، مصر ۱۹۵۳
- ۱۷۔ ابوبکر الکلاباذی: التعرف لمذهب اہل التصوف، الدكتور عبدالحلیم محمود، طہ عبدالباقی سرور، قاہرہ
- ۱۸۔ الجاحظ: البیان التبيين، تحقیق وشرح، مکتبہ الخانجی، قاہرہ، طبع ہفتم، ۱۹۹۸
- ۱۹۔ ابن خیاط: تاریخ خلیفہ ابن خیاط، دارطیبہ، ریاض، ۱۴۰۵ھ
- ۲۰۔ فواد سیزگین: تاریخ التراث العربی، ترجمہ محمود فہمی حجازی، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ۱۹۸۳
- ۲۱۔ عبد الرحمن جامی: نفحات الانس، تحقیق، محمود عابدی، تہران، ۱۹۹۰
- ۲۲۔ ابوالقاسم القشیری: الرسائل، تحقیق عبدالحلیم محمود، محمد بن الشریف، دارالکتب الحدیثہ، قاہرہ، غیر مورخہ
- ۲۳۔ ابوالقاسم القشیری: الرسائل اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد طبع دوم، ۱۹۸۶
- ۲۴۔ ابوالقاسم القشیری: الرسائل اردو ترجمہ مولانا عرفان بیگ نوری، دارالعرفان علی گڑھ، ۲۰۰۵

اشاریہ

۱۔ قرآنی آیات

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنثَىٰ بَعْضُكُمْ مِّنْ

بَعْضٍ (آل عمران - ۱۹۵) ۲۹

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ

نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ (النساء - ۳۲) ۳۰

”وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ“

(الذاریات: ۲۲) ۵۰، ۳۷

اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ (الشوراء: ۱۹) ۵۰

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (الحجر ۸۵)

۶۳

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (الشعراء: ۸۹)

۷۵

فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ

لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ. (محمد ۲۱) ۸۴

حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا

رَحَبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ أَنْفُسُهُمْ. (التوبة ۱۱۸)

۱۳۰

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ

يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ. (الروم ۴۰) ۱۳۶

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (محمد ۱۹) ۱۵۱

۲۔ احادیث

انما النساء شقائق الرجال ۳۰

انا جلیس من ذکرنی ۸۹

حبک الشئی یعمی و یصم ۱۲۸

۳۔ شخصیات

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۴، ۴۳، ۹

۵۲، ۸۹، ۱۴۱، ۱۵۶

آ

ابو بکر رازی (دیکھیے محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز)

ابو بکر شبلی (دیکھیے شبلی)

آل عتیک ۴۳، ۴۵

ابو بکر الصبغی ۱۷

آمنہ (ابو سلیمان دارانی کی بہن) ۱۱۶، ۳۳

ابو بکر الفارسی ۱۴۸

آمنہ المرجیہ ۱۵۳

ابو بکر القفال الشاشی ۱۸

۱

ابو بکر المفید البحر جرائی ۹۱

ابراہیم بن ابراہیم الدورقی ۴۷

ابو تراب النخشی ۹۹، ۸۳

ابراہیم بن ادھم ۸۸

ابو الحسن الواحد ۲۱

ابراہیم بن جنید النخشی، ابواسحاق ۱۰۷، ۶۰، ۵۸

ابو الحسن علی البجوری ۲۵

ابراہیم الخواص ۱۳۱، ۱۳۰

ابو الحسن البصری ۱۲۸

ابراہیم بن شیبان القرطبی، ابواسحاق ۹۰، ۳۲

ابو الحسن الخضری ۱۵۰

ابن جوزی ۲۵، ۲۶، ۳۵، ۳۶، ۳۹، ۴۰

ابو الحسن السلاوی ۸۹

۱۱۴، ۷۰، ۴۶

ابو الحسن نوری ۹۳، ۵۵، ۴۰

ابن حجر ۲۴، ۳۰

ابو حفص نیشاپوری ۹۹، ۹۸، ۹۵، ۹۲، ۴۱، ۴۰

ابن رزوق البرنی ۲۴

ابو حمزہ ۹۴، ۹۳، ۴۰

ابن سعد ۸۷، ۳۹، ۳۰

ابو حنیفہ، امام ۶۸

ابن شہاب زہری ۲۴

ابو الخیر الاقطع ۱۳۱، ۱۳۰

ابن عربی ۲۶

ابو الدرداء ۳۷، ۳۹

ابن عطا ۱۳۸

ابوداؤد طیالسی ۴۸

ابن العماد ۶۷، ۲۸، ۲۳

ابو سعید ابن الاعرابی ۵۵، ۳۷

ابن الملقن ۴۶

ابو سعید ابوالخیر ۱۹

ابن ملول ۸۵

ابو سعید الخراز ۱۰۰، ۹۱، ۸۳، ۳۲

ابن واره ۴۷

ابو سلمیٰ العنکی ۸۱

ابو احمد الحسوی ۱۳۳

ابو سلمیٰ البلدی ۴۵	ابو علی بن الکاتب ۱۲۸
ابو سلیمان دارانی ۳۲، ۳۳، ۴۰، ۴۷، ۷۵،	ابو عمران ۱۲۲
۷۶، ۸۷، ۱۰۴	ابو عمر الضریر ۸۱
ابو العباس الدینوری (دیکھئے احمد بن محمد)	ابو عون ۳۹، ۶۴
ابو العباس بن عطا ۱۳۹	ابو الفتح القواس ۶۸
ابو العباس السیاری ۱۵۵	ابو الفرج اصفہانی ۹
ابو عبد اللہ بن خفیف ۱۳۷، ۱۳۸	ابو الفرج الورثانی ۹۳
ابو عبد الرحمن سلمیٰ ۱۰، ۱۱، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹،	ابو القاسم الرازی ۱۳۷
۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۳۰، ۳۱، ۳۲،	ابو القاسم المقتشیری ۱۹، ۳۴، ۵۸، ۶۲
۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹،	ابو القاسم النصر آباد ۱۶، ۱۸، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷،
۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۷، ۵۲، ۶۲، ۷۶،	۱۳۵، ۱۳۷، ۱۵۰
۹۰، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۲۱، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰،	ابو المفصل الشیبانی ۵۲
۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۵۵	ابو معاذ قزوینی ۶۴
ابو عبد اللہ بن جابر ۱۲۸	ابو محمد الموصلی ۱۴۲
ابو عبد اللہ الزاہد ۱۴۲	ابو محمد ۱۱۷، ۱۲۱
ابو عبد اللہ السجری ۱۲۰	ابو محمد الرقش ۱۳۲، ۱۳۸
ابو عثمان الحیری ۳۲، ۴۱، ۶۲، ۶۶، ۹۶، ۱۰۳، ۱۰۴،	ابو محمد الجریری ۱۰۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۹
۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۳۹	ابو المعالی جوینی، امام ۱۹
ابو عثمان الحنظل ۱۰۲	ابو نصر السراج ۱۸، ۳۴
ابو علی الروز باری ۳۳، ۳۴، ۴۱، ۱۱۱، ۱۱۲،	ابو نصر بن اسحاق بن ابی بشر بن مارویہ ۱۳۳
۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۴، ۱۳۹	ابو نعیم اصفہانی، ۱۸، ۱۹، ۲۵، ۲۷، ۱۰۸،
ابو علی الثقفی (دیکھئے محمد بن عثمان)	۱۳۹، ۱۴۰
ابو عبد اللہ الروز باری ۲۳، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹،	ابو یزید بسطامی ۳۲، ۳۹، ۴۱، ۸۳، ۸۶،

اسماعیل بن ابراہیم القہستانی ۱۴۰	۱۴۱، ۱۴۰، ۱۴۵، ۱۴۴، ۹۹، ۹۸
اسماعیل بن عیاش ۶۱، ۳۸، ۳۲	ابو یعقوب التتیس ۱۲۶
اسماعیل بن نجید ۱۵، ۱۶، ۲۲، ۲۳، ۶۲، ۱۰۳	احمد خاں، میانچی ۱۲
۱۳۷، ۱۲۰، ۱۰۵	احمد بن اسحاق بن وہب البرز از ۴۵، ۴۳
اسماعیل (رابعہ کے والد) ۳۵	احمد بن حسن بن محمد بن سہل الواعظ، ابوالفتح الماکی
اصم ۹۹، ۲۲، ۲۰	۱۲۲، ۱۰۸، ۱۰۷، ۴۳، ۴۱
العباس ۷۷	احمد بن علی بن شاذان ۱۸
اعمش ۶۱	احمد بن خضرویہ ۹۹، ۹۸، ۹۰، ۴۱
اکرم ندوی، مولانا ۹	احمد بن ابی الحواری ۴۳، ۳۵، ۳۹، ۴۴، ۴۷
ام احمد بنت عائشہ بنت ابو عثمان ۱۰۹، ۱۰۹	۴۹، ۵۰، ۵۱، ۷۱، ۷۲، ۷۵، ۷۶، ۸۶
۱۳۲، ۱۱۰	۱۲۱، ۱۱۶، ۸۸، ۸۷
ام الاسود ۹۸، ۶۳، ۳۸، ۳۳	احمد ۷۷
امۃ الحمید ۹۱، ۳۲	احمد بن حمدان ابن سنان، ابو جعفر ۹۲، ۴۴
امۃ العزیز ہورہ ۱۳۴	احمد بن حنبل، امام ۱۱۴، ۵۹، ۴۷
امۃ اللہ الجبلیہ ۱۲۴	احمد بن السری ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۳
ام الحسین بنت احمد بن حمدان ۱۴۴	احمد بن محمد، ابو العباس الدینوری ۱۰۶، ۱۰۵
ام الحسین القرشیہ ۱۵۰، ۱۴۸، ۱۴۶، ۱۴۵	احمد بن محمد بن مسروق الطوسی، ابو العباس ۶۷، ۶۶
ام الحسین وراقہ ۱۵۶	احمد بن محمد انطاکی ۷۴
ام سلمہ ام المومنین، حضرت ۹	احمد بن محمد بن مقسم ۸۵
ام السالم الراسبیہ ۷۹	احمد بن محمد الکواکبی ۹۰
ام سعید بنت علقمہ الخخعیہ ۶۸	اختر الواسع، پروفیسر
ام الضحاک ۶۱	اسحاق بن راہویہ ۴۷
ام طلق ۷۰	اسحاق بن منصور السلولی ۶۸

ج	ام عبداللہ ۱۲۰
جعفر ۷۷، ۴۵	ام عبداللہ بنت خالد بن معدان ۶۱
جعفر بن احمد، ابوالقاسم الرازی ۱۳۸	ام علی ۱۳۷، ۹۸، ۴۱
جعفر بن سلیمان ۷۸، ۴۷، ۴۴	ام الفضل الوہطیہ ۱۳۷، ۳۳
جنید بغدادی ۸۶، ۶۷، ۶۲، ۵۵، ۴۷، ۴۰	ام کلثوم خالہ ۱۴۵
۱۵۲، ۱۳۹، ۱۳۱، ۱۲۲، ۹۴، ۹۳، ۹۲	ام ہارون الدمشقیہ ۸۷، ۴۰، ۳۲
جمہ بنت احمد القرشیہ ۱۵۰	انعام الحق علمی، ڈاکٹر ۱۳
جعفر بن فصیر الخلدی، ابو محمد ۱۳۰	انیسہ ۹۶، ۶۲
ح	اوزاعی، امام ۶۱
حاتم اصم ۸۸	احمد بن عطا (دیکھیے ابو عبداللہ الروذباری)
حاتی خلیفہ ۲۶، ۲۵	احمد بن محمد بن زیاد (دیکھیے ابوسعید بن الاعرابی)
حارث محاسبی ۶۷	ب
حاکم، امام ۱۴۵، ۱۳۹، ۱۳۸، ۲۲، ۲۰، ۱۹، ۱۵	بحریہ ۸۸، ۴۰، ۳۲
حامد الاسود ۱۳۰	بشر حافی ۱۱۵، ۱۱۴، ۳۳
حبیب بن سنان ۵۶	بشری خانم ۱۳
حبیبہ العدویہ ۱۲۱	بکر بن محمد البصری ۷۷
حجاج بن یوسف ۸۱، ۵۴، ۳۲	بکیر بن دراج ۲۶
حسن بصری ۷۷، ۴۸، ۳۱، ۹	بلال بن ابی الدرداء ۶۷
حسن بن علی بن حیوۃ ۱۴۲، ۱۴۱	بنی امیہ ۸۱
حسین بن علی بن خلف، ابو محمد ۸۵	بنی عبدالقیس ۳۸
حسان بنت فیروز ۷۱	بیہقی، امام ۲۱، ۱۸
حسین بن عبدالعزیز الجذامی ۶۶	ت
حسین بن محمد بن اسحاق ۱۰۴، ۷۲، ۵۳، ۵۲، ۱۶، ۱۵	تابش مہدی ۱۳

حفصہ بنت سیرین ۷۳، ۷۲، ۳۹، ۳۳

حکیمہ الدمشقیہ ۷۵

ابو اسماعیل حماد بن زید ۶۴، ۳۹

ابوصالح حمدون بن احمد القصار ۱۴۵، ۱۲۳

حنازابدہ ۱۳

رابعہ الازدیہ ۷۷

رابعہ العدویہ ۳۶، ۳۵، ۳۲، ۳۱، ۹

۵۳، ۵۰، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۳۷

خ

خالد بن معدان، ابن ابی کرب ۶۱

خطیب بغدادی ۴۰، ۲۷، ۲۶، ۲۲، ۲۰، ۱۷

۵۹، ۴۷

خلیفہ متوکل ۸۶

خیرالنساج ۱۵۲

۱۴۲، ۱۲۱، ۵۴

رباح بن عمر القیسی، ابوالمہاجر ۴۷، ۴۵، ۴۴

رضی الاسلام ندوی ۱۲

رویم ۱۳۸، ۱۰۶

رئیسہ ۳۸

ریحانہ الوالحہ ۵۷، ۳۸

و

دارقطنی امام ۲۱، ۱۸

ذلال بنت مدل ۹۶

داؤد المحبر ۸۰

داؤد بن نصر الطائی، ابوسلیمان ۶۸

ز

ز

زبدہ ۱۱۴، ۳۳

الزعفرانی ۵۵

زکریا السخنی ۱۰۵

زیادہ بنت خطاب الطزریہ ۱۴۰

زیتونہ (فاطمہ) ۹۴، ۹۳، ۴۰

ذکارہ ۱۰۷

ذوالنون مصری ۸۴، ۸۳، ۷۳، ۴۷، ۴۰، ۲۵

۸۶، ۸۵

س

سری سقطی ۹۱، ۷۳، ۶۷

سریرہ الشرقیہ ۱۳۸

سعدان بن نصر ۵۵

سعید بن عثمان الحنظل البغدادی ۷۳، ۷۲

حافظ ذہبی، امام ۴۵، ۲۳، ۲۱، ۲۰، ۱۷، ۱۶

۲۷، ۳۵، ۳۶، ۴۷، ۵۵، ۶۱، ۱۱۳

۱۳۷، ۱۳۸

صلاح الدین صفدی ۸۳	سعیدہ بنت زید ۳۹، ۶۲
صلہ بن اشیم العدوی ۵۴، ۳۷	سفیان ثوری ۳۱، ۳۵، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶
طحاوی، امام ابو جعفر ۱۰۸	۴۷، ۵۶، ۶۱، ۶۵، ۱۲۳، ۱۳۶
ع	مسلمہ الاقلم ۷۰
عاصم الجحدری، ابوالصباح العجارج ۷۰	سنبل افشاں ۱۳
عافیہ المشتاقہ ۶۰، ۳۸	لسبلجی ۸۶
عامر بن شریح ۵۶	سیار بن ابی حاتم ۷۵، ۷۲، ۷۸
عائشہ ام المومنین، حضرت ۹	سبک البصریہ ۵۵، ۳۷
عائشہ ۹۲	ش
عائشہ الدینوریہ ۹۰، ۳۲	شاہ بن شجاع کرمانی ۱۰۴
عائشہ بنت ابوعثمان ۳۲، ۴۱، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۳۲	شبلی، دلف بن جدر ابوبکر ۱۵، ۱۳۶، ۱۳۹
عائشہ بنت احمد الطویل ۱۵۵	۱۴۱، ۱۵۳
عائشہ المروزیہ (زوجه احمد بن السری) ۱۱۳، ۱۱۷	شعبۃ بن الحجاج ۳۱، ۳۵، ۴۳، ۴۷، ۶۵
عباس الاسکاف ۱۰۷	شعرانی، امام ۴۶
عباس بن حمزہ ۴۴، ۴۷، ۴۹، ۵۰، ۷۵، ۸۲	شعوانہ ۳۲، ۳۹، ۶۴، ۹۹
۸۷، ۱۲۱	شقیق بلخی ۳۲، ۴۰، ۸۸
عباس بن ولید مشرقی ۴۴	شمشاد بیگم ۱۳
عبدہ ۳۳، ۶۱، ۱۱۶	شیبان ابی بلی ۴۳
عبدوسہ بنت الحارث ۱۴۳	شیبان بن فروج ۴۳
عبدالحلیم شرر ۱۵۲	ص
عبدالرحمن جامی ۱۵، ۲۵، ۳۵	صالح المرئی ۳۷، ۴۶، ۵۷
عبدالرحمن بن زید ۷۷	صفرا الرازیہ ۴۰، ۹۵
عبدالرحمن بن شہران ۱۳۶	صلاح الدین احمد، مولانا ۱۳

عبدالرحمن بن عمرو بن جبلہ ۹۶، ۶۲

عبدالرحمن بن مہدی ۶۵

عبدالرزاق بن ہمام، امام ۷۱

عبدالسید بن احمد الخطیب ۱۵۶

عبدالعزیز بن عمیر ۵۱، ۵۰

عبدالفاخر بن اسماعیل ۲۰، ۱۷

عبدالقیس ۶۰

عبدالواحد بن زید السیاری ۱۵۵، ۷۷

عبداللہ انصاری، شیخ الاسلام ۲۳

عبداللہ بن ایوب المقری ۴۵، ۴۳

عبداللہ بن ایوب بن زاذان، ابو محمد الضریر

المعروف بالقربی ۴۸

عبداللہ الجبلی ۱۲۵، ۱۲۴

عبداللہ بن مبارک ۶۵

عبداللہ المعلم ۱۳۷

عبداللہ المنازل ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۵

عبداللہ بن یوسف الدمشقی ۶۶

عبیدہ بنت ابی کلاب ۸۰، ۳۳

عثامہ ۶۷، ۶۶، ۳۹

عجودہ العمیہ ۷۸

عزیزہ الہرویہ ۱۳۶

عکرمہ مولی عباس ۷۳

علقمہ بن ابراہیم ۷۳

علی بن احمد الطرسوسی ۱۲۶، ۱۲۲

علی بن جعد ۶۷

علی بن سعید المقری ۱۰۰

علی بن محمد ۱۲۲، ۱۲۴

علی بن مدینی ۶۷، ۶۵

عمران بن خالد ۶۳

عمر بن خطابؓ، حضرت ۱۰۳

عمر عبدالسلام تدمری، ڈاکٹر ۲۷

عمر بن سلمہ ۱۲۰

عمر بن عثمان مکی ۵۵

عمر بن مسرور الزاہد، ابو حفص ۱۰۷

عمرہ الفرغانیہ ۱۱۳

عنیزہ البغدادیہ ۱۳۹

عونہ النیشاپوریہ ۱۳۳

عباس بن الشاعر ۱۲۸

عبداللہ بن موسی بن الحسن، ابو الحسن السلامی

(دیکھیے ابو الحسن السلامی)

غ

غطفریف شہباز ندوی ۱۳

غفیرہ العابدہ ۵۸

ف

فاروق تجاروی، مفتی محمد ۱۳

فاطمہ بنت احمد ۴۰، ۳۹، ۳۳، ۳۲

لبابہ ۳۶، ۴۹، ۷۴	فاطمہ بنت احمد بن ہانی نیشاپوری ۱۱۷
لیث بن ابی عامر ۷۷	فاطمہ بنت احمد الحجازیہ ۱۰۵
م	فاطمہ بنت احمد ۱۲۹
مالک بن انس، امام ۴۸	فاطمہ ام الیمن ۳۳، ۴۱، ۱۱۱
مجوی ۸۶	فاطمہ البردعی ۸۹
ابوالفضل محمد بن ابرہیم بن الفضل المزکی ۷۱	فاطمہ الخاقصیہ ۱۵۴
محمد بن ابی داؤد الازدی ۷۱	فاطمہ الدمشقیہ ۳۴، ۴۱، ۱۲۲
محمد بن احمد الحلادی، ابوبشر ۱۴۴	فاطمہ بنت عبداللہ ۱۰۰
محمد بن احمد بن حمدان، ابوبکر الفرء ۱۳۷، ۱۳۹	فاطمہ بنت عمران ۱۴۲
محمد بن احمد بن سعید الرازی، ابوجعفر ۴۴،	فاطمہ نیشاپوریہ ۳۲، ۸۴، ۸۵
۴۷، ۴۹، ۵۰، ۵۵، ۸۲، ۸۷، ۸۸، ۱۲۱	فخریہ بنت علی ۱۰۳، ۱۰۴
محمد بن احمد بن عبدان، ابو منصور ۱۱۳، ۱۱۷	فراست علی ۱۰، ۱۳
محمد بن اسماعیل ۳۸، ۶۱	فریدالدین عطار ۱۶، ۳۵
محمد بن اسماعیل اسماعیلی ۷۱	فضیل بن عیاض ۳۰، ۱۱۵
محمد بن جعفر ۱۰۷	فطمیہ ۱۲۳
محمد بن حسن ۶۲، ۶۳	فواد سیزگین ۲۳، ۵۹
محمد بن الحسین ۶۴، ۶۸، ۷۰، ۸۱، ۱۰۷	ق
محمد بن الحسین البرجلانی ۵۸، ۵۹، ۶۶، ۹۶	قاسم بن الفضل الشفی ۲۱
محمد بن داؤد الدینوری، ابوبکر الدقی ۱۲۸	قتیبہ بن سعید ۶۵
محمد بن روح ۳۶، ۴۹	قتیبہ ۴۷
محمد بن سلیم بن بلال الراسی ۷۹	قرشیہ النسویہ ۱۳۵، ۱۳۶
محمد بن سلیمان بن محمد الصعلوکی، ابوبہل ۱۳۷، ۱۳۸	قسیمہ ۱۲۶، ۱۲۷
محمد بن سیرین ۳۳، ۳۹، ۷۲، ۷۳	کردیہ ۶۹

محمد بن طاہر الوزیری ۷۲

محمد بن عبد اللہ ۱۳۰

محمد بن عبد اللہ بن انخی میمی ۴۴، ۴۳

محمد بن عبد اللہ بن حمشاذ الشافعی، ابو منصور ۱۴۷

محمد بن عبد اللہ الرازی ۲۱

محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز بن شاذان الرازی،

ابو بکر ۱۳۰، ۸۲، ۴۷، ۴۵

محمد بن عبد الحافظ ۱۰۲

محمد بن عبد الوہاب، ابو علی النقشی ۱۰۳، ۱۰

۱۴۵، ۱۳۸، ۱۰۴

محمد بن علی ۱۴۴

محمد بن علی الخشاب ۱۷، ۱۷

محمد بن فضل البلیخی ۹۰

محمد بن واسع بن جابر الازدی ۴۸، ۴۵

محمد بن یعقوب الشیبانی ۱۸

محمد بن یعقوب، ابن یوسف ۱۰۲

محمد بن یوسف القطان ۲۲، ۲۱، ۲۰

محمد بن یحییٰ المزکی ۲۱

حمید (ابو سلیمان دارانی کی بہن) ۱۱۴

محمود محمد الطنحی ۲۷، ۲۶، ۱۱، ۹

محمود عابدی ۲۷

مرہا النصیبیہ ۱۲۸

مریم البصریہ ۵۰، ۳۶

۱۶۸

مسدد ۷۰

مسدد بن قطن ۶۴، ۶۳، ۶۲

مسدد بن مسرہد ۸۱، ۷۸

مصطفیٰ عبد القادر عطا ۲۷، ۲۶، ۱۱

مضغہ (ابو سلیمان دارانی کی بہن) ۱۱۴، ۳۳

معاذہ ۹۷، ۹۶، ۶۲، ۵۸، ۵۴، ۵۳، ۳۸، ۳۷

معمر بن راشد ۷۱

مفضل بن داؤد البغدادی ۹۳

مکی بن عبدان ۱۷

ملکہ بنت احمد بن حیویہ ۱۴۱

ممتاز جہاں ۱۳

مہلب بن ابی صفہ ۹۱، ۳۲

مہکی ۱۲

موسیٰ علیہ السلام، حضرت ۱۱۳

میمون ابن الاصغ ۴۵

میمونہ ۱۳۰

مومنہ بنت بہلول ۵۲، ۳۶

مونہ الصوفیہ ۱۰۲

ن

نور الدین شریبہ ۲۲، ۱۹، ۱۸

نسیہ بنت سیلان ۵۶، ۳۸

و

وارث سہیل ۱۳

الاصابہ فی احوال الصحابہ ۵۴	وہطیہ ۱۲۸
اعلام النساء ۳۲، ۴۶، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۶۳،	ہارون الرشید، خلیفہ ۸۲
۶۷، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۸۷، ۱۱۰، ۱۲۱، ۱۳۱	ہشام بن حسان الفردوسی، ابو عبد اللہ ۷۲، ۷۳
الاعانی ۹	ہشام بن عمار ۴۷
امثال القرآن ۲۵	ہند بنت مہلب ۸۱، ۳۲
الانس فی عیوب النفس ۲۴	ی
الاستنبات ۲۵	یحییٰ بن بسطام ۷۰، ۶۳، ۵۸
الاماء الشواعر ۲۶	یحییٰ بن معاذ ۱۰۴
البدایۃ والنہایۃ ۴۶	یحییٰ بن معین ۷۷، ۷۰، ۵۸، ۵۶، ۳۷، ۲۲
بیان احوال الصوفیہ ۲۴	یزید بن معاویہ ۵۴
البیان والتبیین ۵۴	یوسف بن اسباط الشیبانی ۵۶، ۳۸
بیان زلل الفقراء ومواجب آدابہم ۲۴	یوسف بن حسین، ابو یعقوب الرازی ۸۳، ۸۲
تاریخ الاسلام ۱۶، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۳۵،	یوسف بن عمر القواس الزاہد ۶۷، ۶۶
۷۰، ۷۳، ۸۳، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۵، ۱۴۷	یوسف القرضاوی ۳۴
تاریخ اہل الصفۃ ۲۵	۴۔ اسماء کتب
تاریخ بغداد ۲۷، ۲۸، ۴۰، ۴۷، ۴۸، ۵۸،	آداب التغازی ۲۵
۵۹، ۶۷، ۶۸، ۷۳، ۸۹، ۹۴، ۱۰۸	آداب الصحبۃ وحسن العشرہ ۲۴
تاریخ التراث العربی ۵۹	آداب الصوفیہ ۲۴
تاریخ خلیفہ ابن خیاط ۷۰	آداب الفقر وشرائطہ ۲۴
تاریخ دمشق ۴۷	الاخوہ والاخوات من الصوفیہ ۲۶
تاریخ الصوفیہ ۲۵	الاربعون فی اخلاق الصوفیہ ۲۴
تاریخ عثمان بن سعید الداری ۵۳	
تاریخ نیشاپور ۱۵، ۱۹	

تاریخ سیکھی بن معین ۲۲،۲۰

تذكرة الاولياء ١٦، ٣٥، ٣٦

تلبیس ابلیس ۶۴،۲۶

تہذیب التہذیب ۵۴،۳۰

تهذيب النسخ والمسنوخ في القرآن ٢٣

جوامع آداب الصوفیہ ۲۵

حدیث السلسلہ ۲۵

حقائق التفسير ٢٣، ٢١

حلیۃ الاولیاء ۱۸، ۲۵، ۲۷، ۴۷، ۵۲، ۵۷، ۱۳۰

حکایات المشائخ ۶۷

خلاصہ تہذیب الکمال ۴۸

درجات المعاملات ۲۴

الدرا الممشور في طبقات ربات الخذور ٣٦، ٣٣،

 $\Delta \angle, \Delta \phi$

ذكر النسوة الصوفيات المتعبدات ١١، ١٢، ١٥،

151, 152, 154.

الرود علی اہل الکلام ۲۵

الرسالة القشيرية ١٠٥، ٦٢، ٣٣

رسالہ ملامتية ۲۴

سلوک العارفین ۲۴

سنن الصوفیه ۲۶

سوالاۃ للدارقطني عن احوال المشايخ ۱۸، ۲۵

سياق التاريخ ۱۷

149

سیر اعلام النبلاء ۱۶، ۲۳، ۲۷، ۲۸، ۳۷، ۳۹،

Λ Γ, Δ Α, Υ Ω, Υ Ι, Ω Ρ, Ω Ρ

شذرات الذهب ٢١، ٢٨، ٢٦، ٥٢، ٤١،

AF666

صفحة الصوفية ٣٥، ٣٦، ٣٩، ٤٠، ٤٦، ٤٩.

5A, 5L, 5P, 5P, 5I

•A•L9•LΛ•LΨ•L•Y9•YΛ•YΠ•YΨ

८॥१५॥१६॥१७॥१८॥१९॥२०॥२१॥२२॥२३॥२४॥२५॥२६॥२७॥२८॥२९॥३०॥३१॥३२॥३३॥३४॥३५॥३६॥३७॥३८॥३९॥४०॥४१॥४२॥४३॥४४॥४५॥४६॥४७॥४८॥४९॥५०॥५१॥५२॥५३॥५४॥५५॥५६॥५७॥५८॥५९॥६०॥६१॥६२॥६३॥६४॥६५॥६६॥६७॥६८॥६९॥७०॥७१॥७२॥७३॥७४॥७५॥७६॥७७॥७८॥७९॥८०॥८१॥८२॥८३॥८४॥८५॥८६॥८७॥८८॥८९॥९०॥९१॥९२॥९३॥९४॥९५॥९६॥९७॥९८॥९९॥१००॥

۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰

طبقات الاولياء ۴۶، ۹۰، ۹۴

طبقات الشافعية ٢٢، ٢٨

طبقات الشعراء ۶۳، ۵۴

طبقات الصوفية ١١، ٢٣، ٢٢، ٢٥، ٢٤، ٢٨،

८५, ८५, ८५, ८५, ८५, ८५, ८५

105, 107, 101, 99, 92, 91, 90, 88

١٢٨ ١٢٢ ١٢٣ ١٢٠ ١١٥ ١١٢ ١٠٧

၁၂၅ ၁၂၆ ၁၂၇ ၁၂၈ ၁၂၉ ၁၃၀ ၁၃၁

150, 129, 128

طبقات الصوفیہ (فارسی) ۱۲۲

الطبقات الكبرى ٤٢، ٥٣، ٣٩، ٣٤، ٣٠

العبر ۵۴، ۴۶

عیوب النفس و مداوتها ۲۴

غلطات الصوفیہ ۲۴

المصنف ۷۱	فتاویٰ ابن صلاح ۲۷
مقامات الاولیاء ۲۶	الفرق بین الشریعہ والحقیقہ ۲۵
مقدمہ فی التصوف ۲۴	الفرق بین علم الشریعہ والحقیقہ ۲۴
مناہج العارفین ۲۴	کتاب الرهبان ۵۸
میزان الاعتدال ۱۱۳، ۹۶، ۵۶، ۴۷	کتاب الزہد ۲۵
النجوم الزاہرۃ ۸۵، ۴۶، ۴۰	کتاب الزہد والرقائق ۵۹
نفحات الانس ۱۵۵، ۸۹، ۱۵	کتاب الفوائد والزواہد والرقائق والمراثی ۶۷
النور من کلمات ابی طیفور ۸۶	کتاب السماع ۲۵
الوافی بالوفیات ۸۳	کتاب الصدق ۹۱
وصیۃ ۲۴	کتاب الطبقات ۵۵، ۳۷
۵۔ مقامات	کتاب الکرم والجود والسخا ۵۸
آذر بایجان ۸۹	کتاب الکرم والجود وسخاء النفس ۵۹
أبلہ ۳۹	کتاب الفتوۃ ۲۴
ادرئیل ۸۹	کشف الظنون ۲۶، ۲۵
اصفہان ۲۷	اللمع ۸۶، ۳۴، ۱۸
اتطاکیہ ۵۶	محاضرات الابرار ۲۶
اہواز ۶۹	مجن الصوفیہ ۲۵
بخارا ۴۷	محنۃ الامام الشافعی ۶۷
البرجلانیہ ۵۹	مختصر تاریخ دمشق ۷۳
بسطام ۱۲۴، ۸۶	مرآۃ الزمان ۲۵
بصرہ ۵۸، ۵۰، ۴۳، ۴۲، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷	مسائل وردت من مکہ ۲۴
۷۲، ۶۳، ۶۵، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۲، ۷۳	مسألۃ درجات الصالحین ۲۴
۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۸، ۱۲۱	مستدرک علی التحسین ۱۹

تذکرہ خواتین صوفیہ

بغداد ۱۷، ۲۵، ۵۹، ۶۶، ۶۷، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۲۷	عکہ ۱۲۷
۱۱۲، ۱۱۵، ۱۲۸	فرغانہ ۴۲
بلخ ۹۹	قاہرہ ۴۷
بیروت ۲۸، ۲۷	قطیفۃ الدقیق ۴۵
جبال ۸۳	کربلا ۹
حجاز ۱۷	ماوراءالنہر ۴۲، ۴۱
حلب ۵۶	مرو ۱۱۵، ۱۱۳، ۱۱۷
خراسان ۵۱، ۸۴، ۹۹، ۱۰۶، ۱۲۰، ۱۳۶	مصر ۱۲۸، ۱۱۲
داغستان ۴۲	مکہ مکرمہ ۸۳، ۸۵، ۹۲، ۱۳۶
دامغان ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۱۲۰، ۱۲۱	نوقابذ ۱۲۴
دمشق ۹، ۳۱، ۳۲، ۵۱، ۵۲، ۱۲۲، ۱۲۸	نہاوند ۱۵۲
رے ۱۸، ۴۰، ۴۱، ۹۰	نئی دہلی ۱۳
ریاض (سعودی عرب) ۲۶	نیشاپور ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۲۰، ۲۷، ۹۲، ۱۰۳، ۱۰۴
سامراء ۵۸	۱۲۳، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۵
سجستان ۵۴	۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۵
سمرقند ۹۰، ۴۷	ہرات ۱۴۶
شام ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۴۷، ۷۴، ۷۵، ۸۲	ہمدان ۱۷
۱۲۷، ۱۰۲، ۸۷	یمین ۷۱
شیخ الحدید ۵۶	
صور ۱۲۷	
طرز قوس ۱۴۰	
طفاۃ ۸۰، ۳۳	
عراق ۱۷، ۴۲، ۵۲، ۱۵۲	
۱۷۲	

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

1300	ابن رشد مترجم ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی	بداية المجتہد و نہایۃ المقتصد
460	مولانا عمر اسلم اصلاحی	قرآن مجید بحیثیت ماخذ سیرت
220	پروفیسر اختر اداس	مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن
340	فیصل احمد ندوی	تفسیر اور اصول تفسیر
560	علامہ سید سلیمان ندوی	تاریخ ارض القرآن
560		قرآن مجید کی تفاسیریں چودہ سو برس میں
360	پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی	شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی خدمات
360	ڈاکٹر شکیل اوج	قرآن مجید کے آٹھ منتخب اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ
320	ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی	برصغیر میں مطالعہ قرآن
360	ترجمہ: ابو مسعود اظہر ندوی	اسلام یہ ہے (علامہ محمد غزالی)
560	عطر یف شہباز ندوی	محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لیے
350	ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی	سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کا جائزہ
1600	مولانا ضیاء الدین اصلاحی	تذکرہ المحدثین (3 جلد)
480	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	اسلام اور جدید فکری مسائل
600	ڈاکٹر اقبال احمد محمد الحق	جرح و تعدیل
240	ڈاکٹر اقبال احمد محمد الحق	رہبر تخریج حدیث
680	ڈاکٹر اقبال احمد محمد الحق	تاریخ تحفظ سنت اور خدمات محدثین
340	پروفیسر اختر الواسع	فقہ اسلامی (تعارف اور تاریخ)
360	شاہ معین الدین ندوی	دین رحمت
380	مولانا عبدالقدوس ہاشمی	مختصر تاریخ خلافت اسلامیہ
300	ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی	اسلامی فقہ کے اصول مبادی
300	سید اعجاز حیدر	معلم لفہ القرآن (نیا ایڈیشن)
340	مولانا حبیب الرحمن الاعظمی	تعدیل رجال بخاری
260	مولانا سلطان احمد اصلاحی	عصر حاضر کی نفسیاتی الجھنیں اور ان کا اسلامی حل

جو سر بہ سر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے
قرآن مجید کی روشنی میں سیرت رسول اور حیات رسول پر ایک منفرد، محققانہ اور مدلل کاوش

حیات رسول اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف: خالد مسعود تلمیذ: مولانا امین احسن اصلاحی

قرآن میں منصب رسالت کے تقاضوں اور پیغمبرؐ کی سرگزشتِ انداز کی پیروی میں لکھی گئی
حیات و سیرت رسول

مصنف کا دعویٰ ہے کہ ”قارئین اس کتاب کو ہر اعتبار سے سیرت کی دوسری کتابوں سے مختلف پائیں گے“
صفحات: 600 بڑا سائز: 8/20x30 مضبوط اور خوبصورت جلد قیمت: 700 روپے

اسلامی فقہ پر علامہ ابن رشد کی شہرہ آفاق کتاب

بداية المجتهد ونهاية المقتصد

{ مجتہدین کی بنیادی اور طلبہ کی آخری کتاب }

❖ دور قدیم میں طرز جدید پر لکھی جانے والی فقہ کی پہلی کتاب۔

❖ تمام مکاتب فکر کی آراء کو قرآن و سنت اور عقل عامہ سے استدلال کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

❖ نہایت مختصر مگر پوری جامعیت کے ساتھ فقہی مسائل کے درج ذیل تمام پہلوؤں کو سمیٹتی ہے:

مسئلہ کی نوعیت ----- نصوص ----- استدلال ----- امت کا اجماع ----- فقہاء کے اختلافات و

اتفاقات

نصوص کے معنوی احتمالات ----- نصوص کی صحت اور ضعف ----- اور ان پر صاحب تصنیف کا اپنا فیصلہ

اساتذہ و طلبہ اور عام قارئین کے لیے اصول کتاب

صفحات: 1240 مضبوط، خوبصورت جلد قیمت: 1300 روپے

رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔ 54000 فون: 7231119 موبائل: 0321-4021415

تذکرہ خواتین صوفیاء

مصنف

ابو عبد الرحمن السلمی

ترجمہ و تحقیق

ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تحبوری



297.69
1575 ت
160208